شمس المعارف

حصہ اوّل

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شمس المعارف

یعنی جلد اوّل مکتوبات فخر الواعظین آیۃ اللہ فی العالمین قدوۃ العلماء تاج العرفا

حضرت قبلہ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمایش

جناب یار محمد خانصاحب ہوشیارپوری سلمہ اللہ تعالےٰ

بسعی

خاکسار منظور الحق کلیم قادری چشتی سلیمانی بی بی پور - اعظم گڈھ

آدرش پریس "دیوریا" میں چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگان دین کے مکتوبات اور ملفوظات کا جمع کرنا ہمیشہ سے معمول رہا ہے مگر اردو زبان میں کسی بزرگ کے درویشانہ مکاتیب کا مجموعہ ابتک میری نظر سے نہیں گذرا۔ ہمارے حضرت قبلہ مولانا شاہ **محمد سلیمان** صاحب قادری چشتی کے درویشانہ مکتوبات کو ہمارے برادران طریقت مثل جناب مولانا صوفی وصی الدین صاحب و جناب شاہ شریف [illegible] صاحب ساکنان لکھمنیا ضلع مونگھیر و جناب قاضی باقی شاہ صاحب وزیرآبادی اور دیگر حضرات نے جمع کیا ہے۔ مگر ان مکتوبات کا زیادہ تر تعلق انھیں حضرات کے مواجید و اذواق و احوال سے ہے۔ ہاں ہمارے مخدوم زادہ حضرت مولانا **حسن میاں** صاحب قدس سرہ العزیز نے جو ذخیرہ تیار کرنا چاہا تھا وہ عام مریدان و اہل طریقت کیلئے زیادہ مفید تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ ذخیرہ ہنوز تیار نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت قدس سرہ اس عالم سے تشریف لیگئے۔ کل ایک برس چھ ماہ میں جو حضور اقدس نے مریدان با اختصاص کو خطوط بھیجے ہیں اسکی نقل اس ذخیرہ میں بھی ان کی رحلت کے بعد حضرت قبلہ نے خود بنفس نفیس توجہ فرمائی اور ہر قدس مکتوب جب کہیں روانہ ہوتا تو اسکی نقل اس مجموعہ میں کرالیجاتی تھی۔ بحمد اللہ تین برس میں اب ننانوے مکتوب کا ذخیرہ تیار ہوگیا ہمارے پیر بھائیوں نے اسکی اشاعت کیلئے حضرت قبلہ سے بہت اصرار کیا۔ اور ہر شخص اشاعت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر حضرت قبلہ نے خدا کا ہزار احسان ہے کہ یہ خدمت مجھ کمترین عقیدتمندان کو عطا فرمائی۔ اور میں اسے چھپواکر سعادت دارین حاصل کرتا ہوں۔

خاکسار
یار محمد خاں

عرض

شمس المعارف جلد اوّل و دوم کا نسخہ جو آستانہ میں موجود ہے وہ بھی کرم خوردہ ہے برادران طریقت کے پاس بھی خال خال ہے۔ اس لئے اس کی بقا کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیڑھ ڈیڑھ سو دونوں نسخے مرشد پریس کے تبادلے میں طبع کرا لئے۔ اس طرح اس پریس کی قیمت بھی کھڑی ہو گئی اور ایک کارآمد بات اس ضمن میں ہو گئی۔

ہم برادران مولوی یار محمد خاں و مولوی مودی ابراہیم صاحبان سے معافی چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ان سے اجازت نہیں لی۔ امید ہے کہ وہ مجھے معاف فرما دیں گے۔

"با کریماں کارہا دشوار نیست"

خادم الاخوان
منظور الحق کلیم
بی بی پور ضلع اعظم گڑھ
۷ فروری ۱۹۳۹ء

درود تاریخ وصال حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و سیدی و مولائی محمد و علی آلک
بارک وسلم

۱۳۵۴ ہجری

دعائیہ شجرہ عالیہ سلیمانیہ

یارب سلیماں عارفِ حق بر حالِ من مسکیں مدد دے
از بہر شاہ حبیب و سید بو الحسن حق بیں مدد دے
از بہر نعمت و شاہ مجیب و محمد وارث شاہ رفیع
وز بہر سلیم و محمد پیارے شاہ محمد امیں مدد دے
از بہر قمیص و حیات و تاج الدین و شاہ بہار الدین
وز بہر جلال الدین داؤد و سید علی مہیں مدد دے
از بہر نصیر و بو صالح رزاق و شیخ عبد القادر
وز بہر سعید و بو الحسن و بو الفرح حصارِ دیں مدد دے
پے عبد الواحد عزیز و شبلی شاہ جنید و سری سقطی
معروف و موسیٰ رضا موسیٰ کاظم جعفر حق بیں مدد دے
از بہر باقر و سجاد و از بہر حسین و شیر خدا
بر حالِ کلیم خستہ جگر از بہر رسول امیں مدد دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام قاضی باقی شاہ صاحب وزیرآبادی

عزیز من السلام علیکم

اگلا خط تمہیں ملا ہوگا۔ اس کے مضامین پر خوب غور کرو۔ آج پھر ایک یہ خط جاتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ انوار و تجلیات اور سچا عرفان بغیر مرشد کے مجرد ایمان وصلاح و تقویٰ سے حاصل ہوتا جیسا کہ اس زمانہ کے عامہ اہل علم ظاہر سمجھتے ہیں خلاف سنت الٰہیہ ہے۔ سنو سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ
الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈھو اس کی طرف وسیلہ اور محنت کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیۃ پاک میں پانچ باتیں ہیں۔ اوّل خطاب اہل ایمان کے ساتھ کہ یاایھا الذین اٰمنوا دوسرے تقویٰ کی فرمایش اتقوا اللہ۔ پھر اس تقویٰ کے بعد دوسری فرمایش وسیلہ ڈھونڈھنے کی وابتغوا الیہ

الوسیلۃ۔ پھر اس وسیلہ پانے کے بعد ایک اور فرمائش مجاہدہ اور محنت کی کہ:۔ جاھدوا فی سبیلہ۔ پھر ان سبھوں کے بعد اس کا نتیجہ فوز اور فلاح کہ لعلکم تفلحون یعنی جو باتیں کہی جاتی ہیں وہ عام نہیں۔ خاص بندے جو مومنین ہیں انھیں سے روئے سخن ہے۔ جن کو تصدیق قلبی کا مقام حاصل ہو چکا ہے بس انکو فرمائش یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو یعنی مجرد تصدیق تمہارے لئے کافی نہیں۔ اس کے علامات ہیں اسلام کی پابندی اوامر کو بجا لانا نواہی سے بچنا جب اسلامی عملی قوت اس تصدیق سے ملگئی لبس الشان نورٌ علےٰ نور ہوا۔ تو اب فرمائش یہ ہے کہ میرا تقرب چاہو۔ مگر میرا تقرب کوئی آسان امر نہیں ہے کہ فقط ایمان و التقاتم کو بلا واسطہ وہاں تک پہونچا دے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید فقط مومن و متقی ہونا تمہارا اس قرب ہی قرب تک تمکو نہیں پہنچا سکتا ھو معکم اینما کنتم اس پاک معیت کا ادراک کوئی آسان امر نہیں اس لئے تمھیں ضرور ہے کہ اس تقرب کیلئے تم میری سرکار میں کوئی وسیلہ ڈھونڈھو یعنی ایک ہادی و مرشد اپنا بناؤ تاکہ جو میرا مقرب ہے وہی تمہارا مقرب ہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ فقط کسی کو مرشد بنانا میری قربت کی راہ میں کافی نہیں بلکہ اس ہادی و مرشد کی ہدایت سے محنت کرو مجاہدہ کرو۔ اب سمجھو جب تم نے ایمان و تقویٰ کیساتھ مرشد کو قبول کر کے مجاہدہ و محنت کرلیا تو تم ارباب فلاح سے ہوگئے یعنی تمھیں رستگاری ہوگئی اب شرک کی ہوا بھی تمکو نہ لگے گی قرب و معیت تمکو اپنے میں گم کردیگی سنوگے تو میری ہی سنوگے دیکھوگے تو مجھی کو دیکھوگے بولوگے تو میری ہی بولی بولوگے اور یوں کہوگے:۔ الا کل شئی ماخلا اللہ باطل ۔

وادیم ترا ز گنج مقصود نشاں گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی۔ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام قاضی باقی شاہ صاحب رئیس وزیر آباد ضلع گجرانوالہ (پنجاب)

عزیزم باقی الله بس و باقی ہوس

اے عزیز۔ ایک مدت سے تمہارا خط نہیں آیا دلکو تعلق ہے ہر چند کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ ارادت وہ مضبوط ڈوری ہے کہ کبھی توڑے نہیں ٹوٹتی العروۃ الوثقے لا انفصام لہا یہی ہے۔ ادھر جائیے اودھر جائیے۔ مگر نتیجہ آپ کو معلوم ہے؟ ؎

چند روزے ہر کجا خواہی برو   باز گشتہ آخریں کارت منم

ایک قصہ سنو۔ میں ضلع مراد آباد میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جو حضرت غوث الثقلین کی سرکار سے صاحب حضوری تھے مجھے ان سے ایک خاص خلوص پیدا ہوا میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بھی اپنا بنا لیجئے اور اپنے رنگ میں مجھے بھی رنگ دیجئے یہ میں نے اسلئے کہا تھا کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ فرما گئے ہیں کہ ؎

زہر در کہ خواہم خدا را بہ بینم   بر آں در رخ مصطفٰے را بہ بینم

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحکمۃ ضالۃ المومن الغرض میں نے ان بزرگ سے ارشاد کی درخواست کی اور چونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ کلمۃ الحق القاء کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی القاء کیا جائے۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ان بزرگ نے فرمایا کہ مولانا۔ ہمارے یہاں تو بغیر استخارہ کے یہ کام نہیں کیا جاتا۔ آج شب کو میں آپکو حضرت غوث الثقلین میں پیش کرونگا اگر ادھر سے قبولیت کا اشارہ ہوا تو میں آپ کو قبول کرلونگا۔ اور جو مجھے بزرگوں سے پہونچا ہے پیش کرونگا۔ اے عزیز میں کیا کہوں کہ وہ رات مجھ پر کیسی گذری سخت سردی کا موسم تھا اور اسہال بواسیری کا دورہ خیمہ سے نکلکر بار بار بول و براز کیلئے باہر جانا پڑتا تھا۔ مگر واللہ ثم باللہ۔

یہ تکلیف کچھ بھی نہ تھی سو ہاں روح اس خیال سے تھا کہ ان بزرگ نے اگر سرکار غوثیہ میں مجھے پیش کیا اور وہاں سے عدم اجابت ہوئی تو پھر میرا کیا ٹھکانا ہوگا۔ کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ وہابی و نیچری ہو جاؤں گا کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ وہاں سے جو ارشاد ہوگا وہ حرف تقدیر ہے اگر وہاں سے مردود ہوا تو سلب ایمان ہی ہو جائیگا انھیں خیالات میں صبح ہوگئی میں صبح کیلئے وضو کر رہا تھا کہ وہ بزرگ نمودار ہوئے اور نہایت بشاشت سے مجھ سے فرمایا کہ تم پیش ہو گئے اب میں تمھیں بتاؤنگا پھر ان بزرگ نے دو چیز بتائی مگر توجہ تام کیساتھ۔ ایک تفویض غوثیہ یعنی مجھے غوث پاک کے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ ایک اربعین تک بجز غوث پاک کے کسی طرف متوجہ نہ رہو۔ اگر بھوکے ہو یا پیاسے ہو کسی غیر سے اپنی حاجت پیش نہ کرو جو سامنے آجائے کھا پی لو۔ کوئی نقد دے تو لے لو۔ مگر اشارۃً کنایۃً کسی سے کچھ نہ کہو۔ بیمار ہو تو دوا نہ کرو طبیب تو اللہ ہے کوئی سرورکائنات ہو وعظ کہو تو ہدایت و ضلالت کا کچھ قصد نہ کرو۔ فقط غوث پاک کو وعظ سنادو۔ اے فرزند! ایک چلہ تک میں نے ان تمام شرائط کو پورا کیا مقام امتحان میں آگیا افلاس و ناداری۔ سخت بیماری۔ وطن سے باہر۔ غربت سفر۔ اللہ اللہ۔ کیا کیا مصیبتوں سے سامنا پڑا۔ مگر واہ رے میری قادری ہمت کہ بجز شیخ عبدالقادرؒ کے کسی طرف رخ نہ کیا الغرض مجھے اس شغل کے ختم کے بعد مجھے سرکار غوثیہ میں ایک عجیب مناسبت پیدا ہوگئی جسکا شمہ ابتک مجھ میں موجود ہے۔ اور اس مناسبت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بچپن سے خلقی طور پر مجھے سرکار غوثیہ سے عقیدت کامل اور ایک مناسبت خاصہ تھی شروع شباب میں میرے چچا حضرت حکیم غلام قادر قدس اللہ نفسہ نے مجھ سے قصیدہ غوثیہ شرائط کیساتھ اسقدر پڑھوایا تھا کہ مجھے اس سرکار میں ایک خلوص پیدا ہوگیا

تھا۔ الغرض وہ سب نسبتیں ملکر جو ارادت مجھ میں مخفی تھی اس کو ظاہر کر دیا۔

دوسرا شغل جو اس شیخ نے بتایا وہ مراقبہ وحدت بحتہ تھا اور تخلیہ قلب اسکا پہلا زینہ تھا اور انتظار و شوق اسکا دوسرا زینہ اور وجدان حرفت اسکا تیسرا زینہ تھا۔ آگے کیا ہے میں نہیں جانتا ایک مدت تک میں نے اپنے قدیم خاندانی شغل و اشغال کو چھوڑ کر اسی مراقبہ کا دوام کیا مگر کشود نہ ہوا بہت کوششیں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی اتفاق سے میں بریلی میں تھا اور پھر علیل ہو گیا۔ وہ بزرگ میری عیادت کو تشریف لائے۔ میں نہایت ہی ارادت و نیازمندی سے اُن سے ملا اور اُنکی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا انھوں نے چند باتیں فرما کر یوں ارشاد فرمایا کہ یہ مراقبہ جو میں نے تمھیں بتایا ہے اُسے چھوڑ دو۔ رنگ نہیں جما۔ اور نہ جمیگا۔ پہلی چوٹ زیادہ گہری ہے وہی کام آئیگی۔ تم اپنے وہی قدیمی اشغال و اوراد کو برتو۔ وہ بھی حق ہے یہ بھی حق ہے۔ گڈمڈ ہونے کی کیا ضرورت ہے میں اس شیخ کے ادراک اور حق بینی پر عش عش کر گیا۔

اے عزیز! اب اصل مطلب پر آتا ہوں۔ وہ چیزیں جو پہلے میں نے تمھیں بتائی ہیں یقین کرلو آخر دم تک وہی کام آئیں گی اور وہ چوٹ گہری چوٹ ہے ۔ اوّل ما آخر ہر منتہی ۔ آخر ما جیب تمنا تہی

والسّلام محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام حافظ علیم الدین صاحب سوداگر مچھلی بازار (کانپور)

عزیزم سلمہ اللہ تعالے

بعد سلام مسنون و دعا کے مدعا یہ ہے کہ بچے کے گذر جانے کا حال معلوم

ہوا۔ اے عزیز دنیا رنج و راحت کے مجموعہ کا نام ہے جب خوشی ہو تو سمجھ لینا چاہیے
کہ رنج بھی ایک دن ضروری ہے اور جب صحت ہے تو پھر بیماری بھی ضرور آنیوالی ہے
اور جب حیات ہے تو پھر اک دن موت سے بھی ضرور سامنا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-
کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور ارشاد
ہوتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت اور اینما کنتم یدرککم الموت
ولو کنتم فی بروج مشیدہ وغیر ذالک یہ سب اسی لئے ہے کہ انسان
اسکی تصدیق کرکے دوسرے وقت اور آئندہ آنیوالی حالت پر ثابت قدم رہے
اکثر لوگ جو مصیبتوں میں بیحد گھبرا جاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ ان آیتوں کا
مراقبہ نہیں کرتے اور رسوخ کیساتھ انپر اعتقاد کامل نہیں رکھتے۔ دنیا میں کسی
گھر میں کوئی بچہ ہو رسول اللہ ﷺ کے بچے سے پیارا اور لاڈلا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اس دنیا میں
نہ رہے تو پھر دوسروں سے کیا امید کیجائے۔ بزرگوں کی صحبت اور سلسلہ ارادت اسی
لئے ہے کہ رسوخ ایمانی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ تمکو اور ہمکو اس نعمت سے مشرف کرے
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک
رحمۃ انک انت الوہاب ماہ مبارک رمضان ہے مولا کی یاد میں لگے رہو۔
فقط زبانی ہی نہیں بلکہ دل وجان سے ادھر متوجہ رہو واذکر اسم ربک
وتبتل الیہ تبتیلا ارشاد ربانی ہے اس پر پوری طرح سے عامل رہو۔ والسلام

محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام مولوی عبد الغنی صاحب امروہہ ضلع مرادآباد

میرے دل کے راحت اور آنکھوں کے نور

عبد المغنی نور اللہ قلبہ

بعد سلام مسنون و دعا ء خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمھارا پہونچا۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو خواب دیکھنا مبارک ہے اور جو وظیفہ بتایا گیا وہ بھی مبارک ہے مگر اے عزیز اگرچہ خواب ایک عمدہ چیز ہے اور کیوں نہ ہو حدیث شریف میں اسکو جزء ۴۶ من اجزاء النبوۃ فرمایا گیا ہے مگر پھر بھی یہ ابتدائی درجہ ہے واردات اور الہامات اس سے کہیں زیادہ ہیں رزقکم اللہ تعالیٰ بھما۔ خواب میں اور پھر بھی ابتدائی سلوک کا خواب ایک قسم کی جھلک ہے اور الہام میں انکشاف تام ہے اور اس کے بعد پھر ایک درجہ مشاہدہ کا ہے اس کی اور اس کے انوار ایسے ہیں کہ خواب اس کے مقابلہ میں دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لیے کہنے والے نے کہا ہے ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

چونکہ تمھاری بیعت طریقہ انیقہ قادریہ میں ہے اور ہم نے تمھیں حضرت غوث الثقلین کے سپرد کیا تھا اس لئے تمھیں جو فیض آتا ہے اور آئندہ آئیگا ادھر ہی سے آئے گا چاہے تمھیں اسکا درک ہو یا نہ ہو۔ خدا کرے کوئی ایسا موقع ہو کہ تمھیں زیادہ دن تک میری صحبت و رفاقت میسر آئے تاکہ موقع بموقع میں اصلاح کرتا رہوں۔ قصیدہ غوثیہ غالباً جو اب تک تمھارے دوام میں ہوگا اب انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ایک ایسا طریقہ بتا دوں گا کہ زبانی پڑھنے کی کوئی ضرورت ہی نہ رہے۔ مراقبہ اور سرکار غوثیہ کی حاضری کافی وافی ہو گی۔ تعویذ جاتا ہے مانگنے والوں کو دیدو اور بار بار مجھے اب اسکی تکلیف نہ دیا کرو۔ تم میرا

تبرّخ کرکے اور اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ سمجھ کر تعویذ لکھدیا کرو اور لوگوں کو دو۔ اللہ تعالیٰ برکت دیگا اور لوگوں کی مرادیں بر آئیں گی عزیزم سبط نبی سلمہ اللہ تعالیٰ اور میاں رفیق احمد اور اپنے گھر اور دوسرے عزیزوں کو سلام و دعا اور جناب مولانا کو تسلیم ــ

محمد سلیمان

بنام مولوی حافظ عبد الغنی صاحب اعظم آبادی مدرس مدرسہ (کلکتہ) قادری چشتی

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر

چپ بیٹھے ہو کیا نسیم بولو آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

یہ ماہ مبارک رمضان ہے اور ابتک تمھارا کوئی خط نہیں آیا قلبی حالات کیا ہیں؟ اور جذبات روحانی کیونکر ہیں کم سے کم ان باتوں کی تو مجھے خبر کیے ہوتے۔ اے عزیزم اس آیہ پاک کا زیادہ تر مراقبہ کرو ا من یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء اگر اس مراقبہ میں تم ثابت قدم نکلے تو پھر اضطرار اور مصیبت مصیبت نہ باقی رہیگی اور رحمت الٰہی سے تم یوں تخاطب کروگے

ــــہ در رسیدی زود بگرفتی مرا واخریدی از ہمہ سستی مرا

تمھارا قلب نہایت ہی ذکی الحس اور خلقی کمزور ہے ذرا سے صدمہ سے اور تردد میں تم گھبرا جاتے ہو یہ نہایت ہی خامی ہے دل کو مضبوط رکھو اور ہمت مردانہ سے کام لو۔ بلا اور مصیبت تو آیا ہی کریگی تو کیا تم اپنے مولا کو چھوڑ دوگے کیا وہ دافع ضرر اور کافی المہمات نہیں ہے الیس اللہ وکما قال وصدق اللہ ورسولہ سنو ایک شعر سنو ــــہ

اے حسن عاشق ہشو ور مشوی مرد انشو   دام ہستی بردرو مرغ بلا را دانہ شو

غالباً تم آجکل اعتکاف میں ہو گئے ہاں خوب یاد آیا ایک مجرب نسخہ تمھیں بتادوں
ایک زمانہ میں میرے بھائی بندوں کو مجھ سے بیحد شکایت تھی بعض لوگ جو
میرے موافق تھے وہ میرے مخالفوں کی کید و بدگوئی و شکوہ شکایت کی مجھے
خبر کیا کرتے تھے میں اُس زمانے میں درود شریف کا بڑا اشاغل تھا اور روز و شب
گویا حضرت ؐ کے سامنے ہی رہا کرتا تھا ع "تم ہمیں دیکھا کرو اور ہم تمھیں دیکھا کریں"
بس یہی وظیفہ تھا ایکدن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم تشریف لائے ہیں اور میرے کمر میں آپ نے تلوار باندھ دی ہے۔ میں
بیداری کے بعد اس خواب کی تعبیر میں کچھ پریشان تھا اس درمیان میں میرے
حضرت قبلہ وکعبہ مجھلے ماموں صاحب قدس اللہ نفسہ تشریف لائے اور فرمایا کہ
دشمنوں سے بچنے کیلئے تم سیف اللہ مجموعہ سیفی پڑھا کرو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ اور
روزانہ سیف اللہ پڑھا کیا بس اس تلوار کا مطلب تھوڑے دنوں کے بعد سمجھ
میں آگیا۔ تخمیناً ایکسال کے اندر ہی پھر حضرت ماموں صاحب قبلہ میری عیادت کو
تشریف لائے اور فرمایا کہ دشمنوں سے مخلصی کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ تم محبوبیت
کی تجلی کا مراقبہ کرو اور یقین کرلو کہ سب محبوب ہیں نہ کوئی مخالف ہے نہ دشمن ہے نہ
عدو ہے۔ اے عزیز واللہ ثم باللہ یہ عجیب نسخہ تھا کہ تھوڑے دنوں کے تجربہ میں
یہ دیکھا کہ کوئی میرا مخالف نہ رہا اور سب میرے دوست اور پیارے ہو گئے۔ میں
اطمینان کیساتھ اپنے قومی کاموں میں لگ گیا اور آجتک اسمیں مصروف ہوں ہاں
بمقتضائے بشریت کبھی کبھی مجھے کسی سے رنج پہونچتا ہے مگر وہ محض آنی ہوتا ہے

اور میں اسوقت یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جلال کی تجلی ہے اب اس کے بعد جمال ہی جمال ہے۔ اے عزیز میرے اس خط پر خوب غور کرو اور ساحت دل کو خیالات فاسدہ کے غبار سے پاک رکھو اور اپنے مولا پر بھروسہ کرو فھو نعم المولےٰ و نعم النصیر۔ تمہاری مسجد کا موذن جسکا میں نام بھول گیا ہوں وہ تمہارا پیر بھائی ہے اسکی طرف نظر مہربانی رکھو اور اسکی تربیت سے غافل نہ رہو دریافت کرو کہ درود طریقہ اس نے ختم کیا یا نہیں اگر ختم کر لیا ہو تو اور جو مناسب حال اسکے ہو بتا دو۔ فقط عزیزم نور محمد و لی محمد کو سلام و دعا کہو۔ والسلام

محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام مولوی بشیر احمد صاحب زبیری اٹاوہ

میرے عزیز مخلص! نور اللہ قلبک بنور الایقان۔ السلام علیکم

آپ کا مضمون عرس میں نے البشیر میں مکرر سہ کرر پڑھا۔ ہر مرتبہ بے اندازہ لطف حاصل ہوا۔ الحمد للہ کہ آپ پر پاک روحانیت اور مقدس نورانیت ظل گستر ہوئی۔ ابھی یہ دیباچہ ہے مبادی و مقدمات کے بعد عجیب عجیب قدرت کا نظارہ آپکی آنکھوں کے سامنے پیش ہوگا اسوقت آپ بیساختہ بول اٹھیں گے ؎

دارو دل دیوانہ ام سودائے لیلائے دگر ٭ مجنوں طرح چشم من بگزیدہ صحرائے دگر

اے عزیز! فقط مدنیت کے خیال میں اور اخلاق ظاہری کی درستگی میں پڑے رہنا نصف انسان بننا ہے انسان کامل اسوقت ہو سکتا ہے جب مدنیت و اخلاق کے ساتھ پاک روحانیت کی تجلی ہوتی ہے اور ہر رگ و ریشہ میں انوار الٰہی سما جاتے ہیں اور پھر وہ انوار بروز کر کے اپنا انعکاس ہر ذرات عالم پر ڈالتے ہیں جس سے تشخفی

ظلمات دور ہوکر حقیقت اشیاء کا انکشاف ہوتا ہے اسوقت انسان انسان کامل ہوسکتا ہے اسوقت الا کل شئی ماخلا اللہ باطل اور ع "بجز خدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست" یہی پیش نظر ہوتا ہے اگر بقسم قاسر یہ پاک خیال مٹایا بھی جائے تو مٹ نہیں سکتا۔ کسی حال میں ہو یوں ہی کہتا رہیگا ؎

بسکہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد چشم ترا می خواہد

آپ کے جناب شاہ صاحب دام مجدہ نے جو سجدہ تعظیمی کی فلاسفی آپ سے بیان کی ہے یہ آپ کے کمزور اور نازک ظرف کے اندازہ سے محض چھوٹے پیمانہ پر۔ آپ کے سمجھانے کیلئے کہدیا ہے آیندہ چلکر انشاء اللہ تعالیٰ جب اس کام میں آپ لگ جائیں گے تو پھر شاہ صاحب کی زبان سے سمجھ اور سنکر خود بھی نورانی تصدیق کیساتھ یوں بول اٹھیں گے ؎

کافراں سجدہ کہ در پیش بتاں میکردند
ہمہ سوروے تو بود و ہمہ رو سوئے تو بود

ریاضت و محنت اور درویشوں کی پاک صحبت میں کوئی نئی چیز نہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ اپنے آپ میں جو خود موجود ہے اسی کی حقیقت منکشف ہوجاتی ہے ھو معکم اینما کنتم اور آیۃ وفی انفسکم افلا تبصرون آج جسکو سر خفی سمجھتا ہے کل اسکے اوپر بالکل مشاہدہ و عیاں ہوجاتا ہے اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے:۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ ہم محبوب ہیں مگر وائے کمبختی کہ ہمیں اپنی محبوبیت کا ادراک نہیں۔ ہم خود مقصود ہیں مگر وائے بدبختی کہ ابتک ہم اس سے کوسوں دور ہیں اور اسکی ہوا بھی نہیں آنے دیتے۔ اے عزیز حقیقت یہ ہے ؎

یہ جو صورت ہے مری صورت جاناں ہے یہی
یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

اپنی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام
عاشقوں کا تو یہی دین ہے ایماں ہے یہی

کعبہ و دیر سے کچھ کام نہیں تیرے سوا } مذہب پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہی
بستر اثاث کا دو پارچہ کمبل کا کلاہ } تاج خسرو ہے یہی تخت سلیماں ہے یہی

سماع و قوالی کی جو کیفیت آپنے لکھی ہے الحمد للہ اس مکتب میں آپ بٹھائے گئے۔ مگر یاد رکھو کہ ابھی یہ ابجد خوانی ہے آگے چلکر یہ سب اچھل کود اور رقص و خروش سب کے سب فنفا ہو جائیں گے۔ اور یہاں بھی صفات سے تجلی ہوکر ربانی صوت و صدا سنو گے جدھر سے آواز آسے وہی ایک آواز ہو گی۔ قوال تمکو غزل سنائیگا اور تم بقول مولوی رومی اپنے دل میں یوں کہوں گے اور اسی دھیان میں ہو گے ؎

پیش من آوازت آواز خدا است } عاشق از معشوق حاشا کے جدا است
پس غذائے عاشقاں باشد سماع } کہ درو باشد خیال اجتماع
قوتے گیرد خیالات ضمیر } بلکہ صورت گردد از بانگ صفیر
اتصالے بے تکیف بے قیاس } ہست رب الناس را با جان ناس
لیک گفتم ناس من نسناس نے } ناس غیر جان جاں اشناس نے

ہاں اے عزیز۔ ایک بات اور یاد آئی آپ سے اور جناب شاہ صاحب سے حضرت امام خراساں امام ثامن ضامن حضرت سیدنا امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام کا مذکور آیا آپ نے معقول جواب پایا مگر میں اسکی تھوڑی تفصیل کر دوں - یہ ہمارے تمام پیران طریقت چاہے قادریہ ہوں یا چشتیہ نقشبندیہ ہوں یا سہروردیہ ہوں سب کے سب روحانی فرمارہے ہیں اور ارواح کا تعلق چونکہ عالم اجسام سے بھی ہے اس لیے روحی تصرف جسمانی قالب میں بھی ظاہر ہوتا ہے کسی کو ادراک ہوا اور کسی کو نہ ہوا جنکو اسکا ادراک ہے وہ یوں بول اٹھتے ہیں کہ ؎

ایں زمین پست وآں چرخ بلند　　برقرار از ہمت پیران ماست

اور جو اندھے ہیں اور روحی تصرفات سے بالکل کورے وہ ان حضرات کو خذف اور جماد سمجھتے ہیں اور بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی وہ روحانی برکات سے بالکل محروم رہتے ہیں اور یہ اندھاپن انکا آخرت میں بھی اُن کو اندھا ہی اٹھائیگا من کان فی ھٰذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا خدا اندھا نہ بنائے دل دے تو درد دے اور بصارت دے تو بصیرت بھی دے

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشاں کا ٭ جو آنکھیں دے تو نظارہ ہو ایسے سنبلستاں کا

عرفانی دنیا میں یہ مسئلہ محقق ہے کہ یہ تمام عالم اسماء وصفات کی تجلی ہے عارف بالخصوص صاحب خدمت عارف اپنے تشخصات کو مٹا کر ایک ایک اسم میں فنا ہوتا ہے اور اس عارف پر جو حقیقت میں آپ خود مستقل کوئی چیز نہیں ہے اُس اسم کی تجلی ہوتی ہے اور اس کا منشاء و آثار سب نمایاں ہونے لگتا ہے مثلاً حضرت سید الشہداء سر دفتر اولیاء امام ہمام حسین بن علی علیہما السّلام اسم یا رزاق میں فنا ہو گئے۔ سر کٹا جسم پامال کیا گیا۔ جورو لڑکے شہر بشہر مارے پھرے مگر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج لاکھوں آدمی کو ان کے ذریعہ سے روٹی ملتی ہے غلط طریقہ سے ہو یا صحیح طریقے سے۔ کوئی ان کے نام سے باجا بجا کر۔ کوئی سوز خوانی کر کے۔ کوئی تعزیہ بنا کر۔ کوئی وعظ کہکر وغیرہ مختلف ذریعہ سے روٹی کھاتا ہے۔ ع

"وگبر و ترسا وظیفہ خور داری" ہر چند اندھے لوگوں نے بجائے اس کے کہ اس کی اصلاح کرتے اور جلال کو جمال سے علیحدہ کرتے۔ اصل شان ہی کو نیست و نابود کرنے کے پیچھے پڑ گئے۔ خوب یاد رکھو کہ کبھی نیست نہ ہوگا اس لئے کہ یا رزاق کی تجلی ہے اور رحمت کا مقتضا ہے وہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا کان امراً مقضیا

اسی طرح سے حضرت غوث الثقلین جو انسان کامل تھے اسم یا محی یا ممیت میں فنا ہوگئے پھر کیا تھا مُردے زندہ ہوئے اور بیکار زندہ مردہ سیکڑوں مردہ دل اللہ کھڑے ہوئے اور حیات ابدی انھوں نے پائی۔ عوام اسکو حضرت شیخ عبد القادرؒ کا فعل سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں عبد القادر اس مقام میں عبد القادر کہاں ہے بلکہ قادر مطلق ہے اور اُسی قادر مطلق کا فعل ہے۔ اب سمجھو کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جنکی ذات پاک سے ہر سلسلہ کے صوفیوں کو ایک تعلق خاص ہے جنید و شبلیؒ ہمیشہ ان کے آستانہ پر سر بسجود ہیں اور ان کی غلامی پر عرفائی دنیا کے بادشاہوں کو بھی ناز ہے میرے قبلہ و کعبہ پیر مرشد حضرت نصیر قدس سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں ؎

اے نصیر سلیمانم اے نصیر سلیمانم　　　　چوں بندۂ درگاہ سلطان خراسانم

حضرت امامؑ کے تصرفات معاذ اللہ کوئی اسکا منکر نہیں ہوسکتا ہے مگر کبھی اس تصرفات کے اسرار منکشف ہوجاتے ہیں اور کبھی ایک مدت تک چھپے رہتے ہیں فافہم من فہم و ذاق من ذاق اس زمانہ میں شقی روس کے ناپاک ہاتھوں سے روضہ مطہر اور مسجد اقدس کی جو گستاخی و بے ادبی ہوئی ہے اسکا وبال و مآل کار کیا ہوگا اور امام علی رضا کے تصرفات کیا ظاہر ہوں گے۔ کچھ تو آپ پر جناب شاہ صاحب نے کھولدیا ہے باقی میں صاف صاف کہتا ہوں کہ واللہ ثم باللہ آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں میرے امام مقتدا کے نام کا یہ تصرف ضرور ظاہر ہوگا کہ کفرہ روس تثلیث کی تاریکی سے نکلکر پاک توحید کے اجالے میں آجائیں گے۔ ہمارا مولیٰ جب اس ذات سے ملا ہوا ہے جسکی شان یخرجھم من الظلمات الی النور ہے تو ضرور ہے کہ یہ نورانیت ظاہر ہو اور ضرور ظاہر ہو اور اسکی نظیر بھی موجود ہے ســـہ میں چنگیز خاں نے مشہد مقدس کو لوٹا اور روضہ اقدس کو توڑا نتیجہ کیا ہوا کہ اس کی

تیسری پشت میں جوجی خاں مع تمام اپنے خاندان و سلطنت کے مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ اور سلطان خدابندہ اسکا نام ہوا اور تمام چنگیز خانی خاندان خلعتِ اسلام سے مشرف ہوکر ایک مدت تک مسلمانوں پر فرمانروائی کرتا رہا تمام کتب تاریخ میں یہ قصہ مصرح موجود ہے بس یہی میرے کشف کا ثبوت ہے اور میرے دعوی کی دلیل ہے کہ روسی مثلث ایکدن نقطۂ وحدت ہوجائیگا۔ میرے عزیز اب اصل مطلب کی بات سنو۔ مولانا ے رومی فرماتے ہیں ؎

قال اطمینے فانی جائع واستعجل فالوقت سیف قاطع

وقت کو غنیمت سمجھو اور جلد جاکر شاہ صاحب ممدوح کا دست مبارک تھام لو یعنی بیعت کرلو ید اللہ فوق ایدیھم کا راز تم پر منکشف ہوجائیگا۔ اسرارِ خفیہ کبھی بلا داخلِ سلسلہ ہوئے بھی منکشف ہوجاتے ہیں مگر چونکہ امر الٰہی وابتغوا الیہ الوسیلۃ کا وہ خلاف ہے اسلیئے وہ اسرار الحاد و زندقہ کیطرف یا یوں سمجھو کہ تحیرت کیطرف کھنچ جاتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ بیعت سے بھی زیادہ مفید اس کام کیلیے صحبت ہے امر الٰہی ہے کہ کونوا مع الصادقین صدق و صفا ظاہری ہو یا باطنی۔ بغیر پاک صحبت کے حاصل نہیں ہوسکتا اور جب اس پاک صحبت کے ذریعہ سے مجاہدہ و ریاضت کروگے تو ضرور ہے کہ تمکو یہ رستہ ملجائے اور منزل مقصود کو پہنچ جاؤ اسلیئے کہ وعدۂ الٰہی ہے۔ والذین جاھدوا فینا۔ لنھدینھم سبلنا۔ مگر اتنا ضرور خیال شریف میں رہے کہ یک در گیر و محکم گیر" خدائی فیض۔ محمدی فیض۔ قادری فیض۔ چشتی فیض جو کچھ ملیگا وہیں سے ملیگا ؎ چونکہ کردی ذاتِ مرشد را قبول ٭ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

اے میرے مخلص میرے اکثر احباب جن میں ایک آپ کے والد ماجد بھی ہیں۔ تصوف سے یوں گھبراتے ہیں کہ شائقین کے صحبت یافتہ اور حلقہ ارادت کے لوگ

قوم اور ملک سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں مگر میں عرض کرونگا کہ جو لوگ ایسے ہیں وہ اصلی صوفی نہیں ہیں اسلئے کہ اصلی صوفی وہ ہی جو نائب مناب حضرت رحمۃ للعالمین کا ہو جب وہ اس جناب کا نائب ہی تو جس طرح سے حضور کا باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ابد الآباد تک کھلا ہوا ہی اس نائب حقیقی کا کھلا رہیگا اسی لئے شیخ سعدی شیرازی جو سہروردیہ طریقہ کا ایک بہت بڑا شیخ کامل ہی فرماتا ہی ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست　　　بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یہ حضرات میرے اگلے بزرگوں کے احوال پڑھیں تو ان کی غلط فہمی دور ہو جائے سب بزرگان خادم قوم ہے ہیں جناب نصیر الزماں خانصاحب بھی انھیں صوفیوں میں ہیں۔ بس آپ بے تکلف جائیے اور دیر نہ کیجیے اللہ تعالیٰ آپکو اور مجھکو منزلِ مقصود پر پہنچائے۔ وَالسَّلَامُ

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام میاں عزیز الدین صاحب لاہور

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہی کہ خط تمھارا پہونچا دلکو خوشی ہوئی اسیطرح سے ہمیشہ خط لکھا کرو اور اپنے احوال سے مطلع کیا کرو۔ یہ ماہِ مبارک رمضان ہی جسکی آج ۲۸ تاریخ ہی اور عید کے دن یہ خط تمھیں ملیگا اور عیدٌ و فعیدٌ مگر عید تمھارے لئے ہوگی اے عزیز در بارہ رسالہ و اخبار کے جو تم نے دریافت کیا ہی اسکے متعلق کچھ تفصیل سے سنو۔ بزرگوں نے فرمایا ہی ہی یک در گیر و محکم گیر جو درویشی اور عرفان کا طالب ہوتا ہی اسکو ابتدا میں ایک ہی کا ہو کے رہنا چاہیے یعنی جس شیخ کو اسنے قبول کیا ہی بس اسی کو کتاب سمجھے اسی کو رسالہ سمجھے اور اسی کو اخبار سمجھے ؎

بر مصحف روے او نظر کن　　　خسرو غزل و کتاب تا کے

بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ طالب کو ابتدائے زمانہ میں اپنے اشغال و اوراد کے سوا کتب بینی اور مختلف رسائل کی سیر - اکثر نقصان رساں ثابت ہوئی ہے اور تجربہ بھی یونہی کہتا ہے کہ یکسوئی باقی نہیں رہتی ہے اور نسبت گڈ مڈ ہو جاتی ہے۔ ہاں آخر زمانہ میں یعنی جب قلب پر نزول سکینہ ہو یعنی اطمینانِ خاطر نصیب ہو جاتا ہے اسوقت کتب بینی بہت مفید ہوتی ہے اور اس سے قلبی واردات اور دلی جذبات کی تصدیق بڑھتی ہے۔ اے عزیز میں نے جو تمکو نماز کا طریقہ بتایا ہے اور جو پڑھنے کے لئے لکھا ہے اپنے عزیز وقت کو اسی میں صرف کرو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ فقط زبانی یاد - اس راہ میں کوئی چیز نہیں ہے بلکہ آگاہی دل اور یکسوئی کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :-

"واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا" یس ذکر کے ساتھ تمکو تبتل اور دوام آگاہی کی بیحد ضرورت ہے فضول باتوں سے فضول ملاقات و ربط ضبط سے بالکل احتیاط کرو۔ حق دانی حق گوئی حق بینی اپنا شعار کرو۔ یہی تمھارا اوڑھنا ہو۔ یہی تمھارا بچھونا ہو۔ دیکھو تھوڑے دنوں میں تم بولا ٹھوگے

؎ ہر چہ آید در نظر غیر تو نیست ؛ یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

نور چشم حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ کی چند کتابیں اور رسالے تمکو بھیجتا ہوں اسکو مسلسل پڑھ جاؤ۔ بالخصوص حبیب رسول پھر میلاد الرسول پھر تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح سے تمھارے مناسب حال کتاب و رسالہ میں بھیجا کرونگا۔ تمھارے دیکھنے کو دل بہت چاہتا ہے دیکھیے اللہ تعالیٰ صوری ملاقات کب تک نصیب کرتا ہے لیکن جب تک میں بلاؤں نہیں تم کبھی آنیکا قصد نہ کرنا۔ دو چار دن کیلئے مجھے شملہ جانے کا ارادہ ہے شاید انبالہ بابو احمد جان کے یہاں دو ایک دن ٹھہرونگا ہر مسلمان پر روزے کی زکوٰۃ یعنی فطرہ واجب ہے۔ تم اپنا فطرہ جسکی قیمت تخمیناً چار آنہ ہوگی مظلومان طرابلس کے امدادی چندہ میں بھیجدو بذریعہ دفتر زمیندار یا دفتر وطن میں نے اپنے مریدوں کو لکھدیا ہے کہ اس سے بہتر مصرف خیرات و زکوٰۃ

کا نہیں ہے۔

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی بشیر احمد صاحب اٹاوہ

میرے عزیز مخلص السلام علیکم اما بعد

چشمت چو بغمزہ آشنا شد   آفت شد و فتنہ شد بلا شد
کردی تو مہر انچہ خوب کردی   بر اہل وفا مگر جفا شد

میرا خط درج اخبار ہونا مفید نہیں بلکہ عام لوگوں میں خیالات فاسدہ پیدا کریگا معوذۃ الحفیظ فیما وقع" ہاں اتنا ضرور یاد رکھو کہ حقائق و معارف توحید ہمیشہ سے سربستہ راز میں رہے ہیں اور ہر شخص اس قفل کا فاتح نہیں ہوا الا من امر اللہ ۔ اس وجہ سے کہ یہ مسائل کمزور ہیں حاشا و کلا بلکہ اس وجہ سے کہ ان مسائل کے سمجھنے کے لیے عقول دراکہ اور فہم مستقیم اور تصفیہ قلب اور ملکہ اخلاق حمیدہ کی ضرورت ہے جس سے ہر شخص ممتاز نہیں ہوتا اور اپنی کم فہمی کے سبب سے فقط لا و نعم ہی نہیں کہتا بلکہ بحث و تکرار کیا تو الد الخصام بنے گا یا لغزشوں کیوجہ سے قعر ضلالت و الحاد و زندقہ میں جا پڑے گا ؎

دل میں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں   آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں
طائر روح کو کر دیتے ہیں دم میں بسمل   تیر رکھتے ہیں پہ پروا نہ کماں رکھتے ہیں

حضرت شارع صلوات اللہ علیہ نے بھی ایسی باتوں کو عام نہیں کیا بلکہ حکم خداوندی سُنا دیا لا یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم اور صحیح بخاری میں حضرت علیؓ سے منقول ہے حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب الله و رسوله یعنی لوگوں سے انکی سمجھ کیمطابق باتیں کیا کرو کیا تم پسند کرتے ہو کہ خدا و رسولؐ کی تکذیب کیجائے یعنی بہ سبب نافہمی لوگ خدا و رسولؐ کے منکر ہو جائیں گے اور سنن ابن ماجہ میں

روایت ہے کہ حضور نے فرمایا "عقد غیر اہلہا کمقلد الخنازیر اللؤلؤ" یعنی جس کو صلاحیت عرفانی نہ ہو اسکو یہ تعلیم دینا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہرات کے ہار۔ اے عزیز تم اکثر اہل تصوف کو دیکھتے ہو گے کہ وہ شریعت سے بالکل آزاد اور کتاب و سنت سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ ان میں اس عرفانی علم کی صلاحیت نہ تھی وہ زمین شور تھے انھیں یہ علم بیکار بتایا گیا حضرت سعدی نے خوب فرمایا ہے ؎ زمین شور سنبل بر نیارد ٭ درو تخم عمل ضائع مگردان

انھیں کم فہم لوگوں نے ہماری مقدس توحید کو چہر توحید بنا دیا معاذ اللہ من ذالک اور انھیں کم فہم لوگوں نے خدا کی وسیع رحمت اور ہمارے حضور محمد رسول اللہ صلعم کی عمیم شفقت کو محض اپنے حجرہ و خانقاہ و مریدان و اتباع میں محصور کر دیا نہ ان کو ملک و ملت کی پروا نہ قوم کا درد یہ حقیقی تصوف اور سچا عرفان نہیں ہے اصلی تصوف اور سچا عرفان وہ ہے کہ ؎ چو عضوے بدرد آورد روزگار ٭ دگر عضوہا را نماند قرار

انھیں شیخ سعدی کو دیکھو آخر میں یہ شیراز میں گوشہ نشین تھے مگر جب بغداد لٹا خلافت منقرض ہوئی آسمان سر پر اٹھا لیا ؎

آسماں را حق بود گر خوں بگرید بر زمیں ٭ بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

اے محمد گر قیامت سر زمیں آری ز خاک ٭ سر برآور ایں قیامت درمیان خلق بیں

سلطان محمد خوارزم نے جب بغداد پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے بغداد سے خوارزم کا سفر کیا اور مسلمانوں کی خونریزی سے باز رکھنے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی اور حضرت بابا فرید گنج شکر نے قباچہ کی بغاوت اور بے اعتدالیوں کے حرکات سے سلطان وقت شمس الدین التمش کو خبر کیا۔

اور قباچہ نے کیا کچھ اسپر سختی نہ کی مگر انھوں نے کچھ پروا نہ کی۔ اور صفا کہدیا کہ قوم کی بربادی ہم دیکھ نہیں سکتے ہم ضرور اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہینگے۔

متاخرین مشائخ کے مکتوبات وغیرہ تم پڑھو تو دیکھو گے کہ وہ حضرات مظلوموں کی دادرسی اور مساکین و غربا کی کسقدر دستگیری کرتے تھے اپنے معتقدین امیروں کے یہاں ناداروں کی برابر سعی و سفارش کا دروازہ ان کے یہاں کھلا رہتا تھا علم کی اشاعت میں اسلام کی وسعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے خلفا تیار کرکے دور دراز ملکوں میں بھیجتے تھے خود تکالیف برداشت کرتے مگر خلق خدا کو آرام پہنچاتے تھے امام غزالیؒ کو دیکھو یہ نظامیہ بغداد کے اعلیٰ مدرس تھے حضرت شیخ ابو نجیب عبد القادر سہروردی نظامیہ یونیورسٹی کے پرنسپل تھے اور پھر اپنی عرفانی خانقاہ کی شمع انجمن تھے۔ یہ لوگ تھے سچے درویش۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو اسی طریق پر چلائے اور اٹھائے۔ ان حضرات کے مواجید و اذواق اور توجہات اور پرتاثیر نگاہوں کو مسمریزم کہنا واللہ لظلم عظیم۔ ہاں میں کیفیات کا منکر نہیں مسمریزم میں بھی ضرور ایک ہلکا سا اثر ہے مگر اسکو درویشانہ تاثیر سے کیا واسطہ۔ دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے مجھے اس مقام پر عربی کا ایک قطعہ یاد آیا ؎

فالزنبور والبازی جمیعاً	ولکن بین ما یصطاده الباز
لدی الطیران اجنحة وخفق	وما یصطاده الزنبور فرق

یعنی زنبور اور باز دونوں اپنے بازو سے پرواز کرتے ہیں۔ اور دونوں ہی کو چڑھاؤ اور اتار آتا ہے۔ لیکن باز کا شکار کچھ اور ہی ہوتا ہے اور زنبور کا اور۔ مسمریزم کی انتہا یہ ہے کہ عامل کی روحانی حدت سے معمول کے قوا مضمحل ہو جاتے ہیں اور اسے بیخبری ہو جاتی ہے گویا اسکو کلوروفارم سونگھا دیا گیا ہے معمول کی قلبی رفتار کم ہو جاتی ہے بجز اس کے کہ ایسی حالتیں

اسکا کوئی ہلکا آپریشن کر دیا جائے اور کچھ بھی فائدہ نہیں ہے اسی لئے جب وہ ہوش میں لایا جاتا ہے تو بہت دیر تک شکست اور وحشت زدہ رہتا ہے بخلاف ہمارے مواجید کے تاثیرات کے کہ وہ قلب کی رفتار کو تیز کر دیتا ہے اور وہ مسمریزم کیطرح معمول کیطرح سڈیٹیو نہیں بلکہ اسٹیمولینٹ ہے اور ہر حرکت قلبی کیساتھ ایک لذت ہے اور طرفہ یہ ہے کہ مسمریزم کیطرح معمول کے دماغی قوائے محض بیکار اور سادہ نہیں رہتے بلکہ اسمیں ایک پاک خیال کا تاثر ہوتا ہے پھر شیخ جو کچھ چاہتا ہے وہ القا کرتا ہے کسی کو لا الہ الا اللہ کسی کو اللہ - جیسے ہشیاری کے بعد وہ اپنے پر لذت دل میں منقوش پاتا ہے اور پھر انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے ؎

دل در خم زلف او سودائے دگر دارد — با سلسلہ دیوانہ غوغائے دگر دارد
افلاک نگہبانِ عشق تو ہمی باشد — ایں بادۂ زور آور مینائے دگر دارد
در مجلس ما یک کس ہشیار نمی گردد — در جام مگر ساقی صہبائے دگر دارد
صحرائے طلب دارد در ہر قدمے طورے — ہر سنگ دریں وادی موسائے دگر دارد
گر عشق نہاں بازد یا خود نبود عجبے — در پردۂ دل مجنوں لیلائے دگر دارد

مسمریزم والے اپنے معمول سے بعض خبریں دریافت کرتے ہیں کہ کلکتہ کے فورٹ ولیم میں کیا ہو رہا ہے امریکہ و انگلستان میں فلاں کس شغل میں ہے معمول کے جواب فیصدی ۵ سے زیادہ سچے نہیں نکلتے ہیں بخلاف اس کے ہمارے یہاں معمول سے پوچھنا گچھنا کچھ نہیں بلکہ اس کی سیر عالم ناسوت سے عالم ارواح اور پھر وہاں سے بھی تجاوز کر جاتی ہے عالم ملکوت کی چیزوں کا اسے مشاہدہ ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ عالم لاہوت سے باخبر ہوتا ہے جہاں نہ علم ہے نہ جہل نہ خبری نہ بیخبری نہ ہاں ہے نہ نہیں نہ یہ ہے نہ وہ نہ ہم ہیں نہ تم پھر جو ہے وہی ہے ؎

تجلی ہوئی سِرِّ اسرار کی — نہ اپنی خبر ہے نہ ہے یار کی

بس اب اس سے زیادہ نہ کہونگا اگر میں کہوں تو زبان نہ کہہ سکے اور سُنوں تو کان نہ سُن سکے اگر دیکھوں تو آنکھیں نہ دیکھ سکیں گی۔ اے عزیز میں نے مسمریزم کے بہت تماشے دیکھے ہیں جب کسی معمول سے پوچھا کیا فائدہ ہوا اُس نے کہا دانت میں درد تھا میں بیہوش ہوا دانت نکل گیا مجھے کچھ خبر نہ ہوئی میں نے کہا کیا کلوروفارم نہ تھا اس بیہوشی نیم جانی سے کچھ لذت بھی ہوئی جواب ٹائیں ٹائیں فش۔ بخلاف ہماری پاک نگاہوں کے کہ ہمارا معمول اگرچہ تھوڑی دیر بیقرارانہ ہاتھ پیر مارتا ہی مگر پھر اس کے قلب پر وہ نزول سکینہ ہوتا ہی کہ اپنے شیخ عامل کی شان میں بقول مولانا یوں کہتا ہی ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد　　آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور مسمریزم کی تاثیر کو تسلیم کرکے مولانائے روم کے یہ اشعار پڑھتا ہوں فارسی لٹریچر سے اگر آپ کو مناسبت ہی تو اس سے بہت لطف اٹھائیگا

مسمریزم کی تاثیر اور صوفیوں کی نگاہ

از قیاسش خندہ آمد خلق را　　کو چو خود پنداشت صاحب دلق را

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ　　ہست فرقے درمیاں بے منتہا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب　　زاں یکے سرگین شد وزیں مشک ناب

ہر دو نے خوردند از یک آبخور　　آں یکے خالی و آں پُر از شکر

ہر دو گوں زنبور خوردند از محل
لیک شد زاں نیش و زاں دیگر عسل

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب

راحت روان من کان اللہ لٗہ

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ میں اس بات سے نہایت ہی خوش ہوں کہ تم نے ابھی سے اذکار کا اہتمام شروع کر دیا۔ اے عزیز جب جاڑوں کا موسم آتا ہے تو عام لوگوں کو رضائی و لحاف و دگلہ و لبادہ کی فکر ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے بدن کو گرم رکھیں اور خارجی ٹھنڈک سے محفوظ رہیں اسی طرح سے سالک طالب بھی جب یہ موسم سرما آتا ہے اذکار جہری کی تیاری میں مشغول ہو جاتا ہے تاکہ وہ اپنی قلبی حرارت کو بڑھاوے اور خارجی ہوائے نفسانی سے محفوظ رہے تمکو بارہ تسبیح جو چشتیہ صابریہ میں ضروریات سے ہے معلوم ہے اور ایک مدت سے یہ اذکار کرتے بھی آئے ہو پھر نئے سر سے اسکے اجرا کرو مگر بارہ تسبیح ہونا تم کمزور طبیعت سے امید نہیں کیجاتی اس لئے جیسا میں نے تم سے زبانی بھی کہدیا تھا چار تسبیح پر دوام رکھو ایکسو بار لا الٰہ الا اللہ ایکسو بار الا اللہ ایکسو اللہ اللہ پھر ایکسو بار اللہ مگر کمال طمانیت کیساتھ جلدی نہیں کرنا چاہیئے الا اذا غلبت الحال اور ہر ذکر کے بعد اسکا ملاحظہ بھی۔ اور اسمیں تھوڑا مراقبہ کرنا بھی ضرور ہے اشراق نورانی اور محویت بغیر ملاحظہ معنی نہیں ہو سکتا ہے اور جب یہ ذکر کرو تو پہلے فاتحہ حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب و پیران چشتیہ صابریہ پڑھ لیا کرو اور یہ خیال جما لیا کرو کہ ایک نورانی چادر فیوض کی ان پیران طریقہ کی طرف سے چلی آتی ہے اور اسمیں ہم لپٹے جاتے ہیں اور ذکر ھو الحق جب تم شروع کرو تو پہلے اس سے فاتحہ حضرت قبلہ و کعبہ شاہ محمد علی حبیب نصہی قدس سرہ العزیز و فاتحہ تمام پیران مجیبیہ کا پڑھ لیا کرو اور ھو الحق کا ملاحظہ کیا ہوگا اسکا جاننا بھی بہت ضرور ہے طالب کا تین زمانہ ہوتا ہے

ابتدا توسط انتہا اس ذکر میں ہر زمانہ کا ملاحظہ بھی علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے مثلاً مبتدی کے واسطے اسقدر خیال ضروری ہے کہ ھو الحق یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہے لیس ھو سے مراد ذاتِ جناب احدیت ہوئی اور حق سے ضد باطل۔ پس گویا یہ ذکر خلاصہ ہے الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل کا۔ اور متوسط اسی مبتدیانہ خیال کو تھوڑا بسط اور تفصیل کیساتھ خیال کرے ھو الحق یعنی وہی ایک وجود محقق ہے دیگر ہیچ مصرع "بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست" حق کے سوا کچھ نہیں ہے اور جسے ہم شے سمجھتے ہیں وہ فی نفسہٖ معدوم ہے اب رہا منتہی بالخصوص تم عزیز جسکو فی الجملہ پہلے سے آگاہی ہے یوں سمجھنا چاہیے کہ الحق عندنا الذات والعالم کلہ ظہور الصفات پس ھو الحق یعنی یہ صفات عین ذات ہیں یا مختصر یوں سمجھو کہ یہ تفصیل (ظہور و صفات) عین اجمال (یعنی ذات) ہے ؎

حقا کہ ہمو نست کہ او پردہ نشیں بود + در حجلۂ غیبت
با صورتِ زیبا ز نہاں خانہ برآمد + در عین عیاں شد

یا اس سے بھی مختصر یوں سمجھو کہ مظاہر عین ذات ہیں فی الحقیقت۔ یا یوں کہو کہ ھو سے اشارہ ہویت محضہ کیجانب ہے اور الحق سے جمعیت کیطرف الغرض ؎

عباراتنا شتیٰ و حسنک واحد   کل الی ذاک الجمال یشیر

ہاں ایک بات اور یاد رکھو حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس نفسہ کا یہ معمول تھا کہ جس صیغۂ ذکر میں کسی طالب کو لذت و ذوق زیادہ غالب ہوتا فرماتے کہ اسی میں منہمک ہو جاؤ فتجد ما تجد و تذوق ما تذوق منہ اور کبھی یہ بھی ہوتا تھا کہ بعضے متوسط لوگوں نے حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ مجھکو فلاں ذکر میں بہت لذت آتی ہے حضرت فرما دیتے کہ بس اسے چھوڑ دو اور دوسرا ذکر تعلیم فرما دیتے جو چند سے نفس پر

مشتاق گذرتا۔ اے عزیز ان نکات وحکم پر غور کروگے تو سمجھوگے رزقنا اللہ وایاکم حلاوۃ کلمات الاولیاء والسّلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی عبد المغنی صاحب (امروہہ)

میری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور عزیزم عبد المغنی سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا پہونچا۔ درود شریف سے اور دلائل الخیرات سے جو تم نے اپنا شغف بیان کیا ہی وہ حقیقت میں ہمارے ذوق وشوق درودیہ کا انعکاس ہی۔ اے فرزند میری بیعت وارادت اگرچہ طریقۂ قادریہ میں ہی مگر قبلۂ توجہ ہمارے اس طریقۂ قادریہ کے حضرت مولانا سید محمد وارث رسولنما قدس سرہ العزیز ہیں جو اُویسی محض اور محمدی خالص ہیں۔ اس جناب سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم جو ہمارے مقدس خاندان میں پہونچی ہی وہ درود اور شغل درود ہی۔ یہی اوّل ہی یہی آخر ہی یہی اوڑھنا ہی یہی بچھونا ہی اسی میں خواب ہی اسی میں بیداری ہی اسی میں فنا ہی اسی میں بقا ہی جو کچھ ہی اسی درود سے ہی۔ مجھے مختلف خاندانوں سے فیض پہونچا ہی اور مختلف طرق کے اشغال و اوراد کو میں برتتا ہوں مگر راس المال اور سردار وہ ہی درود و شغل درود۔ اور جس طرح سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول الجمیل میں تمام اشغال و اوراد نقل کرنے کے بعد درود شریف کا ذکر کرکے لکھا ہی کہ فمنہا وجدنا ما وجدنا میں بھی یہی کہتا ہوں اور چونکہ میرا پہلا شیخ محمدی خالص تھا اور محمدیت کی روح اس نے مجھ میں القا کی تھی اس لئے میری تمام زندگی اور حیات وبقا اسی محمدیت میں ہی اور ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ بھی میرا اسی محمدیت خالصہ پر ہوگا ؎

مرید پیر مغانم دگر نمی دانم خراب بادۂ اَنم دگر نمی دانم

محمد عربی مرشد و حبیب منست فدائے او دل و جانم دگر نمیدانم

میری کتاب درود شریف میں جسقدر درود مندرج ہے اُسے بالالتزام پڑھا کرو اور دلائل الخیرات کا ورد شروع کرو مگر کسی پڑھنے والے شیخ سے پہلے اس نسخہ کو پڑھ لو اس لیئے کہ اس کے اندر چند جگہ زبانی بتلانے کی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ بوقت ملاقات تم سے پھر سُن لونگا سب بزرگوں سے پہلے مجھکو اسکی اجازت حضرت قبلہ مخدومی و ملاذی و سیدی و استاذی تاج العلما مولانا **محمد عبدالحئی** صاحب قدس اللہ نفسہ سے ہے اس کے بعد حضرت قبلہ شیخ العالم حاجی **امداد اللہ** صاحب قدس اللہ نفسہ نے مجھے اسکی اجازت دی مکہ معظمہ میں اور پھر مدینہ طیبہ میں شیخ محمد امین رضوان شیخ الدلائل وغیرہما نے اجازت دی مگر یہ سب سندیں شیخ علی حریری مدنی شیخ الدلائل پر جاکر منتہی ہو جاتی ہیں اور ایک اجازت نہایت ہی نادر و خاص میرے ہی خاندان کی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ میں نے اسکو بلا واسطہ درک نہیں کیا۔ مجھے اس کی اجازت جناب مولوی عبدالغنی صاحب مرحوم مغفور بہاری سے ہے اور انکو میرے نانا صاحب قبلہ حضرت مولانا آل احمد محدث مدنی سے ہے اور انھوں نے عالم خواب میں از اوّل تا آخر دلائل الخیرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھا اور اس مجلس روحانی میں حضرت سید محمد بن سلیمان جزولی قدس اللہ نفسہ صاحب دلائل الخیرات بھی خود حاضر تھے جب تمام و کمال دلائل حضرت نانا صاحب ممدوح نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ✻ نے صاحب دلائل سے فرمایا کہ تم ان کو اسکی اجازت دیدو اور انھوں نے حسب الارشاد نبوی اجازت دیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ الغرض یہ سب اجازتیں میں نے تمکو دیں اللہ تعالیٰ اسکی برکت تمکو عطا کرے اور بوقت ملاقات سب طریقہ بھی میں بتادونگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ

✻ [illegible]

بھی یاد رکھو کہ صاحب دلائل الخیرات شیخ سید محمد بن سلیمان جزولی المتوفی ۸۷۰ھ ہجری محمدی خالص اور اویسی مشرب ہیں قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ ان سب نسبتوں سے ایک علیحدہ خاص نسبت رکھتے ہیں اسکا تعلق بحر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے سے نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد کتاب اللہ قرآن مجید کے اگر تمام اسلامی دنیا میں کسی کتاب کا ورد کیا جاتا ہے تو اسی کتاب دلائل الخیرات کا - اور اس مبارک کتاب کے ذریعہ سے رحمت عامہ محمدیہ شائع وضائع ہوتی ہے و ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم میرے چھوٹے ماموں حضرت شاہ اشرف مجیب قدس اللہ نفسہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب مجھے عسرت ظاہری ہوتی ہے تو میں ختم دلائل الخیرات کرتا ہوں اسطرح سے کہ باوضو بیک زانو تمام دلائل الخیرات از اوّل تا آخر پڑھتا ہوں اسکی برکت سے عسرت و تنگ حالی جاتی رہتی ہے میں نے بھی بارہا اس کا تجربہ کیا ہے بیشک اس سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے الغرض ؎

ہر مرض کی دوا درود شریف دافع ہر بلا درود شریف

والسلام

سے محمد سلیمان قادری چشتی

بنام حاجی عبدالشکور صاحب اورنگ آباد ضلع گیا

میرے عزیز مخلص حاجی عبدالشکور صاحب سلمہ اللہ تعالے

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالی میں مکان بخیریت و عافیت پہونچ گیا - اے میرے مخلص عزیزو! آپ لوگوں کے اخلاق کریمانہ اور ارادت قدر فیانہ سے میں بیحد خوش ہوں - گو میں لائق نہیں ہوں اور محض ایک ہیچکارہ بدنام کنندہ نکو نامے چند ہوں - مگر اپنے عزیز دوستوں کو جب اگلوں سے عقیدت

ارادت کا پابند پاتا ہوں۔ تو اپنے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہنوز ہملوگوں میں بزرگوں کی روش اور عقیدت صادقہ باقی ہے الحمد للہ والمنۃ۔

اے عزیز! میں نے اورنگ آباد میں جو سب ڈویژنل افیسر اور منصف صاحب وغیرہ سے ملاقات نہ کی اسپر آپلوگوں کو بیشک تعجب ہوگا مگر ذرا ان باتوں پر غور کریں گے اور درویشانہ آداب و مصالح پر خیال کریں گے تو کوئی تعجب نہ ہوگا اے عزیز! گو میں ذلیل و خوار ہوں مگر ایک ذی عزت اور حقیقی عزت کی چیز ہم میں موجود ہے یعنی علم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم ہمیں ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس پاک جوہر کو عزت کی شان سے نیچے نہ اتاریں۔ بئس الفقیر علی باب الامیر یعنی وہ فقیر اچھا نہیں جو امیروں کے در کا گدا ہے۔ علمائے ربانی درویش کہلاتے ہیں لیکن تحقیق یوں ہے کہ جو در بدر مارا پھیرے وہ تو درویش ہے (بفتح دال) اور جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرجوہر علم رکھتا ہے وہ درویش (بضم دال) ہے یعنی اس کے پاس دُر بے بہا ہے لوگوں کو اسکا طالب ہونا چاہیئے نہ یہ کہ وہ لوگوں کا طالب ہو غرض و عزت دنیوی کیلیئے۔

اے عزیز! اس دنیا میں بیشک ہملوگوں کو عزت کی زندگی حاصل کرنا چاہیئے مگر عزت کی زندگی روپیہ پیسہ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ عالموں اور درویشوں کی عزت کی زندگی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق کا پابند ہو اور خدا اور رسولؐ سے ڈرتا رہے اور اپنے خاندانی بزرگوں اور پیران طریقت کی روش و وضع کا پورا پابند رہے ورنہ جو اسکا پابند نہ ہوگا وہ اپنے بزرگوں کا ناخلف فرزند کہلائیگا اور مصداق اس آیہ کریمہ کا ہوگا کہ فخلف من بعدھم خلفٌ اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا یعنی اُن مقدس نبیوں کے بعد ان کے پیچھے اُن کے ایسے جانشین

ہوئے جنھوں نے بزرگوں کی امانت یعنی نماز و روزہ وغیرہ کو ضائع کر دیا اور شہوت پرستی و خواہش نفسانی میں پڑ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ ضلالت کے گڑھے میں جا گریں گے اللّٰھم احفظنا منہ۔ تم نے دشمنوں کے شر و فساد سے بچنے کیلئے کوئی وظیفہ پوچھا تھا اور میں نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھیجتا ہوں اسکو تکبیر عاشقاں کہتے ہیں اسکو تین مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کرو اور اس کے معنیٰ کا بھی خیال کیا کرو مگر کسی کی ہلاکی و بربادی نہ چاہو بلکہ یہ چاہو کہ اس کا شر دفع ہو اور تم محفوظ رہو۔

دعائے تکبیر عاشقاں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم بسم اللّٰہ خیر الاسماء انبیا را و اولیا را و زہاد را و عباد را و ابدال را و اوتاد را و سالکاں را و ناسکاں را و محباں را و محبوباں را و مغلوباں را و مجذوباں را و مجذوب سالک را و سالک مجذوب را و اصحاب تمکین را و اصحاب تلوین را و اہل صحو را و اہل سکر را و تشنگان کنج سلامت را و رندگان راہ ملامت را و قلندران سرمست را و صوفیان زبردست را و سلسلۂ طبقہ حیدریاں را و غلغلۂ مواہبیاں را و شاہان عرب را و سروران عجم را و بندگان زنگیاں را و امیران خراسان را و سلطانان ہند را و خلفائے سند را و سرانداز غزنویاں را و ظریفان تبت و چین را و چابک سواران بدخشاں را و عاشقان غور را و مشتاقان ماوراء النہر را و ریشیان کشمیر را و واصلان بحر و بر را کہ در حیات ظاہر و باطن اند بدرگاہ خدا تعالیٰ شفیع می آرم بہ بر آمدن حاجات و مہمات دینی و دنیوی ہر کہ در آید بر آید ہر کہ در افتد بر افتد ہر کہ دگر کند جگر خود خورد چوں تکبیر عاشقاں بر آید اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد حق

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ اجمعین
اس دعا کو ہر روز بلاناغہ ایک وقت مقرر کرکے مثلاً صبح کی نماز کے بعد یا عشا کی نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اور اوّل آخر اس کے تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لیا کرو۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمدن النبیّ الامّی وعلیٰ آلہ واھل بیتہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم وصلّ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین ؁
میں اسکو صبح کی نماز کے بعد پڑھتا ہوں اس دعا کو تسبیحات قلندریہ بھی کہتے ہیں میرے والد مرحوم اور دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب پڑھا کرتے تھے اور اس فقیر کو اسکی اجازت پہلے اپنے چچا صاحب قبلہ حکیم غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی پھر جناب بھی نانا صاحب قبلہ۔ اور پھر جناب منجھلے ماموں صاحب قبلہ سے ہی۔ اور میں تیس برس سے اس دعا کا مداوم ہوں۔

محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام مولانا صوفی وصی الدین صاحب

السلام علیکم مولانا صوفی وصی الدین

اے عزیز! انوار وتجلیات کے مشاہدہ سے جو محرومی ہوتی ہے وہ ہوا و ہوس و لذات شہوانی کے سبب سے ہے مولانائے رومی کیا خوب فرماتے ہیں ؎

آفتِ ایں در ہوا و شہوت است ورنہ اینجا شکر اندر شربت است

اب ہوا و ہوس کے سبب و علت پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہے سنو وہ سبب اکل و شرب وآسودگی ہے۔ اسی لئے محققین نے فرمایا ہے کہ قوت جسمانی کا تعلق کھانے پینے سے ہے اور قوت روحانی کا تعلق بھوک اور پیاس سے ہے۔

چونکہ امت محمدیہ بہترین امم ہے اور ہر طرح کے کمالات اسکو عطا ہوئے ہیں پس یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ روحانی طاقت اسکی کمزور ہو اور انوار تجلیات وحدت حقہ کا مشاہدہ و ادراک اسکا ضعیف ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یوں مخاطب فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ پس صوم ایسی معقول عبادت ہم پر فرض کیگئی جس سے تمام ہوا و حرص و ہوس کی تاریکیاں دور ہوکر تصفیہ روح بآسانی ہوسکتا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک ۔ اور چونکہ روزہ دار (صائم) کو کھانے پینے سے بے تعلقی و بے پروائی ہوتی ہے پس یہ استغنا اسکا تخلقوا باخلاق اللہ کے رنگ سے متلون ہوکر اسکو مقام تنزیہ تک پہونچا دیتا ہے پس وہ اپنے مولا سے لگ گیا اور مولا نے اُسے اپنا بنالیا۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یوں مژدہ سنوایا ۔۔

کل حسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ ۔ اے عزیز یہ لی عجیب لذت بخش و فرحت افزا ہے روزہ اور روزہ دار بس انکا ہوگیا اور اس کے گوش حقیقت میں یہ صدا آرہی ہے

تو از من وصل از من عید از من نوبہار از من ۔۔۔ دل از من دوستی از من وفا از من قرار از من

اے عزیز اس حدیث کی شرح میں شراح نے عجائبات و غرائبات نقل کیے ہیں۔ مگر ہمارے کبرا نے تو یوں فرمایا ہے ان الاستغناء عن الطعام والشراب من صفات اللہ تعالیٰ فکانہ یتقرب الی اللہ بشبہ صفۃ من صفاتہ وان کان تعالیٰ لا شبہ لہ فی صفاتہ۔ اور حضرت شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ نے اسکی توضیح یوں فرمادی ہے ولما کان العبد موصوفاً بانہ ذو صوم وانہ الصیام

ثم بعد اثبات الصوم لہ سلبہ الحق عنہ واضافہ الی نفسہ فقال الا الصیام فانہ لی ای صفۃ الصمدانیۃ وھی التنزہ عن الغذاء لیس الا لی وان وصفتک فانما وصفتک باعتبار تقیید ما من تقییدات التنزیہ لا باطلاق التنزیہ الذی ینبغی لجلالی فقلت وانا اجزی بہ فکان الحق جزاء الصوم للصائم - اور بعضے بزرگوں نے اس تقریر سے فی الجملہ نزول کرکے اس جملہ حدیث کو دیدار الٰہی پر محمول کیا ہے حضرت مخدومنا شیخ شرف الدین بہاری قدس سرہ کیا خوب فرماتے ہیں - در کشف المحجوبست کہ روزہ تن را بلا بود و دل را صفا و جان را ولا بود و سر را لقا - و چوں دل صفا یافت و جان ولا یافت و سر لقا یافت چہ زیاں دارد اگر تن بلا یابد - و ہم ازیں معنی اشارت حضرت رسالت ست کل عمل ابن آدم یضاعف الی سبعین الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ گفتہ اند الصوم لی یعنی الصائم لی - کہ در عرب صفت ذکر کنند و موصوف خوانند - اگر او را گفتندے کہ سگ ایں دری دولت او را جائے نبودی کیمنہ پادشاہ عالم جل جلالہ روزہ دار را گوید تو مرائی و میفرماید انا اجزی بہ یعنی جزائے او لقائے رویت من ست چنانکہ مقتولان محبت را گفت من قتلتہ محبتی فدیتہ رویتی اے برادر چوں صفائے دل از کدورات سبعی و تقاضائے سر از ظلمات بہیمی کہ سبب وصول و کشف ست بصوم حاصل می شود پس صوم را دولتے بزرگ داں -

الکلام یجر الکلام - بات کہاں سے کہاں جا پڑی - المختصر اے عزیز بھوکا و پیاسا ہونا اور اپنی خواہشوں پر قابو رکھنا عجیب دولت ہے - بزرگوں نے فرمایا

ہے سیری ہوئے ست در نفس کہ میرسند آنجا شیاطین و گرسنگی جوے ست در روح کہ میرسند آنجا فرشتگان - اور حضرت سید الطائفہ جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے ما اخذنا التصوف عن القیل والقال ولکن عن الجوع وترک الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات یعنی یہ میرا عرفان صوفیانہ لفاظی کی بدولت نہیں ہے بلکہ جب تمام اپنی خواہش اور مرغوب چیزوں کو چھوڑا بھوکے رہے دنیا سے بے سروکار ہوئے جب یہ نعمت ملی ہے اور حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

جوع طعام خویش کن تا بقبول حق رسی
چونکہ قبول حق شدی بر ہمہ خلق ناز کن

اور عوارف میں ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا ادیموا قرع باب الملکوت یفتح لکم قالوا کیف ندیم قالت بالجوع والعطش والظماء یعنی اے لوگو جب ہمیشہ در ملکوت کھٹکھٹاتے رہو گے تو وہ دروازہ تمہیر کھل جائے گا لوگوں نے عرض کیا کہ کس طرح سے کھٹکھٹائیں تو آپ نے فرمایا بھوک اور پیاس سے - اے عزیز اکثر بزرگان دین جو مدتوں کھانے پینے سے بالکل محترز رہے اور صوم دوام پر قائم رہے آخر عرفان کے حالات ان کے تم نے دیکھا اور سنا کہ از کجا تا کجا رسید - حضرت غوث الثقلین رضی سات آٹھ برس تک جنگل وصحرا میں رہے غذا سے بالکل بے سروکار تھے حضرت بابا فرید گنجشکر کی فاقہ کشی اور کاٹھ کی روٹی مشہور و معروف ہے بلکہ ان حضرات کے یہاں کشود باطن کثرت یا دوام صوم پر موقوف ہے حضرت سلطان المشائخ

فرماتے ہیں کہ حضرت بابا قدس سرہ ایک دن قیلولہ میں تھے مجھے خیال گذرا کہ اس پیرانہ سالی میں باوجود کمال عرفان اب حضرت کو روزہ کی کیا ضرورت ہے حضرت نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا "بابا نظام الدین ثلث کشائیش ایں راہ تعلق بدوام صوم دارد" یہ فرما کر حضور نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ سبحان اللہ مولوی رومی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

لب فرو بند از طعام و از شراب　　سوے خوان آسمانی کن شتاب

اور ان بزرگوں کا روزہ فقط بھوکا اور پیاسا رہنا نہ تھا بلکہ ان کو صوم عما سوی اللہ ہوتا تھا انھیں حضرات نے فرمایا ہے کہ روزہ کی تین قسم ہے اوّل روزہ عوام کہ کھانا پینا اور بی بیوں کی صحبت سے بچنا۔ دوسرا روزہ خواص کہ ان چیزوں کے بچنے کے ساتھ گناہوں یعنی فسق و فجور سے بھی بچنا۔ تیسرا روزہ اخص الخواص ہے جسکو صوم القلب بھی کہتے ہیں یعنی امساک عما سوی اللہ خدا کے سوا سب سے پرہیز۔ یہاں غیر حق سے روزہ ہے اور مشاہدہ سے افطار۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی یہی روزہ نصیب کرے۔

اے عزیز! یہ شہر مبارک رمضان ہے اسکی قدر و منزلت کرو۔ یہ وہ متبرک ماہ ہے کہ انزل فیہ القرآن۔ اسی لئے تلاوت قرآن اس مہینہ میں بہت کی جاتی ہے اپنے حزب معینہ کے اور تراویح میں ختمات کئے جاتے ہیں اگلے لوگ نہایت باہمت تھے اور ان کے اوقات میں برکات الٰہی کا ظہور رہتا تھا سنو! حضرت بابا فرید گنجشکر رمضان مبارک کی ہر شب کو نماز میں دو ختم فرماتے تھے اور دس پارہ علیحدہ پڑھتے تھے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں

میں ان ختمات میں شریک ہوا ہوں ۔ اے عزیز روزہ عجیب عبادت ہے کہ تمام عبادات
کی لذت اسمیں سادو بالا ہوجاتی ہے اور ہر کار خیر ذکر و فکر کی انوار روزے میں بہت ہی جلد بروز
کرکے پرتوافگن ہوتی ہیں ۔ اپنے شباب کے زمانہ میں ختمات قرآن کے ماورا اس ماہ صیام میں
میں ایک ختم درود طریقہ بھی کیا کرتا تھا جس دن میں کثرت درود کی کرتا تھا عصر کے وقت
سے یہ مشاہدہ ہوتا تھا کہ درود میرے ہر بُن مو سے جاری ہے اور اسکی ایسی لذت ہوتی
تھی کہ باوجود موسم گرم کے دل یہ چاہتا تھا کہ کچھ دن اور بڑھ جاتا اور ابھی غروب
نہ ہوتا ۔ اسی طرح سے جب کثرت تلاوت قرآن میں تھک کر کبھی لیٹ جاتا تھا تو ہر
بُن مو سے بلکہ در و دیوار سے بھی قرآن کے آیات صاف طور سے سنائی دیتے تھے مگر وہ
عجیب سُنّا تھا کہ کان نہیں سنتے تھے مگر ہم سنتے تھے اور حظ وافی حاصل تھا م عزیز
اذکار جہریہ کے مداوم ہو اس لئے تمکو روزہ میں وہی سلطان الاذکار جاری ہے ۔
فالحمد للہ قل اللہ ثم ذرھم کا یہ عملی حصہ ہے اور اذکار جہریہ کے حلقہ سے ذوق
شوق و وجد و حال تو رمضان المبارک میں بے شک زیادہ ہوگا مگر میری خاطر
سے یہ حلقہ بند کردو اور اپنے حلقہ والوں کو تلاوت قرآن کی تاکید کرو حضور کے
ساتھ اور نماز مغرب کی دھیرے دھیرے تعلیم دو اور اللہ اکبر کا مراقبہ خوب
مشق کرا لو جب آگے بڑھاؤ اور تمام نمازیں فرض و سنت سب حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرو ۔ بس سمجھ جاؤ العاقل تکفیہ الاشارہ
اور شاغلین درود کو بتا دو کہ تشہد میں سلام و درود کے وقت گہری نظر کریں ۔
فافہم والسلام محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام مولوی عبد الغنی صاحب مدرس مدرسہ قاسمیہ کلکتہ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا مکرر ملا - دل کو راحت ہوئی اسیطرح ہمیشہ اپنی کیفیات سے مطلع کرتے رہو - میں تم سے زیادہ اس لئے خوش ہوں کہ باوجود کثرت مشاغل و درس و تدریس تم نے مجاہدہ کے لئے بھی وقت نکال رکھا ہے اے عزیز خوب یاد رکھو کہ ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب کیلئے مجاہدہ کی شرط ہے۔

"والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا"

پہلے مجاہدہ اسکے بعد ہدایت ہے اور اصلی ہدایت مشاہدہ و عین الیقین ہے اسی لئے حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا۔

"المجاھدات تورث المشاھدات"

مگر یہ مشاہدہ بغیر نورانیت ہو نہیں سکتا پس یوں سمجھو کہ مجاہدہ سے نفس امارہ کی ظلمت جاتی رہتی ہے اور اسکی تمام عمارت مجاہدہ سے سوختہ ہوکر نورانی گھر بنجاتا ہے پھر مشاہدہ ہی مشاہدہ ہے اور صاف صاف یوں کہنا ہوتا ہے ؎

معنیٔ حسن تو در صورت جاں می بینم
عکس رخسار تو در جام جہاں می بینم

لیکن مجاہدہ کامل ہونا چاہیئے کہ نفس و نفسانیت کا لگاؤ کچھ بھی نہ رہے - ورنہ نفس جب تک باقی ہے توحید جلوہ گر نہیں ہوسکتی بلکہ بت پرستی کی اصل باقی رہیگی اسی لئے ارشاد ہوا - افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ اور بزرگوں نے

فرمایا "النفس هي الصنم الاكبر" اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اعدی عدوك نفسك التي بين جنبيك"

پھر دوست اور دشمن کیسے یکجا ہو سکتے ہیں اور نفس عدو کے رہتے ہوئے محبوب کی تجلی کہاں ہو سکتی ہے۔ اب رہا مجاہدہ کا معاملہ۔ نادان مولوی یوں سمجھتے ہیں کہ یہ شریعت سے باہر شئے ہے حاشا وکلا یہ سب عین شریعت و قرآن و حدیث ہے تمہیں غور کرو میں نے کیا زائد از قرآن و حدیث بتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ میں نے تمہیں درود بتایا اور اس کے فہم و ملاحظہ معانی سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ ادعوا ربکم میں نے تمکو دعائیں بالخصوص دعا ہائے ماثورہ و حزب البحر بتایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن تم حافظ ہو تلاوت ہمیشہ کرتے رہتے ہو پھر بھی میں نے تم کو سورہ مریم سورۂ واقعہ سورۂ یٰسین وغیرہ بتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ واذکر اسم ربك وتبتل الیه تبتیلا ؕ

میں نے تمکو تبتل و مراقبہ کیساتھ اسم ذات کی تعلیم کی۔ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا قل اللّٰہ ثم ذرھم میں نے اسم ذات کا مراقبہ وحدت بحت تمکو بتایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا هو معكم اينما كنتم میں نے قرب و معیت کے معنی سمجھا کر اسکا مراقبہ تمکو بتایا۔ تمہیں انصاف کرو کہ خلاف شریعت میں نے کیا تمکو بتایا۔ اے عزیز یہ مولوی اللہ تعالیٰ انکو سمجھ دے احکام شرعیہ اور ارشادات قرآنیہ کو بے معنی و مطلب برتتے ہیں ہم اسکے معنی سمجھا کر

القا کرتے ہیں ہمارے حلقہ میں اسکا نور پیدا ہوتا ہی اور وہ محض بے نور رہتے ہیں تم پہلے بھی نماز پڑھتے تھے اور اب بھی پڑھتے ہو خود ہی انصاف کر لو کہ کیا یہ لطف و لذت پہلے تمھیں نصیب تھی۔ اے عزیز اگر مراقبات تمھارے جمتے رہے تو پھر نماز میں مجموعی کیفیت عجیب لذت وحدت پیدا کریگی یہ ذوق قلم سے نہیں ادا ہو سکتا رزقنا اللّٰہ وایاکم اور ذکر پھر میں کہونگا کہ نفس امارہ کو مٹاؤ یہانتک کہ خطرات بھی فنا ہو جائیں۔ اے عزیز پھر سمجھو نفس کا تین طور ہی ایک تو امارہ ہی جو غیر خدا کیطرف مائل کرتی ہی جسکی نسبت ارشاد ہوا ان النفس لامارۃ بالسوء غیر خدا کیطرف توجہ اس سے بدتر اور کیا سوء ہوگا دوسری صفت اسکی لوامہ ہی یعنی غیر خدا کیطرف توجہ کرنے سے وہ ملامت کرتی ہی اور یکسوئی کی ہدایت کرتی ہی ولا اقسم بالنفس اللوامہ سے یہی نفس مراد ہی تیسری صفت نفس کی اطمینان اور طمانیت و سکینہ ہی یعنی وحدت کی تجلیات و عین الیقین نے ہر طرف سے اسے بے پروا کرکے مطمئن کر دیا اور یوں حکم ربانی سنا دیا یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اوّل عامیوں کا درجہ دوسرا سالک و مجاہد کا تیسرا کامل مکمل کا۔ والسلام حسن میاں کو ابتک پوری صحت نہیں ہی ایکبار روزانہ حزب البحر انکی صحت کیلئے پڑھو اور میرے تمام عزیزوں کو سلام و دعا کہو۔ گیارہویں شریف کی تقریب نہایت اہتمام و خلوص سے کرنا اور حضرت غوث الثقلین رض سے استفاضہ میں مصروف رہنا

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام محمد سعید صاحب کلرک نہر تھرڈ ڈویژن گجرانوالہ۔ پنجاب

میرے مخلص عزیز۔ وعلیکم السلام۔ تمھارا محبت نامہ آیا دلکو بیحد خوشی ہوئی اپنا شوق و اشتیاق جو تم نے ظاہر کیا ہی وہ ثمرہ محبت و نتیجہ ارادت ہی ہمارے مشائخ طریقت کے

یہاں یہ نہایت ہی قابل قدر چیز ہے اسی سے رابطہ پیدا ہوتا ہے اور رابطہ ہی کے ذریعہ سے تمام فیوض و برکاتِ الٰہیہ و مواجید و انوار قلبیہ حاصل ہوتے ہیں اور انسان انسانِ کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس درویشانہ محبت کی ایک عجیب شان یہ ہے کہ آخر محب محبوب ہو جاتا ہے اور محبوبیت کے سلسلہ سے وابستہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "المرءُ مع من احبّ" اور ظاہری مفارقت سے گھبرانا یہ سب ابھی خامیِ محبت کی دلیل ہے تم جب برابر میرے خیال میں ہو تو میں بھی خیالی ہی طور سے سہی تمہارے ساتھ ہوں پھر مفارقت کیا معنی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اگر نالد کسے نالد کہ یارے در سفر دارد　　　تو بارے از چہ مینالی کہ یارے در بغل داری

وَالسَّلام　محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام مولوی شریف اعظم صاحب

روح روانِ من میاں محمد شریف سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ ؎ جنونٌ فوقَ غایاتِ الجنونِ ۞ جنونٌ من حبیبٍ ذی فنونِ

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ ماہ مبارک ربیع الاول عنقریب تشریف لانیوالے ہیں "دیوانہ را ہوئے بس است" ہم محمدیانِ خالص کے جوش و خروش و مستی و عید و انبساط و سرور و شادمانی کا یہی زمانہ ہے ؎

سرِ من و ہوسِ جعدِ مشکبوئے رسول　　　دلِ من است و تمنا و آرزوئے رسول

سرکارِ محبوبیت مآب میں کچھ تحفہ و ہدیہ پیش کرنا چاہیئے۔ مگر ہم کیا پیش کر سکتے ہیں ؎

چوں بود متاعِ خسروؔ کہ کند نثارِ جاناں　　　مگسے چہ طعمہ دارد بدہانِ باز کردن

ہاں مگر اس سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائق اگر کوئی تحفہ و ہدیہ ہے تو وہ

تحفۂ درود وسلام ہو مگر نہ معمولی طرح سے بلکہ دل دردمند کیساتھ اور تمنا و آرزو کیساتھ بس یہی درود اوڑھنا بچھونا ہونا چاہیئے۔ اسی میں سونا اسی میں جاگنا اسی میں اٹھنا اسی میں بیٹھنا یا صاف صاف یوں سمجھو اسی میں مرنا اسی میں جینا۔ دگر ہیچ ؎

باتو برآمیختنم آرزوست　　　وازہمہ کس وحشت و بیگانگی

بس اے عزیز۔ شغل درود میں مستغرق رہو میں یہ نہیں کہتا کہ اور کاموں کو بالکل چھوڑ دو۔ نہیں نہیں "دل بیار و دست بکار" ہونا چاہیئے اور غالب خود مغلوب کو ہٹا دیگا یا مغلوب کو اپنا بنالیگا۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ دلائل الخیرات کے برکات وجذبات ان بارہ دنوں میں بہت زیادہ ہوجاتے ہیں بس اے عزیز روزانہ ایک ختم دلائل کیا کرو مشغولی کیساتھ رزقنا اللہ وایاکم مانتمناہ۔ والسلام

میرے دیگر عزیزوں کو بھی ترغیب دو کہ وہ کثرت درود وسلام کی کریں بالخصوص شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو سال گذشتہ میں آئے بھی تھے مگر پھر ان کے حالات سے مجھے خبر نہیں ذرا ان کی طرف توجہ رکھو اور اس سال ربیع الاول شریف میں پھر انکو لاؤ۔

والسلام　　　محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام قاضی باقی شاہ وزیرآباد

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ لا الٰہ یعنی درحقیقت کوئی کچھ بھی نہیں الا اللہ مگر وہی ذات پاک اللہ پس یہ تمام اشیا جسے تم اپنے وہم میں موجود سمجھے ہوئے ہو مظاہر وظلال وعکوس ہیں مستقل وجود ان کا سمجھنا شرک ہے

یہ حقیقت میں معدوم و نیست ہیں مگر ان کو ہستی اسی ہستی بالذات سے ہے عارف سالک جب چشم حقیقت کھولتا ہے پس وہ دوسرے کو نہیں پاتا۔ اعلیٰ درجہ ادراک تو یہ ہے کہ خود بھی گم اور گم ہونے کا خیال بھی گم اور فی الجملہ اگر اپنی ظہریت اور ظلیت کا ادراک ہے جب بھی بیساختہ یوں بول اٹھتا ہے ؎

تماشائے خود را بخود می نمود — کہ خود عاشق و عشق و معشوق بود

کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر — سوی اللہ واللہ مافی الوجود

مگر اے عزیز ع "ایں زمین را آسمان دیگرست" تم چاہو کہ علم ظاہری کے قواعد سے اسکی تمہید کرو یہ مشکل بلکہ ایک محال ہے اور محض تضیع اوقات ہے یہ تو سیر و سلوک سے متعلق ہے یہاں مکاشفہ و مشاہدہ درکار ہے جس سے علم الیقین بلکہ عین الیقین ہو جہاں شک، اور وہم و گمان کو دخل بھی نہ ہو۔

پس بلا مشاہدہ سیر و سلوک فقط لفاظی و قیل و قال زندقہ و گمراہی ہے

بقول حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ ؎

مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے — واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

تم عزیز حسب معمول اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی کے مراقبہ میں گم رہو پھر وہی لا الہ الا اللہ میں مستغرق ہو جاؤ۔ دیکھو گے جو دیکھو گے اور پاؤ گے جو پاؤ گے۔ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی عبد الغفور صاحب رئیس بنگلور (مدراس)

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ میں نے مکرر تمہارے خطوط میں عرس کا ذکر کیا ہے تم گھبراتے ہوگے کہ یہ رسومات لایعنی اور اسکی پابندی چہ معنی دارد۔ عوام کے رسومات کو خواص کا برتنا تعجب خیز معلوم ہوتا ہوگا اس لئے ضرور ہے کہ میں عرس کے فلاسفے سے تمہیں آگاہ کروں اسی سے تم سمجھ جاؤگے کہ یہ شئے کہاں تک مفید ہے اور کس اعتدال کے پایہ پر اسکا قائم رہنا ضرور ہے۔

عزیزمن! انسان نہ تو محض تودۂ خاک ہے نہ مجرد روح بلکہ دونوں کے امتزاج سے جو صورت قائم ہے وہ انسان ہے پس فقط جسم کی حفاظت اور اس کی پرورش اور روح کی کیفیات سے بے خبری محض نادانی و غفلت ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ روح لطیف اور دراک ہے اور جسم کثیف و بے نور ہے پس روح کا پایہ و مرتبہ و شان جسم سے بہت زیادہ ہے۔ مقتضیات جسمانی روحی ادراک کو کم کرتے ہیں۔ اور مقتضیات روحانی جسمانی کیفیات کو لطیف و منور کر دیتے ہیں بالخصوص وہ انسان جو ریاضات و مجاہدات کے ذریعہ سے (اولیا) یا فطرتی قوت کے عطا سے (انبیا) اپنی روح لطیف کو الطف بناتا ہے اور نورٌ علےٰ نور کی کیفیت پیدا کرتا ہے اس کے تمام قوائے جسمانی اس کے زیر اثر اور محکوم ہو جاتے ہیں اسی لئے وہ گناہوں سے محفوظ و معصوم ہوتا ہے یہ مقدس ذوات اولیاء کرام اور انبیاے ذی احترام کی ہوتی ہے وہ محفوظ ہوتے ہیں یہ معصوم ہوتے ہیں خدا نے انکو ایسی فطرتی قوت عطا فرمائی ہے کہ یہ کوئی ایسا کام کر ہی نہیں سکتے جس سے روح کی لطافت میں کثافت پیدا ہو۔ انبیا اور ان کے طفیل سے اولیا جو کچھ عالم میں کرتے ہیں اور جو تصرفات

ان سے ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی پر زور روحانی طاقت سے کرتے ہیں جسکو مافوق طاقت بشری سمجھنا چاہیئے وہ بشری طاقت نہیں بلکہ ملکی طاقت بلکہ الٰہی طاقت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پڑھو۔ حضرت عمرؓ سے سخت مخالف کے سینہ پر ہاتھ مارا بس اسلام کا جوش ایسا اُبلا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے پر مجبور ہوگئے اسلام کو مٹانے آئے تھے اسلام کے خلیفہ ہوگئے۔ حضرت ابن عباس کو سینہ سے لگایا اور اللّٰھم علمہ الکتاب کہا وہ کتاب کے بحر ذخار ہوگئے۔ ابو ہریرہ کے دامن میں جانے کیا دیدیا کہ وہ حدیث کیلئے قوی الحافظہ ہوگئے وغیرہ وغیرہ بہتیرے واقعات ہیں جو انسانی طاقت سے بالکل باہر ہیں بدر کے واقعہ پر غور کرو ایک دلیر و شجاع قوم کی جماعت کثیرہ کے مقابلہ میں تین سو تیرہ بے سر و سامان اشخاص کا مقابلہ کرنا اور پھر عالیشان کامیابی پانا کیا یہ انسانی طاقت ہے ہرگز نہیں۔ علی و حمزہ و عبیدہ ان کے بازوئیں اس دن انسانی طاقت سے بالا کوئی اور طاقت تھی جسے طاقت الٰہی کہتے ہیں رسولؐ نے اپنے بہادروں کو کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا مراقبہ بتایا تھا جس سے انکی بشری طاقت فنا ہوکر فقط الٰہی طاقت انہیں باقی تھی۔ ہزاروں دلوں پر قابو پانا ایک تھوڑی مدت میں بلا کسی ظاہری اسباب کے جو انبیا و اولیا سے ہوتا ہے یہ سب فوق طاقت بشری الٰہی طاقت ہے۔ الغرض وہی الٰہی طاقت ہر سلسلہ کے افراد کاملین میں بروز کرتی ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہ سکتا بلکہ دونوں کے باہمی تعلق کو فنا ہے جسکو موت کہتے ہیں "کل نفس ذائقۃ الموت" اور "کل من علیھا فان" مگر روح مجرد کو حقیقت میں فنا نہیں ہے بلکہ وہ جسمانی تعلقات سے علیحدہ ہوکر لطیف سے الطف ہوکر بہت ہی زیادہ فیاض ہو جاتی ہے اور اپنے مستفیضین و مستفیدین سے یوں کہہ رہی ہے

ع "من آدم بجاں گر تو آدی بہ تن" پس وہ لوگ جو روحانیت کے طالب ہیں ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں مگر بلا مناسبت تو یہ استفادہ مشکل در مشکل ہے اسی لئے مرشدوں کے انتقال کے بعد ایک دن مقرر کیا گیا بالخصوص ان کے وصال کا دن جس دن انھوں نے جسمانی تعلق کو خیرباد کہا اور محبوب حقیقی سے جا ملے جیسا دنیا میں محب و محبوب زن و شو کے یکجائی اجتماع کو عرس کہتے ہیں ادنیٰ مناسبت سے وہ دن بھی عرس کہلایا تمام مستفیدین و مستفیضین جمع ہو کر اس کے قبر کی زیارت کرتے ہیں پھر صدقات و خیرات و تلاوت کلام پاک سے ان کو ہدیۃً فائدہ پہونچاتے ہیں پھر اپنے فائدے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جسکو جیسی صلاحیت ہوتی ہے کامیاب ہوتا ہے اور اس اجتماعی قوت سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مبتدی پر منتہی کا عکس اور مختلف رنگ و فیوض یکجا ہو جانے سے اسکو بھی جلد جلد ترقی ہونے لگتی ہے بالخصوص ہمارے حضرات چشتیہ کے یہاں اس موقع پر سماع سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بہت مفید ثابت ہوتا ہے نہ اس وجہ سے کہ سماع بذاتہٖ اس راہ میں کوئی مفید شے ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ آلہ افادہ و افاضہ ہوتا ہے اسکی مثال یوں سمجھو کہ سرکہ واسپرٹ فی نفسہٖ اسمیں تغذیہ اور خون پیدا کرنیکی قوت نہیں مگر ان چیزوں سے اشیائے غذائی و دوائی جلد نفوذ پاکر اپنا کام کرتے ہیں۔ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ شدید دردسر و سرسام وغیرہ میں روغن گل سرکہ کے ساتھ ملا کر دماغ پر رکھا جاتا ہے مقصود سرکہ نہیں ہوتا ہے مقصود روغن گل سے ترطیب دماغ ہے لیکن وہ سرکہ کی آمیزش سے جلد نفوذ کرتا ہے پس ایسا ہی سمجھو وہ روحانی انوار یہاں سماع کے ذریعہ سے دل مستفیض پر جلد قابض ہوتے ہیں اے عزیز بات کہاں سے کہاں پہونچی۔ بس یہی مختصر فلاسفی عرس کی ہے اب عوام الناس کے افعال اور پوجا پاٹ و راگ و گانا بجانا میلہ ٹھیلہ و فواحش

تو معاذ اللہ۔ ان سیاہ کاریوں کو عرس سے کوئی علاقہ نہیں یہ اندھے ہیں اسلام کو چہ سے بالکل ناواقف علما ان کو راہ راست پر لائیں یہ ان کا فرض منصبی ہے اب رہا مسئلہ تاریخ عرس کہ کس زمانہ سے اسکی ابتدا ہوئی تو میں اسکو یقینی کیساتھ نہیں بتلا سکتا ایک ملفوظ میں دیکھا کہ حضرت جنید سے اسکی ابتدا ہوئی مگر میرے پاس اسکی کوئی مستند تحقیق نہیں اور مختلف اقوال بے سند دیکھے ہیں مگر میں اسپر اعتبار نہیں کر سکتا حضرت سیدی غوث الثقلین اور شیخ الشیوخ وغیرہما کی کتب و مناقب میں کہیں عرس کا ذکر نہیں پاتا ہوں نہ قدما کی کتب میں اسکا نشان ہے ہاں وسط ایشیا و ہندوستان میں جس زمانہ سے اولیاء کرام جلوہ افروز ہوئے یہ تقریب بھی اکثر بزرگوں کے یہاں مختصر سادگی کے پیمانہ پر ہوتی تھی اور کہیں بڑے پیمانہ پر بھی ہوا کی۔ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سب کے یہاں۔ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کیا کہ اس عرس کی سنیت اور زمانہ نبوت سے اسکا اجرا ثابت کرنا چاہا مگر لے عزیز یہ سب تکلف محض اور کھینچ تان ہے جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ عرس استفاضہ کیلئے ہے تو پھر رسول اللہ صلعم کی روح پاک سے مستفیض ہوتے وہ تو خود تمام روحوں کو پاک کرتی تھی انکو کسی کے عرس کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہ تھی تھی لہذا القیاس صحابہ کبار خلفاء راشدین یہ سب محمدی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ان کو اسقدر اشراق نورانی فیضان نبویہ سے حاصل ہو چکا تھا کہ اب انکو عرس کی کوئی ضرورت نہ تھی ایصال ثواب کیلئے وہ ہر دم درود و سلام میں تھے ان کے دلوں میں محمدی نور کی وہ تابانی تھی کہ بات بات میں کہہ اٹھتے تھے کانی انظر الی وجہ رسول اللہ صلعم ؀

دل ما با دل احمد تعلق ہر زماں وارد		ظہور رشتۂ نور فیوض جاوداں دارد

پھر ان کو تکلفات عرس کی کیا ضرورت تھی۔
اب رہا مولویوں کا حملہ کہ یہ عرس بدعت ہے یہ محض ان کی غلط فہمی ہے ضروریات زمانہ سے جو چیزیں پیدا ہوئی ہیں اور وہ محض بطور آلہ وعلوم الٰہیہ ہیں وہ بدعت قرار دی جائیں تو نظام شرع ہی درہم برہم ہوجائے تمام صرف ونحو وبلاغت ومعانی و اصول فقہ وتفسیر وحدیث سبھی معاذ اللہ بدعت ہوجائے۔ ہندوستان کے کم فہم وقصیر النظر علماء کے سوا آج تک بدعت اُسے کسی نے نہیں کہا شاہ عبدالعزیز شاہ ولی اللہ شیخ عبدالحق اور امام عبدالوہاب شعرانی وغیرہم اور ائمہ دین سبھی عرس کے استحسان کو نقل کرتے آئے ہیں۔ ہم ان منکرین کی آواز اور وہ بھی پست آواز اسکو بالکل غیر مفید بلکہ انکر الاصوات سمجھتے ہیں اور وہابی وبدعتی کے جھگڑے سے خدا نے ہمارے دامن کو پاک رکھا ہے ع:-

"چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند"

آج میرے حضرت قبلہ پیر ومرشد مصباح الطالبین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ محمد علی حبیب قدس سرہ کے عرس کی تقریب ہے اور عنقریب عرس یازدہم یعنی عرس حضرت غوث الثقلین سیدی و مولائی الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ہوگا۔ تمہیں بھی چاہیئے کہ گیارہویں تاریخ ایصال ثواب کے لئے طعام داری کرو۔ اور ایک ختم قرآن وختم دلائل کرکے اہداء روح پرفتوح کرو اور اس دن ورات کو ادھر ہی متوجہ رہو انشاء اللہ تعالیٰ فیوض بیشمار آئیگا حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ ایک ماہ سے بیمار

ہیں اب تک صحت نہیں ہوئی ہے ان کی صحت کیلئے دعا کرو اور بنگلور کی آب و
ہوا سے مطلع کرو۔ محمد سلیمان قادری چشتی

بنام صوفی وصی الدین سلمہ اللہ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ تم نے ذکر
کیا کہ ہمارے حضرت قبلہ جناب مولانا فضل الرحمٰن مراد آبادی قدس سرہ کے یہاں
تصور شیخ نہیں ہے اور مجددیہ طریقہ میں بھی شاید نہیں ہے۔
اے عزیز! العجب کل العجب بدیہیات اور یقینیات سے لاعلمی اس سے زیادہ اور
کیا کم عقلی ہوگی۔ سنو ہمارے حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے ابتداء سلوک میں
حضرت شاہ حیدر علی صاحب مجددی سے استفاضہ کیا ہے پھر ان کے پیر و مرشد اعلیٰحضرت
شاہ محمد آفاق مجددی قدس سرہ کیخدمت میں جاکر بیعت کی اور تمام و کمال طریقہ علیہ نقشبندیہ
مجددیہ اخذ کر کے خلیفۂ اجل آپ کے ہوئے اور یاد رکھو کہ تمام طرق کے باعتبار
خاص کر اس النسبت علیہ مجددیہ میں رابطہ و برزخ و تصور کی ضرورت بہت ہی زیادہ ہے
مکتوبات حضرت مجدد میں جابجا اسکی تصریح ہے حتیٰ کہ نماز میں بھی اگر وہ تصور آجائے تو
حضرت مجدد اسکو قبیح نہیں فرماتے اور حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اپنے مکتوبات
میں برابر نسبت رابطہ و تصور شیخ کی تاکید اکید فرماتے ہیں۔ ہم لوگوں
نے حضرت قبلہ کو آخر عمر شریف میں پایا۔ جب آپ نے اشغال و اوراد
کی تعلیم کا در بند کر دیا تھا۔ الا ماشاء اللہ اور فقط بعض اذکار
مسنونہ کے بتلانے پر کفایت فرماتے تھے۔ البتہ وہ طالب جو استعداد

لیکر حاضر ہوتا وہ استفاضہ سے بہرہ کامیاب ہوتا تھا اور حضرت قدس سرہ کی
نسبت خاصۃً اس پر محیط ہو جاتی تھی مگر عام لوگوں میں فقط حاجت روائی
و تصرفات جاری رہتے تھے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ اسی لئے
مامور تھے ہاں سعادت بیعت کا فائدہ عام تھا۔ الغرض حضرت صاحب کے
نسبت یوں کہنا کہ وہ تصور شیخ کو غلط بتلاتے تھے بہتان عظیم ہے کسی طریقہ کا
کامل ہو ایسے مفید طریقہ کو غلط نہیں بتا سکتا۔ اور یوں تو بعض لوگوں نے
مجھ سے بھی کہا کہ آپ کے پھلواری کے طریقہ میں تصور شیخ نہیں ہے میں نے
کہا کہ ہمارے یہاں تو از ابتدا تا انتہا تصور شیخ ہے مگر چونکہ ہمارے یہاں اویسیت
ہے اس لئے اصلی شیخ ہمارا محمد رسول اللہ صلعم ہے اسی لئے تصور ہمیشہ ضروری
ہے اور اس سے خود بخود شیخ و مرشد بیعت سے بھی رابطہ کامل پیدا ہو جاتا ہے
حضرت شاہ عبدالغنی محدث مجددی رحمۃ اللہ علیہ جب شمائل ترمذی کی تدریس
میں اس مقام پر پہونچے کہ امام حسن علیہ السلام نے ہند بن ابی ہالہ سے فرمایا
وہ حضرت صلعم کے حلیہ کی نسبت وصف الی شیئا اتعلق بہ یعنی حضور صلعم کا
حلیہ بیان فرمائیے تاکہ میں اس سے تعلق پیدا کر دوں۔ تو آپ فرماتے کہ اسی تعلق
پیدا کرنا تصور شیخ ہے مضمون ایک ہے عنوانات کثیرہ ایسا ہی ہمارے حضرت قبلہ
مولانا فضل رحمٰن فرماتے تھے کہ صحابہ جو حضرت کے بعد کانی النظر الی وجہ
رسول اللہ صلعم کہا کرتے تھے یہ تصور شیخ نہیں تو اور کیا ہے
صاحب صراط مستقیم اور مائۃ مسائل نے اس مسئلہ میں
عجیب غلط فہمی کی ہے اور اس قدر غلو کیا کہ بت پرستی اور شرک

قرار دیا معاذ اللہ من ذالک - ہمارے یہاں تو یہ تصور شرک مٹانے اور توحید
کی جلوہ گری کے لئے کیا جاتا ہے یہ کس قاعدہ سے شرک ہو گیا ہم اِسے
بت پرستی سمجھا کریں مگر ہم اس سے بت پرستی کے خیال کو بھی مٹا دیتے
ہیں بقول حضرت مولانا ؎

چوں خلیل آمد خیال یار من   ظاہرش بت باطنِ او بت شکن

طالب سالک کو ان مسائل میں مجموعہ فتاویٰ وغیرہ ڈھونڈھنا اور مولویوں کے
افتا سے تشفی خاطر کرنا حقیقت میں سلوک وعرفان سے محروم رہنا ہے یہاں شیوخ
طریقت کا فتویٰ درکار ہے نہ فقہا و متکلمین کا - شیوخ طریقت کا اجماع ہے کہ
بلا ملاحظہ شیخ کبھی سالک کو کشود نہیں ہو سکتا امام عبدالوہاب شعرانی لطائف
المنن میں فرماتے ہیں وقد اجمع الشیاخ الطریق علی انّ من لم
یقدر علیٰ ملاحظۃ شیخہ ومراقبتہ حال العمل لایصحّ لہ
مراقبۃ الحق تبارک وتعالیٰ فی حال طاعتہ ابداً خلاصہ اسکا یہ
ہے کہ مشائخ طریقت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ اگر طالب نے اپنے عمل ریاضت
کے زمانہ میں شیخ کا ملاحظہ اور اس کا مراقبہ نہ کیا تو پھر کسی طاعات الٰہیہ میں
بھی اسکو مراقبہ الٰہی پر قدرت نہ ہو سکیگی - نواب سید نورالحسن خانصاحب نے جو مجمع ملافیظ
حضرت مولانا قدس سرہ شائع کیا ہے اسمیں صاف طرح سے موجود ہے کہ جناب مکرمی حضرت شاہ
الٰہی بخش صاحب جو اجل خلفائے حضرت موصوف سے تھے انکو حضرت موصوف نے
تصور شیخ بتلایا اور اسی سے انکو کشود ہوا - باوجود اس صراحت کے پھر حضرت قدس
سرہ سے انکار نقل کرنا محض غلط بیانی ہے -

محمد سلیمان
قادری چشتی

بنام میاں سید عثمان سلمہ اللہ تعالیٰ لشکر بنگلور

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ خط شوقیہ و اشتیاقیہ تمہارا آیا۔ مَیں تمہاری محبت و حسن ارادت سے بیحد خوش ہوں۔ مریدوں کو پیر کیساتھ ایسا ہی چاہیئے بلکہ اس سے زیادہ اے عزیز جسقدر نسبت رابطہ زیادہ اسی قدر فیض زیادہ۔ عربی کی مثل ہے کما تدین تدان یعنی جیسا برتو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ برتا جائیگا پس سمجھ لو کہ تمھیں جب میرا ہر دم خیال ہے تو گویا معنوی طور سے تم میرے پاس ہی ہو۔ اور تمہارے جذبات کا انعکاس ضرور مجھ پر ہوگا مگر یہ خالی خولی محبت اور سادہ خیال اسی وقت مفید ہے کہ جب اشغال و اوراد کو بھی برابر قائم رکھو۔ درود شریف شاید مَیں نے تمھیں نہیں بتایا ہے مولوی عبد الغفور صاحب سے دریافت کرلو وہ تمھیں اسکا طریقہ بھی بتادیں گے تم اسپر عمل کرو عزیزم حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔ تم خط برابر لکھا کرو۔ محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی ابو محمد عبد الحئی شاہ قادری چشتی علاقہ سکندرآباد دکن موضع ناچارم

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون دعائے خیر مدعا یہ ہے خط تمہارا پہونچا تمہاری پریشان حالی سے سخت قلق ہوا۔ اے عزیز دعا کیلئے جمعیت خاطر اور رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ لوگ اضطرار کی حالت میں ایسے غلط خیالات پیچیدہ میں پڑجاتے ہیں کہ ان کا اضطرار اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور رجوع الی اللہ سے کوسوں دور پڑجاتے ہیں۔ پھر قبولیت دعا بھی انکا ساتھ چھوڑ دیتی ہے پس اے عزیز تم پہلے جمعیت خاطر پیدا کرو پھر اپنے مولا پر پورا

بھروسہ کرو کہ ھو الرّزاق ذو القوۃ المتین پھر جو مانگنا ہو اُسی سے مانگو جو چاہنا ہو اسی سے چاہو حدیث شریف اذا سئلت فاسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن باللّٰہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو اور دعاے حزب البحر بعد نماز صبح و بعد نماز عصر بالدوام معنی کے ملاحظہ کیساتھ پڑھا کرو۔ اگر معنی پر غور و فکر نہ کروگے تو بہت ہی کم نفع ہوگا اور قصیدہ بردہ کا وقت شب کو رکھو۔ اور جب یہ شعر پڑھو ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

تو اسوقت یہ خیال کرو کہ ہم حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ہیں اور ان کے قدم مبارک پر اپنا سر رکھکر مستمندانہ اور عاجزانہ یوں عرض کر رہے ہیں اسی طرح سے مکرر سہ کرر اس شعر کو پڑھو اور اپنے قضاے حاجات کے لئے آنحضرت سرور کائنات صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو وسیلہ جلیلہ جانو۔ اے عزیز اگر تم نے چالیس دن تک اسی ملاحظے کیساتھ قصیدہ بردہ کا دوام کیا تو اکثر حضور صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھوگے۔ اور پریشانیاں بھی دور ہوجائیں گی۔ میں اپنے اکثر عزیزوں کو یا مُغْنِی کا عمل بھی بتایا کرتا ہوں یعنی بیک نشست گیارہ سو گیارہ مرتبہ پڑھا کرو اور درود شریف اوّل و آخر تین تین بار یہ غناء قلبی و مالی دونوں کو مفید ہے اور ایک چلہ تک سفر بند کرو اور نکاح وغیرہ کے خیالات بھی دل سے دور کرو۔ شجرۂ قادریہ جاتا ہے کم سے کم ہفتہ میں ایک بار بخلوص پڑھ لیا کرو اور شجرۂ چشتیہ اسوقت نہ مل سکا پھر کبھی بھیجدونگا۔ حسن میاں سلمہ اللّٰہ تعالیٰ دو ڈھائی ماہ

سے علیل ہیں اس لئے دفتر بالکل منتشر ہو رہا ہے۔ وَالسَّلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب

عزیزم سلمہ اللہ بعد سلام مسنون دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ میں نے دو قطعہ خط تمھیں لکھ دیا بھیجا۔ تم گلبرگہ چلے گئے اس لئے وہ خطوط تم کو نہ ملے۔ مرحوم یعقوب کا صدمہ واقعی سخت صدمہ ہے اور چونکہ تمھارا قلب اختلاج سے ماؤف ہے اس لئے زیادہ صدمہ پہونچا۔ ایسی حالت میں جزع و فزع سب قابل عفو ہیں مگر اے عزیز ہر مصیبت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا چاہئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم سے اُٹھ جانا۔ اس سے زیادہ مصیبت خیز و درد انگیز کیا کوئی واقعہ ہوگا۔ کیا حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کا وہ جملہ جو انھوں نے حضرت انس سے فرمایا تھا تمکو یاد نہیں ہے یا انس کیف طابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم آجکل اسی حدیث پر غور کرو یہ سب حدیث غم غلط کئے دیتی ہے۔ اور سنو حضرت معاذ بن جبل یمن میں تشریف رکھتے تھے ان کے ایک فرزند نے انتقال کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تعزیت کا خط لکھا۔ حصن حصین میں وہ مکتوب درج ہے جس کے آخری فقرات یہ ہیں۔ ان احتسبت فاصبر ولا یحبط جزعك اجرك فتندم واعلم ان الجزع لا یرد شیئا ولا یدفع حزنا وھو نازل فکان قد (دفع) مجھے خدا سے امید ہے کہ یہ جملے تمھارے لئے تسلی بخش ہوں گے اور

سمجھ جاؤ گے کہ یہ جزع و فزع محض بے سود و لانفع ہے صبر و استقلال سے
کام لو۔ کمادر ثناہ کا بڑا عن کابد ذکر جہری بالکل موقوف کر دو۔
قصیدۂ غوثیہ کا ورد جو ناغہ ہوگیا ہے اسکو اب پورا کرلو حضرت غوث پاک
رضی اللہ عنہ کو جو تم نے خواب میں دیکھا ہے نہایت مبارک ہے اور کوٹھے کی
تعبیر رفعت مقام ہے اور پایہ سے مراد ایمان و عرفان کا ستون ہے۔ اور
دعائے مغنی میں لفظ ولا تکون غلطی ہے۔ محاورہ میں یہ معنی ہیں کہ مجھے مجبور
نہ کرے۔ والسّلام

قاضی باقی شاہ وزیر آبادی

عزیزم قاضی باقی شاہ سلمکم اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ
ہے کہ مریدیں جو حالت ترقی و عروج کی پیدا ہو اسکو اپنے مجاہدہ و ریاضت
کا سبب نہ سمجھے بلکہ مرشد برحق کی عنایت و یمن برکت یقین کرے۔ ورنہ
ہر دم یہ کھٹکا ہے کہ در فیض بند نہ ہو جائے سنو مجھ میں آجتک جو باتیں پیدا
ہوئیں میں ہر ایک کو کمال اعتقاد جازم سے اپنے مرشد ہی کا طفیل سمجھا کیا
اور سمجھتا رہونگا پھر چند بار مجھے تفصیل کیساتھ بتایا گیا کہ یہ یوں ادھر سے
آیا۔ یہ یوں اُدھر سے آیا یہاں تک کہ مجھ سے کہا گیا کہ میری محبوبیت کی شان
تجھ میں جلوہ گر ہوئی۔ میں نے ان ادراکات کو کبھی کبھی اپنے اردو نظم میں
بول دیتا تھا مگر کسی خاص شخص سے کہنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ مگر میرے ایک
اللہ والے دوست حکیم وارث مرحوم اس زمانہ میں باقی پور میں رہتے تھے۔
میں اُن سے ملنے گیا۔ وہ مجھ سے فرمانے لگے میرے دل میں اس وقت یہ

گذرا کہ تم میں حضرت قبلہ شاہ محمد علی حبیب قدس سرہ کی محبوبیت کی تجلی ہوئی ہے ان کا یہ کہنا تھا کہ مجھے وجد آگیا بس اس واقعہ کو تھوڑے دنوں کے بعد رجوع خلائق میری جانب بہت زیادہ ہوا اور میرے ذریعہ سے بندگان الٰہی کو فیض پہونچنے لگا۔ مگر حاشا وکلا نہ یہ میری محنت و ریاضت کا ثمرہ ہے نہ علم و فضل کا نتیجہ ہے یہ وہ ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا نے اپنے پیر حضرت بابا صاحب قدس سرہ کو لکھا تھا ؎

زاں روے کہ بندۂ تو خوانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودست	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

اے عزیز اکثر جلسوں میں شعرا میری منقبت میں غزلیں، رباعیاں اور قصائد پڑھتے ہیں پس جب شعر میں کوئی مجھے رونق پھلواری لکھتا ہے یا فخر پیران و مشائخ لکھتا ہے مجھے بیحد روحانی صدمہ پہنچتا ہے میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ پھلواری کو مجھ سے عزت نہیں بلکہ پھلواری سے مجھے عزت و شرف ہے۔ اور پیران کی خاک پا ہونا میرا عرفان و کمال ہے اور معاذ اللہ ان کا فخر بننا تو یہ محالات سے ہے جب میں حیدرآباد گیا تو بہتیرے شعرا نے قطعات و رباعیات پیش کیں مگر میں نے جناب سید ضامن علی صاحب کنتوری کی ایک رباعی کو بہت پسند کیا ؎

سوتی ہوئی قوم کو جگا دیتے ہیں	بھولے ہوؤں کو راہ بتا دیتے ہیں
یہ شاہ سلیمان ہیں پھلواری کے	تقریر کا اک باغ لگا دیتے ہیں

میں اس نسبت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں — والسلام

بنام صوفی وصی الدین صاحب

راحت روان من نورکم اللہ تعالیٰ   از خادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی

ہدیۂ سلام و دعا پذیرا نمایند - اما بعد حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ کی دلخراش علالت نے مجھ میں اب اتنی تاب و توانائی کہاں باقی رکھی ہے کہ میں رسل و رسائل کے سلسلہ کو قائم رکھ سکوں - جب کبھی آپ لوگوں کو جواب ملجائے غنیمت سمجھئے آجکل اخباری مضامین و سلسلہ تالیفات و جوابات استفتا و روحانی تعلیمی دفتر سب کے سب بند ہیں کیا یہ ہمیشہ کو بند رہیگا یا پھر حسب دستور سابق جاری ہوجائیگا اسکا علم اللہ ہی کو ہے افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد - ہاں چند امور مختصر طور پر کہے دیتا ہوں بیشک تھوڑے دنوں سے یہاں مزارات پر چادریں زور شور سے چڑھنے لگی ہیں - قوال بھی ہوتا ہے جناب سجادہ نشین صاحب قبلہ بھی ہمراہ ہوتے ہیں نئی نئی شوقیہ غزلیں بھی ہوتی ہیں مگر مجھے کبھی شرکت کی نوبت نہیں آئی اور میں نے اپنے حضرت قبلہ کے زمانہ میں یہ انداز نہیں دیکھا تھا مگر اے عزیز اس کے یہ معنی نہیں کہ میں ان افعال کو قطعی و یقینی گناہ سمجھتا ہوں حاشا و کلا -

سنو! انما الاعمال بالنیات جب تک کرنیوالوں کی نیت کا حال معلوم نہ ہو میں کیونکر کوئی حکم لگا سکتا ہوں اگر محض نمایش ہے تو قطعاً حرام ہے اور اگر ذوق و شوق ہے اور پیران کی قبور مبارکہ کی عظمت و توقیر مقصود ہے تو کوئی وجہ ناجوازی کی نہیں - اب رہا بعضے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا حرام و بدعت لکھدینا تو اس فقیر کے نزدیک یہ محض انکا تشدد ہے بدعت سیئہ و مذمومہ وہ ہے

جو مخالف شرع ہو یہاں کوئی مخالفت نہیں۔ فی الجملہ قبور و اہل قبور کی تعظیم
نصوص سے ثابت ہے پھر یہ طریقہ تعظیم بھی اسی کی فرد من الافراد ہے کیوں
ناجائز و حرام ہوگا شاہ ولی اللہ محدث اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے
ہیں والبدعۃ علی ثلثۃ اقسام قسم ہو الاخذ بالتواجد لما حث
علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غیر عزم ومثالہ
التراویح وہی الحسنۃ۔ وقسم ہو الاخذ بعادات مباحۃ لم
تعہد فی السلف وہو ہین۔ وقسم فیہ ترک المسنون او تحریف
المشروع وہی ضلالۃ معہذا اگر بعضے فقہا حرام کہتے ہیں تو بعضے اکابر
فقہائے حنفیہ اسکو بدلیل جائز بھی بتاتے ہیں حضرت شیخ عبدالغنی حنفی نابلسی
رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص رسالہ ہے کشف النور عن اصحاب القبور
اس رسالہ سے تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۸۷۴ میں منقول ہے قال الشیخ
عبدالغنی النابلسی فی کشف النور عن اصحاب القبور ما خلاصتہ
ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ المقصود الشرع تسمی سنۃ
فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور
والعمائم والثیاب علی قبورہم امر جائز اذا کان القصد بذلک
التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر
انتہی مختصراً۔ اور اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ فروعی مسائل
مختلفہ میں کسی طرف نکیر و ملامت نہیں کیجا سکتی ہے۔ پس یہ ہیں وجوہ جن میں ان
لوگوں پر کوئی ملامت نہیں کر سکتا۔ یہ تو مسئلہ سے متعلق بات تھی وہ ختم ہوگئی میں نے

ایک دن یہ دیکھا کہ شل زمانہ دوازدہم ربیع الاول شریف میرے مکان میں بہت سے میرے حلقہ کے لوگ جمع ہیں میاں وزیر بریلوی ہیں اور تم ہو اور الکھنیا وغیرہ کے بہت لوگ ہیں مٹھائی خوانچوں میں آئی اور ایک حضرت قبلہ کے مزار اقدس کی چادر ہے قوال بھی ہے میاں قبی اور جعفر وغیرہ مع جماعت کثیرہ ہیں خوانچہ میاں وزیر و شریف کے سر پر ہے کبھی حسن میاں کبھی حسین میاں اس خوانچہ کو اپنے سر پر لیتے ہیں اور میں نہایت ہی وجد میں ہوں۔ قوال یہ غزل گاتا ہے اور عجیب جوش و خروش ہے

مرشد عارفاں کی چادر ہے ۔۔۔ قصر جنت مکاں کی چادر ہے
راہِ جنت بتائی جس نے ہمیں ۔۔۔ اُسی خلد آشیاں کی چادر ہے
مونس و غمگسار ہے جو مرا ۔۔۔ یہ اُسی مہرباں کی چادر ہے
مست ہوں آج میں کہ سر پہ مرے ۔۔۔ میرے پیر مغاں کی چادر ہے

یہ آخری شعر جب گایا گیا تو میں نے اپنے سر پر وہ خوانچہ لیلیا۔ اسکے بعد کا مسلسل واقعہ یاد نہیں رہا مگر اس غزل کی دھن اور یہ سب یاد ہے۔ ابھی قریب کا واقعہ ہے کہ یہ دیکھا کہ حضرت قبلہ قدس سرہ کے مزار مبارک کی چادر محض نور کی چادر ہو گئی اور مزار سے اٹھ کر عجیب طرح سے مجھ سے اور میرے فرزندوں سے لپٹ گئی اور قبر مبارک سے آواز آتی ہے اللھم ھولاء اھلبیتی ؎ فکان ماکان مما لست اذکرہ ۔۔۔ فظن خیرا ولا تسأل عن الخبر

اے عزیز یہ سب میرے اوہام و خیالات ہیں جو کبھی متشکل ہو جاتے ہیں مگر کوئی کچھ کہے میں تو ان سب کو بھی متبرک ہی سمجھتا ہوں اور جذبات محبت کا ثمرہ سمجھتا ہوں

اتانی ھواھا قبل ان اعرف الھوی ٭ فصادف قلبی فارغاً فتمکّنا

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مشن اسکول سیالکوٹ

عزیزم مولوی اسمٰعیل صاحب نور اللہ قلبکم بنور العرفان ۔ وعلیکم السلام

عزیزم قاضی باقی شاہ سے وزیر آباد جاکر ملا کرو اور ان کو میرا جانشین سمجھ کر ان سے استفاضہ کرو وہ موقع و محل سے اشغال و اوراد تمکو القا کرتے رہیں گے اور علمی حجاب اٹھا دو اور سمجھو۔ ع "متاع نیک ہر دوکان کہ باشد" اور وہ دوکان بھی تو آخر ہماری ہی دکان غوثیہ ہے اور مجلس سماع کی آپکو ابھی اجازت نہیں ہے جب درود و شغل درود کا کافی اثر آپ کے دلمیں پیدا ہولیگا اسوقت قاضی باقی شاہ کیساتھ آپ شریک سماع ہوکر فائدہ مند ہوسکیں گے۔ اے عزیز بعضی غذا اور دوا استحیں بخلط غالب ہوتی ہے یعنی معدہ و جگر میں جو خلط غالب ہوتی ہے صحیح ہو یا فاسد اسی رنگ میں یہ رنگ جاتی ہے یہی حال سماع کا ہے کہ دل و دماغ میں جو خیالات ہوتے ہیں اسی کو تیز کر دیتا ہے پس جب تک دل و دماغ آلائش ظلمانی سے پاک نہ ہوا اور اسمیں اصلی محبت کی تخم ریزی نہ ہو لایجوز السماع حقّا۔ کم علم متشیخین چاہیے جو سمجھیں مگر ہمارے یہاں رقاصی و باد ہوا لعیاذ ہی مقصود سمجھا اور ہے۔

محمد سلیمان قادری چشتی

بجواب خط صوفی وصی الدین صاحب

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ وعلیکم السلام۔ ابھی تمھیں خط لکھ رہا تھا کہ تمھارا خط پہونچا سچ ہے الشوق بحر الشوق۔ اے عزیز تمھارے رنج والم کی داستانیں سب

پڑھیں اور سنیں مگر جو میں نے پہلے لکھا تھا وہی پھر لکھتا ہوں سنو بزرگوں نے فرمایا ہے من ظن انہ یصل الی محل عظیم بغیر مقاسات الشدائد القتہ امنیتہ فی وادی الھلاک یعنی اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ بغیر تکلیفات و مصائب و رنج والم اٹھائے ہوئے ہم منزل مقصود پر پہونچیں گے تو یہ خیال اسکا اسکو میدان ہلاکت میں ڈال دیگا ؎

اگر بر وصلت لیلے برغبت خاطرے داری پچوں مجنوں فرد باید بود از خویش ہم از خویشاں

اور ایک بزرگ نے خوب کہا ہے ؎

اے دل ز ہوس بر سر کارے نہ رسی تا غم نخوری بہ غمگسارے نہ رسی

چوں مثل حنا سودہ نگردی بر سنگ ہرگز بکف ہیچ نگارے نہ رسی

عارف کے نزدیک رنج و خوشی دونوں یکساں ہیں کیونکہ وہ انکا جلال ہے تو یہ ان کا جمال ہے دونوں حال میں اسے محبوب ہی کیطرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ معاذ اللہ اگر کوئی دوسرا پیش نظر ہوا تو بس گیا گذرا حضرت ابن الفارض کے قصیدہ تائیہ کا یہ شعر تم کو یاد ہوگا ؎

ولو خطرت لی فی سواک ارادۃٌ علی خاطری سھواً حکمت بردتی

تمنے لکھا کہ شاید اب زندگی تھوڑی ہی باقی ہے اے عزیز زیادہ ہو تو کیا اور کم ہو تو کیا جو ہو وہ محبوب کی یاد اور اسکی رضا میں بسر ہونا چاہیئے بس اسی کی کوشش کرو اور باقی سب ہوا و ہوس وخطرات ہیں ؎

فرد گر دولت بیدار تمنا داری امشب ہمہ بسر کن بدر پاک نبی

اور حضرت قبلہ فرماتے ہیں ؎

اے نصیر شاد باش کہ عمر عزیز تو ۔۔۔ خواہم کہ در بروئے محمد بسر شود

مجلس شریف اور محفل منیف کے انوار دیکھنا مبارک اگر شغل درود میں مستقیم رہے گئے تو پھر اسکی تفصیل بھی دیکھو گے۔ شب دوشنبہ اور شب جمعہ کو ایک خاص فاتحہ حضرت مولانا محمد وارث مولنا قدس سرہٗ کا اسی نیت حضوری سے پڑھا کرو۔ اور انوار و تجلیات جو بین النوم والیقظہ تم دیکھا کرتے ہو وسط سلوک میں ایسا بہت ہوتا ہے اسے بھی نعمت کبریٰ سمجھو اور شکر کرو کہ بموجب وعدۂ الٰہی وَلَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ سے نور علیٰ نور تک پہونچو گے اور خود اپنے آپ کو نور پاؤ گے۔ والسّلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام صوفی وصی الدین سلمہ اللہ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ اے عزیز رقت قلب و شکستگی دل نعمت غیر مترقبہ ہے ایسے وقت میں مراقبات و صحبت مرشد و ارتباط با قلب شیخ جلد جلد موجب ترقیات و ایصال الی المطلوب ہوتے ہیں مگر یہ رقت و شکستگی دل کی دو صورت ہے کبھی دنیاوی صدمات مثلاً جوان لڑکے کا غم مال و متاع معاش و جائداد کا تلف ہو جانا اس سے بھی قلب میں رقت تو ضرور آتی ہے مگر قلب کی روحانیت و انوار و تجلی کو ضعف بلکہ موت کا سامنا ہوتا ہے۔ اللّٰھم احفظنا منہ دوسرا عنوان یہ ہے کہ کثرت ریاضت و ذکر و جذبات عشقیہ نے قلب میں رقت پیدا کر دی ہو بس یہی رقت قلب اس راہ میں مفید و جاذب کیفیات و تجلیات ہے۔ اور پہلی صورت میں شیخ نہایت قوی التاثیر ہو جب ممکن ہے کہ وہ رقت دنیا کو اس

رقت سفیدہ کیساتھ بدل دے اور استحالہ حالت سفیلہ کا حالت علویہ سے ہوجائے
لیکن یہ بہت مشکل کام ہے میں نے اکثر متشیخین کو دیکھا کہ وہ ایسے غمزدہ مصیبت کے
مارے طالبوں کیجانب جلد متوجہ ہوجاتے ہیں اور ان کو اشغال و اوراد بتلا
دیتے ہیں اور پھر ان کے گریہ و بکا و وجد و حال پر نازاں رہتے ہیں یہ ایک
عظیم الشان مغالطہ ہے جس سے طالب اگرچہ شاغل و کاسب رہے مگر کشود کا دروازہ
اسپر مفتوح نہ ہوگا میرے پاس بھی ایسے طالب آیا کیے ہیں میں نے پہلے انکو
درود شریف بتایا تاکہ ان کے قلب پر نزول سکینہ ہو۔ پھر توبہ و استغفار
کی تعلیم کی تاکہ وہ اپنے مصائب کو شامت اعمال سمجھیں جب ان کو اپنی عصیاں
شعاری اور شامت اعمال کا یقین ہوگیا اور یہ بھی سمجھے کہ یہ مصائب میرے لئے
سنبھلنے کا تازیانہ تھا اسوقت قلبی صلاحیت پیدا ہوئی اور وہ پھر اپنے رستہ پر
لگ گئے۔ اے عزیز اسوقت تمہارے قلبی حالات بھی بہت نازک ہیں ابھی تم نے
قصیدہ غوثیہ کی زکوٰۃ دی ہے اس سے قلبی ادراک کو تمہارے بیحد فائدہ پہونچا
ادھر شغل درود نے تمہیں اپنی طرف کھینچا۔ انوار و تجلیات کا انعکاس پڑنے لگا اور
اسی درمیان میں میاں یعقوب مرحوم کی موت کا صدمہ عظیم آپہونچا اور اس نے
جیتے جاگتے قلب کو موت نہیں تو ایک بلا کی تاریکی میں ڈالنا چاہا۔ اب یہ دیکھنا
ہے کہ تمہارے قلب کو اسباب سفلیہ اپنی طرف جذب کرتے ہیں یا انوار علویہ اپنی
طرف اڑا لیجاتے ہیں فالأمر دائر بینهما میرا ابتک تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ تم
ذرا سنبھلے اور یقین کرلیا کہ یہ وقت امتحان ہے اور مقام ابتلا ہے اور پھر اپنے
کام میں حسب دستور لگے رہے۔ تو یہ مادی زنگ آئینہ دل سے دور ہوکر صفا و

انجلا دو بالا کر دیگا پھر جو پاؤ گے پاؤ گے دیکھو گے جو دیکھو گے اور جمال و جلال کی سیر کرو گے ؎

گہ بلطفم با نواز دگہ بناز م میکشد		زندہ می سازد مرا آں شوخ و بازم میکشد

مرزا نوشہ غالب نے کیا خوب کہا ہے ؎

تیرے تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے		یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین - یہاں قوم کافرین سے وہ مردہ و شیاطین مراد ہیں جو اپنے وسوسہ و ظلماتی افواج سے قلعہ دل کی نورانی دیواروں کو گرانا چاہتے ہیں اور ایمانی و عرفانی جواہرات کو لوٹنا چاہتے ہیں ؎

خانۂ دل گہے خراب مباد		زانکہ یک گوشۂ ولایت اوست

والسلام		محمد سلیمان - قادری چشتی

بنام میاں قمر الدین صاحب لاہور

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا ملا اور داستان ترددات بھی گوش زد ہوئی -

اے عزیز! دنیا رنج و راحت کا مجموعہ ہے کبھی یہ کبھی وہ - پس انسان جب خوش ہو تو اس کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایک دن ناخوشی بھی پیش آئے گی اور رنج و الم سے بھی ہم کو سامنا ہوگا - مگر افسوس اور ہزار افسوس کہ انسان کفور ہے اور کافر نعمتی اس کا شیوہ ہوگیا ہے - رنج و الم کو تو وہ احساس کر کے فریاد و فغاں کرتا ہے زبان شکوہ دراز کرتا ہے

مگر ان نعمتہائے خداوندی کو جو بیشمار اسپر مبذول ہوتی ہیں بالکل بھول جاتا ہے اگر بیمار ہوا تو ایسا سمجھا کہ ہم نے نعمت صحت کبھی پائی ہی نہ تھی۔ اور اگر فقر و فاقہ سے سامنا ہوا اور تنگی و عسرتِ معاش پیش ہوئی تو سمجھنے لگا کہ ہم نے کبھی ایک آن بھی فارغ البالی اور وسعت مالی پایا ہی نہیں۔ سچ ہے "اِنَّ الاِنسان خُلِقَ ھَلُوعًا اِذا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَاِذا مَسَّہُ الخَیرُ مَنُوعًا" پس اے عزیز ہم مسلمانوں کو ایسا نہ ہونا چاہئے بلکہ جہاں تکلیفوں کا شکوہ کرتے ہیں وہاں اس کی نعمت آسایش کو بھی یاد کرنا چاہئے۔ تمھیں خیال کرو خدا نے تم کو کتنی نعمتیں دی ہیں۔ دولت جوانی صحت جسمانی عقل و دانش علم و فہم خلعت اسلام اور بھی اور بھی وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ فلا تحصوھا ان نعمتوں کے مقابلہ میں کچھ تکلیفیں پہونچیں تو اسکا گلہ غلط' نرم گرم سب اسی کی طرف سے ہے ؎

دردم از یار ست و درماں نیز ہم　　دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

پس بمقتضائے وعلی اللّٰہ فلیتوکل المومنون اسی اپنے مولےٰ پر بھروسہ کرو اور جو چاہو اسی سے چاہو جو مانگنا ہو اسی سے مانگو اور اسی کی رحمت کے امیدوار رہو ؎

رسید مژدہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند　　چناں نہ ماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

گردش تقدیر وغیرہ ناشکر گذاری کے الفاظ میرے خط میں نہ لکھا کرو۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ جو اس نے مقدر کیا ہے اس میں حکمت و اسرار ہی کبھی کچھ سمجھ میں آیا اور کبھی نہیں۔ مگر ایمان اس پر ضرور ہے

یا مغنی اور درود شریف بحسب معمول دوام رکھو جب اسکی مرضی ہوگی برکت آپ نمایاں ہوگی
۵ حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس ؏ در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید
تعویذ جاتا ہی خط برابر لکھا کرو اور اپنے والد کو سلام کہو۔

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام مولوی عبدالمغنی صاحب امروہہ

عزیزم سلمہ اللہ تعالےٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا ملا بیشک بوجہ علالت حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ مراسلات کا سلسلہ قائم نہیں ہی مگر تمہاری جانب توجہ ہماری پہلے سے زیادہ مبذول ہی پہلے خطوط میں میں تمہیں لکھ چکا ہوں کہ اس راہ میں رابطے کی ضرورت ہی بغیر اس کے منزل طے نہیں ہوسکتی اور باقتضائے الرفیق ثم الطریق ہادی اور رہنما کا ساتھ ضروری ہی بلکہ ہر دم اس کی معیت درکار ہی بس اب سمجھ لو کہ میں تمہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں اور تم مجھ سے کیونکر کنارہ کش ہوسکتے ہو۔ یہ ارادت وہ مضبوط رشتہ ہی کہ جو کسی سے توڑے ٹوٹ نہیں سکتا العروۃ الوثقےٰ لا انفصام لہا یہی ہی اور یہی رشتہ حبل اللہ ہی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا جسے فرمایا گیا ہے۔ سو اے عزیز اپنے کاموں میں مستقیم رہو عجیب عجیب قدرت کے تماشے دیکھو گے۔ ابھی تم عالم خواب میں ہو آئندہ مشاہدہ کی لذت سے قلب پر نزول سکینہ ہوگا گھبراؤ نہیں وو۔ دیر آید درست آید" چونکہ بیعت تمہاری طریقۂ قادریہ میں ہی اس لئے یہ تمام فیوض و منازلات صالحہ اسی آستانہ سے ملیں خواہ کسی

تعبیر یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضؓ تمہیں سرکار محمدی صلعم میں پہونچائیں گے ابھی
اسکا وقت نہ آیا تھا اس لئے تم بیدار ہو گئے اور ممکن ہے کہ موانست کے
لئے تم کو یہ سیر کرائی جاتی ہو اور صاحب مزار بزرگ بھی کوئی میرے پیران
طریقت سے ہیں قادریہ ہوں یا چشتیہ - الغرض سب مبارک ہے خدا کرے
میں رحیمی شریف میں آؤں اور دو چار دن فیض صحبت گرم رہے حسن میاں
سلمہ اللہ کی صحت کیلئے دعا کرو مولانا کو تسلیم کہو محمد سلیمان

قادری چشتی

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب لکھنیا

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ پریشانی قلب کے دفعیہ کیصورت
بجز ذکر الٰہی کے ہرگز کوئی اور نہیں "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"
پس اے عزیز دوام ذکر اور وقوف قلبی میں مشغول رہو اور ایسا مشغول رہو
کہ خیالات غیر بالکل دل سے محو ہو جائیں اور وہ خالصاً مخلصاً للہ ہو جائے
شرکت خدا کو پسند نہیں - اسی لئے ریا و سمعہ والی دینداری اصلی دینداری
نہیں اور کیونکر ہو - فَلِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ - اے عزیز جب خلوص دل پیدا
ہوجاتا ہے اور خالص دل خداوند کے حضور میں پیش ہوا اِذْ جَاءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ
سَلِیْمٍ تو اسوقت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا مقام حاصل ہوتا
ہے خدا تجھے اور تمھیں فائز المرام کرے انہ علیٰ کل شئ قدیر - والسلام

محمد سلیمان - قادری چشتی

بنام قاضی باقی شاہ صاحب وزیرآبادی

عزیزم مولانا باقی شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے کہ میں ترددات و تفکرات میں الجھا ہوا تھا مگر ناگہانی حضرت غریب نواز کی کشش نے مجھے آستانہ اجمیر شریف تک پہونچا دیا ع "از من اگر تو سرکشی موے کشاں کشاں منت" اسی کو کہتے ہیں مگر یہاں آتش در کاسہ ہی پرانا سبق پھر پڑھایا گیا ؎

تصورِ قدِ جاناں مشاہدہ ہی سہی
خیالِ یار میں رہنا مجاہدہ ہی سہی

یہاں بڑے پیمانہ پر ایک مدرسہ جاری ہوا ہے اور حضور نظام دکن نے پانچسو روپیہ ماہوار اسمیں مقرر کیا ہے سماع خانہ میں مدرسہ ہے دو دن سے اس کے جلسے بھی ہو رہے ہیں مگر اس فقیر کے کان میں یہ صدا آرہی ہے ؎

ایہا القوم الذی فی المدرسہ
کلما حصلتموہ وسوسہ

وعظ کے مجالس کو رونق دینے کیلئے بہت تدبیریں کی گئیں مگر سب ناکامیاب ہوئیں اسکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ کی بے زور طاقت ایک عالم کو محو کئے ہوئے ہے وہ جذاب قلوب لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے پھر لوگوں کو دوسری جانب مائل کرنا معاذ اللہ اس جذاب قلوب کی قوت سے لڑنا ہے کیا یہ آسان یا از قبیل محالات نہیں ہے سنو اے عزیز جسم و جان فی نفسہ یہ دو چیز علیحدہ علیحدہ ہے جسم میں کثافت ہے روح میں لطافت خواجہ خدا کی طرف سے جسم کا مربی نہیں بنایا گیا بلکہ روح کا مربی ہے علم ظاہر و علم

باطن۔ پہلا جسم سے متعلق ہے دوسرا روح سے۔ خواجہ کے یہاں علم باطن کا دفتر ہے بس وہ تمہاری خاطر اپنے فرض منصبی کو نہیں چھوڑ سکتا وہ تو یوں فرما رہا ہے تم جسمانی صلاحیت لیکر آؤ یہاں روح یہاں ڈال دیجائیگی۔ ع "این زمیں را آسمانے دیگراست" والسّلام محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام حافظ عبد الغنی صاحب سلمہ اللہ

عزیزم حافظ عبد الغنی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ جذبات چشتیہ نے مجھے کشاں کشاں اجمیر شریف آستانہ فیض کاشانہ خواجہ غریب نواز پر اپہونچایا والحمد للّٰہ علےٰ ذالک اور بے انتہا فیض حضرت غریب نواز کا حاصل ہوا اور علوم وحقائق ومعارف جدیدہ کا انکشاف اسقدر ہوا کہ زبان و قلم دونوں میں کوئی اسے ادا نہیں کرسکتے۔ ایکدن فیوضات قادریہ کا بھی بہت ہی غلبہ رہا اور مجھکو اس بات کا بھی انکشاف ہوا کہ میری جبلت اور فطرت روحانی چشتی ہی واقع ہوئی ہے اور قادری نسبت میں جو میرا نشو ونما ہے وہ حضرت غریب نواز کی طرف سے سرکار غوث الثقلین میں تفویض ہے یعنی میں ادھر سپرد کیا گیا ہوں آپ سمجھو کہ میں جو اپنے آپ کو قادری چشتی لکھا کرتا ہوں وہ درحقیقت چشتی قادری ہے یعنی اوّل مبد فطری چشتیت ہے پھر قادریت کا نشو ونما ہے اسی مجمع البحرین کی کیفیت میں میں نے کسی زمانہ میں ایک غزل لکھی تھی۔

غزل

عاشق خواجہ ہو نہیں اور ہوں گدائے غوث پاک — دل نثارِ خواجہ ہے اور جاں فدائے غوث پاک
دیدہ و دل اپنے دونوں قابلِ عزت ہوئے — اسمیں خواجہ کی ولا اسمیں ضیائے غوث پاک
شکر ہے ہر دم زباں مصروفِ ذکرِ خواجہ ہے — اور ہے لب پر مرے ہر دم ثنائے غوث پاک
اپنا مذہب اپنا ملت عاشقو بس ہے یہی — جسمیں خواجہ کی خوشی جسمیں رضائے غوث پاک
یا الٰہی یہ تمنا ہے کہ وقتِ جاں کنی — سر ہو خواجہ کے قدم پر اسپہ پائے غوث پاک

صادقِ مسکیں ترا یہ فیض عام اور یہ سخا
ہے یہ فیضِ خواجہ اور جود و سخائے غوث پاک

اے عزیز میں اوّل بار جب اجمیر شریف حاضر ہوا تھا تو وہاں خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز جلوہ افروز ہوئے ہیں اور ایک منقش عصا اس جناب کے دستِ مبارک میں ہے مجھے فرمایا کہ لو یہ شیخ عبد القادر کا عصا ہے اسے مضبوط تھام لو۔ اے عزیز یہ سب مکشوفات ہمارے تفویض کے شاہد ہیں والحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک ۔

نہ دانم آں گل رعنا چہ رنگ و بو دارد ٭ کہ مرغ ہر چمنے جستجوے او دارد

تم نے فاتحہ عرس حضرت غریب نواز کا کیونکر کیا اور کیا فیض پایا۔ اس سے مطلع کرو۔ والسّلام

محمد سلیمان - قادری چشتی

بنام میاں عزیز الدین دگیر و میاں حفیظ اللہ صاحبان لاہور

عزیزانم سلمکم اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ اے عزیزو دولتِ جوانی کو غنیمت سمجھو محنت و مشقت و تقویٰ و پرہیزگاری کا یہی زمانہ ہے بڑھاپے میں بجز حسرت و افسوس کے کچھ پاس نہیں رہتا لوگ جوانی کو حرص و ہوس و فواحش میں

ضائع کرتے ہیں اور پیرانہ سالی میں کسی درویش سے مرید ہوکر ہاتھ میں تسبیح لیتے ہیں پھر اپنی ناکامی پر حسرت کرتے ہیں۔ اے عزیز پیرانہ سالی میں عشق مادہ کہاں سے پیدا ہوگا پس اے عزیزان خدا سے ڈرتے رہو اور اخلاقی حالات کی آراستگی کیساتھ جہاں تک وقت ملے مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہو عنقریب اسکا ثمرہ حاصل ہوگا اب ایک حدیث سنو اور غور کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیسی کچھ حکیمانہ ہدایت کی ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے "اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك" یعنی حضور فرماتے ہیں کہ اے شیخ پانچ چیزوں کو دوسری پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے غنیمت سمجھو اور صحت کو بیماری سے پہلے اور دولتمندی کو ناداری سے پہلے اور اطمینان قلب و فرصت کو مشاغل بے اطمینانی سے پہلے اور زندگی کو موت کے پہلے۔ یہ حدیث شریف ترمذی میں مرسلاً مروی ہے اسپر غور و فکر و عمل درآمد ہونا چاہیے۔ والسلام

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

حبیبی و مخلصی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کثر اللہ تعالیٰ امثالکم فینا از خادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی ہدیہ تسلیم پذیرا فرمایند اما بعد دعائے حزب البحر کے متعلق جو حضرت نے استفسار فرمایا ہے اس کا جواب مشرح بہ تفصیل ذیل ہے مگر پہلے یہ ضرور خیال شریف میں رہے کہ کسی

شخص کی تالیف کردہ دعا ہمارے مشائخوں میں داخلِ حزب و وظیفہ نہیں ہو سکتی جب تک وہ انوارِ سنتِ محمدیہ سے منور نہ ہو لے۔ مگر ہمارے یہاں انوارِ سنت محض محدثین کی اسنادِ ظاہری و عنعنہ پر منحصر نہیں بلکہ الہامی وجدانیات اور روحانیت نبویہ و ارشادِ کشفیہ محمدیہ سے بھی بجنسہٖ یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہیگا پس مجموعہ دلائل الخیرات و حرزِ یمانی و اورادِ فتحیہ و دعائے حزب البحر وغیرہا یہ سب ایک قسم کے ماثورہ ورد ہیں کسی کو روحانیت سے پایا کسی کو اپنے ذوق و شوق میں ادا کیا اور روحانیت اقدس سے منظور کرا لیا۔ کسی کو الہام و واردات سے اخذ کیا اور جیسے محدثین کے جمع کردہ دعاؤں میں سند کی ضرورت ہے مشائخوں کی روحانی ماثورہ دعاؤں میں بھی سند کی ضرورت ہے اسی لئے ان حضرات میں اجازت و شجرہ کا معمول ہے اور جس طرح محدثین کے جمع کردہ دعاؤں میں بوجہ بُعدِ زمانہ و قلتِ حفظ وغیرہا کچھ اختلاف الفاظ وغیرہ کا یا کمی و بیشی بعضے جملات کی ہوتی ہے اسی طرح مشائخوں کے یہاں بھی کچھ اختلاف ہوتا ہے مگر مبصرین تطبیق یا ترجیح کی کوئی صورت ضرور نکال لیتے ہیں اس تمہید کے بعد اب خاص دعائے حزب البحر کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

حزب البحر

یہ وہ دعا ہے کہ حضرت سیدی ابوالحسن الشاذلی قدس اللہ سرہٗ و نفعہ جب سمندر میں جہاز پر سوار ہو کر حج کیلئے جا رہے تھے اور ہوا نے مخالفت کی۔ لوگ بیم و ہراس میں تھے اور مایوسی کا عالم تھا اس وقت

آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے اور حضور صلعم
نے آپکو یہ دعائے مبارک تلقین فرمائی آپ نے خود پڑھی اور لوگوں سے پڑھوائی
اسکی برکت سے ہوا موافق چلی اور سب لوگ منزل مقصود کو پہنچ گئے جہاز کا نصرانی
کپتان اور دیگر غیر مذاہب اشخاص اس کرامت سے مشرف باسلام ہوئے۔ یہ
قصہ عامہ کتب مناقب وسیر اور کشف الظنون جلد ا ص۳۲۳ میں بھی مختصر اور
مطول درج ہے۔ اس حزب کی تمام دعائیں باستثنائے تین دعاؤں کے قریب
قریب ماثورہ ہیں جنکا پتہ حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے علمائے ظاہر اپنی نکتہ چینی
سے کبھی نہیں چوکتے مصر کے علماء باوجودیکہ ان میں محققین ہمارے حضرت
سیدی کے حلقہ ارادت میں تھے مثل حضرت شیخ العلماء عزالدین بن عبدالسلام
اور ابن دقیق العید اور عبدالعظیم منذری محدث وغیرہم کے۔ پھر بھی دعائے
تسخیر وغیرہ کے متعلق حضرت سیدی پر لوگوں نے زبان اعتراض کھولے۔
حضرت نے اسکا جواب ان لفظوں میں دیا واللہ لقد اخذتہ من
فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرفاً بحرف یعنی یہ الفاظ میں نے
خود نہیں تراشے ہیں بلکہ ایک ایک حرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دہن مبارک سے لیا ہے (منن کبریٰ امام عبدالوہاب شعرانی جلد ا ص۲۲۳)
اس جواب کے بعد پھر کچھ بولنا محض گستاخی و بیباکی ہے۔ مصر میں
حضرت سیدی کے معتقدین اور خلفا نے اسکا ورد شروع کیا اجل خلفاؤں
میں آپ کے حضرت ابی العباس مرسی ہیں آپ بھی اس حزب کو بعد نماز
صبح وعصر پڑھا کرتے تھے (یہ فقیر محمد سلیمان بھی دونوں وقت پر مداوم ہے)

صحیح نسخہ دعا

حضرت شیخ عطاء اللہ الاسکندری المحدث خلیفہ حضرت ابی العباس المرسی نے اپنے حضرت اور اعلیحضرت کے احوال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام "لطائف المنن فی مناقب ابی العباس وشیخہ ابی الحسن" ہے وہ مصر میں چھپ بھی گئی ہے اسمیں یہ دعا اسی طرح ہے جسطرح میرا طریقہ ورد ہے ذرا بھی فرق نہیں ہے البتہ میرے ورد میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" زیادہ ہے اس میں نہیں ہے مگر ابن بطوطہ سیاح نے جو یاقوت العرشی خلیفہ خلیفہ حضرت سیدی سے نقل کیا ہے اس میں یہ حوقلہ بھی داخل ہے اسفار ابن بطوطہ دیکھ لیجئے۔ الغرض میں کہسکتا ہوں کہ ہمارا ورد بعینہ خلفائے خاص اور خلفاء کے خلفاء سے منقول اور اصل کے مطابق ہے پس اس کو تمام اختلافات ورد پر ترجیح ہے۔ علاوہ ازیں مجھے اس کی اجازت حضرت شیخ الشیوخ العالم حاجی امداد اللہ صاحب چشتی صابری مکی سے ہے اور حضرت موصوف نے حضرت سیدی کے خاندان کے خاص ایک بزرگ سید زین العابدین سے بمقام شہر مکہ اجازت حاصل کی تھی پس بمقتضائے اہل البیت ادری بما فیہ میں اس طریقہ ورد کو اور اختلافات پر ترجیح دونگا۔

اور بزرگوں نے یہ ادب بتایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی پر علیہ السلام کہنا چاہیے اسی لئے ہر نبی کے نام مبارک

سے بعد علیہ السلام ہے جیسا کہ دلائل الخیرات میں پڑھا جاتا ہے نسخہ لطائف المنن میں نہیں ہے مگر میں اپنے اس ادب و شوق پر مجبور ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علیحدہ سے ذکر کی ضرورت نہیں تمام حزب انھیں کا عطیہ انھیں کا فیض انھیں کا کرشمہ ہے سیدنا موسیٰ و سیدنا ابراہیم و سیدنا داؤد و سیدنا سلیمان علیہم السلام سب کو انھیں کے ذریعہ سے جانا ہے ؎

سر خیل توئی و جملہ خیل اند　　　مقصود توئی ہمہ طفیل اند

ظاہر میں ان کے نام کو لاؤ نہ لاؤ وہ تمہارے ہیں تم ان کے ہو دیکھنے والے تو عیسیٰ موسیٰ ابراہیم سب میں انھیں کو دیکھتے ہیں اور جہاں پاتے ہیں انھیں کو پاتے ہیں ؎

در جملہ جہاں دیدم فیضان محمدؐ را　　　دیدیم بہر ذرہ سریان محمدؐ را
در کسوت ہر زاہد در طاعت ہر عابد　　　دیدم ہمہ یکسر شایان محمدؐ را
اے نصر من زا احمد یک جان و دو قالب
دیدم ہمہ قالب یک جان محمدؐ را

اس مبارک حزب کے فوائد و برکات کیا ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے جس کی شان ہے اذا سئل بہ اجاب و اذا دعی بہ اعطی یہ مصائب سے بہترین بچاؤ ہے اور اس میں تفریج کروب ہے خود حضرت سیدی (ابو الحسن شاذلی) فرمایا کرتے تھے لو ذکر حزبی فی بغداد لما اخذت التتر اگر اہل بغداد میرے اس حزب کو پڑھا کیے ہوتے تو کبھی تاتار (ہلاکو) اسکو نہ لے سکتا اور

بلیسوں فوائد ہیں اور سیکڑوں برکات ہیں جو اس حزب کے مداومت کے
حسب صلاحیت شامل حال ہوتے ہیں مجھے بھی اسکا تجربہ و معائنہ و مشاہدہ
ہے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اعتصام و اختتام

اصل حزب میں داخل نہیں اور نہ قدما سے منقول ہے جب یہ ورد عملیات کی
صورت میں لایا گیا تو اس فن کی لوگوں نے اس میں یہ اضافہ کیا۔ میں
روزانہ اصل دعا پڑھتا ہوں مگر صفر کے مہینہ میں جب اسکی ادائے زکوٰۃ
کرتا ہوں تو اعتصام و اختتام بھی بمصلحت پڑھ لیتا ہوں اشارات جس طرح
میرے شیخ نے بتائے ہیں اسیطرح میں کیا کرتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ
یہ اصل صاحب دعا سے منقول ہے یا متاخرین نے بڑھایا ہے مگر اتنا ضرور
کہوں گا کہ یہ اشارات بیحد مفید ہیں اس سے ملاحظہ معانی جلد ہو جاتا ہے
اور تمام دعاؤں میں اصل ملاحظہ معانی ہے جو لوگ معانی سے بیخبر ہوتے ہیں وہ
فقط الفاظ کی برکت سے مشرف ہوتے ہیں معانی کے انوار ان سے بہت
دور رہتے ہیں آپ ماشاءاللہ اہل علم ہیں آپ کو معانی میں کیا تلقین کروں
آپ مجھ سے زیادہ اسمیں ادراک ہیں مگر یہاں چند اشارات کا ملاحظہ عرض کرنا
ضرور ہے وہ بزبانِ قلم غیر مناسب ہے بوقت ملاقات عرض کر دونگا البتہ
آپکو اجازت ہے آپ اسے داخل ورد کیجئے والاستاذ مجموعتی فی ثبتنا
الذی جمعتہ ولدی حسن وسنرسلہ الیکم انشاءاللہ تعالیٰ

والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام میاں عبدالمغنی صاحب (امروہہ)

عزیزم میاں عبدالمغنی رزقنا اللہ وایاکم حلاوۃ الایمان ونور العرفان
سلام علیکم امابعد خط تمہارا آیا احسن میاں کی علالت کا کہاں تک تردد و انتشار کروگے صبر و رضا سے کام لو اور ذکر و فکر میں مشغول رہو عزیزان ناگپور سے متواتر خطوط آتے ہیں اور علاج و معالجہ کے متعلق بہت کچھ باتیں لکھتے ہیں وہاں تمام عزیزان نے روزانہ ایک وقت معین تمام دعا کیلئے مقرر کیا ہے میں نے ان کی ہمدردی کی داد دی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر دے۔ مریدوں کو پیروں اور ان کی اولاد سے ایسا ہی لگاؤ ہونا چاہئے مگر اے عزیز تم نے یہ شعر بھی سنا ہوگا؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کچھ حکمت الٰہی یوں ہی ہے کہ میں مورد مصائب اور صدمات رہوں مگر جب ایک دروازہ بند کیا جاتا ہے تو دوسرا دروازہ کھول بھی دیا جاتا ہے مجھے ان مصائب کے ساتھ کشود بالائے کشود ہوتا جاتا ہے اور عجیب و غریب معارف و حقائق القا ہوتے رہتے ہیں والحمد للہ علیٰ ذالک افسوس کوئی کاتب لائق میرے پاس نہیں ورنہ نہایت مفید مضامین قلمبند ہوتے جاتے جو تم لوگوں کیلئے بہتر کارآمد ہوتے اب غالب کا ایک شعر سنو اور بس؎

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

امروہہ کے مقدمات میں تم کسی طرف نہ ہو اور دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر کر دے اور اہل حق کو فتح دے۔

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام حکیم میر دوست محمد صاحب

جامع الفضائل حکیم میر دوست محمد صاحب طال بقائکم

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ مکرر آپ کے خطوط نیازمندانہ پہنچا کئے سب کا مختصر جواب یہ ہے کہ اپنے کام میں لگے رہو اور خوب یاد رکھو مَنْ جَدَّ وَجَدَ مایوسی اس راہ میں ہرگز نہ ہونا چاہیئے فتح باب کا ایک وقت معین ہے ابھی آپ کیلئے وہ وقت نہیں آیا ہے مگر اس دروازہ پر اگر سر ٹیکتے رہیئے گا تو ضرور وہ دولت نصیب ہے اور اگر گھبرا کر بھاگ گئے تو معاذ اللہ حرمان ہی حرمان ہے اگلے بزرگوں کی حکایتیں ایسی بہت ہیں کہ وہ ایک مدت تک سرگرداں رہے مگر جب وقت آیا تو امید سے کہیں زیادہ پایا پس اے عزیزان لاتقنطوا ولاتیئسوا ہمت بلند رکھو اور دامن امید مضبوط پکڑے رہو اور جو عمدہ حال پیدا ہو اسے اپنی ریاضت و محنت کا ثمرہ نہ جانو بلکہ محض فضل الٰہی اور اسکا کرم نامتناہی سمجھو سنو! اس سال جب میں سیر بنگلور کو گیا تو چند خاندان مع زن و فرزند داخل سلسلہ ہوئے ایک ذی علم سوداگر کی بی بی اور ماں بھی داخل سلسلہ ہوئیں پڑھی لکھی عابدہ زاہدہ ہیں دو دن میں نے تمام اس گھر کے لوگوں کو توجہ دی مگر سب سے زیادہ متاثر یہی دو عورتیں ہوئیں اور ان کا ذوق و شوق تمام حلقہ میں متعدی ہوا

اور مجلس پر عجیب و غریب انوار مستولی ہو رہے تھے۔ میں نے ان عورتوں کو بھی
درود شریف کا شغل دونوں کو بتایا تھا۔ اللہ کی عجیب قدرت ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں اپنا
ایک عورتوں نے در عالم رؤیا کو دیکھا حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کے
مشرف ہوئیں اور حضور صلعم کو زیارت ہی لطف فرمایا۔ عشق محمدی میں یہ
دونوں عورتیں سرشار ہیں ان کے خطوط میرے پاس آتے ہیں ایک نے لکھا ہے کہ
میں تو ہر دم حضور صلعم کے سامنے ہوں۔ سبحان اللہ کیا ذرہ نوازی ہے اور عجیب
قدرت ہے کہ مردوں کو باوجود علم و فضل اب تک شغل درود نہ ملا اور عورتوں نے
گنج مقصود پایا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ عزیزم مولوی عبدالغفور اور
ان کے والد اور بھائی باوجود دولتمندی اور کاروبار تجارت وظائف و اوراد کے بہت
ہی پابند ہیں مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ لوگ بھی رفتہ رفتہ ترقی پاتے رہیں گے۔
اے برادر میں اپنے اعمال و افعال کو دیکھتا ہوں تو بالکل سیاہ ہی نظر آتا ہے
سواد فی سواد۔ مگر تم عزیزوں کو جو اللہ کا نام بتایا ہے ممکن ہے کہ اسکے انعکاس
تجلی سے یہ ہماری سیاہی سفیدی سے بدل جائے اور تمہیں لوگ میرے ذریعہ مغفرت ہو

ع دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں ، گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

مخدومی حضرت خواجہ حسن نظامی کثر اللہ امثالکم فینا   بعد تحیۃ سلام
دعا مدعا یہ ہے کہ روح افزا نامہ موصول ہوا۔ آپ اجازت نامہ فقیر کو داخل کتاب
فرمایئے ع   دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں ، گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

مگر جب آپ کتاب مرتب فرمائیں تو اسمیں حضرت سیدی ابوالحسن علی ابن عبداللہ الشاذلی کا کچھ احوال بھی قلمبند فرمائیں ان کے مقدس حالات و سلسلے میں بعض باتیں نہایت عجیب و غریب ہیں۔ یہ بزرگ سادات بنی الحسن سے ہیں ان کے آبا و اجداد کا مولد و منشا مغرب اقصیٰ (مراکش) ہے مگر حضرت سید مغرب سے نکلکر تونس میں قیام پذیر ہوئے۔ اور علم و فضل و عرفانی دولت یہیں پائی حضرت عبدالسلام بن مشیش انکے مرشد ہیں اور حضرت موصوف کا طریقہ تمام طرق سے علیحدہ ہو کر حضرت جابر جعفی سے ملتا ہے اور وہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کیطرف منسوب ہیں عن ابیہ سیدنا علی عن سیدنا النبی صلعم اور یہ حضرت جابر جعفی وہ ہیں کہ محدثین انپر تشیع وغیرہ کی جرح کرتے ہیں۔ یہ اور بھی اس سلسلہ کے اتصال کی دلیل ہے اسلئے کہ اکثر خدام و موالی مرتضوی پر تشیع کی جرح کیجاتی ہے حضرت سید کی ظاہری آنکھیں نہ تھیں حضرت سید ایک مدت تک تونس میں رہے پھر وہاں سے اخراج پر مجبور ہوئے اور مصر میں جلوہ افروز ہوئے یہاں اسکندریہ۔ قاہرہ صحراے عیذاب انکے عرفانی انوار سے تاباں ہو گیا۔ حرمین شریفین و یمن میں ان کا غلغلہ بلند ہوا۔ مصر کے اکابر علما عرفان کے حلقہ ارادت میں آئے۔ ہندوستان میں وہ زمانہ حضرت خواجہ غریب نواز۔ و حضرت قطب الاقطاب و حضرت بابا فرید شکر گنج قدست اسرارہم کا تھا اسلئے کہ حضرت سید ۵۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا کئی صدی تک مصر و مغرب میں یہ سلسلہ جاری تھا اس سلسلہ میں اکابر فقہا اور محدثین گذرے ہیں اور حضرت سید اور ان کے خلفا نے حقائق و معارف علوم ربانی بہت بیان فرمائے ہیں اور لوگوں نے اس سے بیشمار فائدے اٹھائے ہیں

حضرت سید ابو الحسن شاذلی امام التصوف ہیں آپ نہایت ہی محقق اور مجتہد اور دوشن رکھتے تھے وہ اپنے مریدین کو کسی شیخ کے پاس طالب ہونے سے روکتے نہ تھے بلکہ فرماتے تھے نحن لا نقبلنا علیٰ مریدنا انہ لا یجتمع لغیرنا فانہ لو لم ان وجدت منہلا اعذب من منہلنا فعلیک بہ حضرت ابو العباس مرسی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سب شیوخ زمانہ کے یہاں سیرابی کیلئے جاتے تھے مگر حضرت سید کے چشمہ شیریں کے سوا کہیں سیرابی نہ ہوتی تھی حضرت سید کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ میرا طریقہ عرفان اہل مشرق و اہل مغرب سے بالکل علیحدہ ہی ہمارے یہاں شجرہ و سند کی ضرورت نہیں یہاں محض موہبت ہے اور جذبہ الٰہی ہے اور آنحضرت صلعم فقط ہمارے مربی ہیں جو کچھ پایا انہیں سے پایا۔ کبھی فرماتے کہ عبد السلام بن مشیش میرا ابتدائی مربی تھا اب ہم اور ہی دریاؤں سے سیراب ہوتے ہیں حضرت سید نے پیشینگوئی فرمائی تھی کہ میرے پانچ واسطوں میں میرے طریقہ کا ایک اور آفتاب عالمتاب ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت سیدی شیخ محمد حنفی شاذلی کا زمانہ آیا انکے تصرفات و کرامت نے بھی عام احاطت پیدا کی اور قطب و غوث کہلاتے تھے مگر جیسے ہندوستان میں حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد رحمۃ اللہ علیہ کثیر الدعاوی گذرے ہیں اور بعض نکات و معارف میں منفرد ہیں یہ بزرگ بھی اسی طرح ہیں یہ حضرت غوث الثقلین سے حضرت شاذلی کا درجہ زیادہ بتاتے ہیں اور اسپر کفایت نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ عبد القادر ہوتے تو میرا ادب کرتے یہ اقوال بلا تردید امام شعرانی نے طبقات کبری میں نقل کئے ہیں جہاں تک مقامات اولیا میں ہم لوگوں کو دخل نہ دینا چاہیے۔ البتہ جمہور کے خلاف کسی بزرگ کا کوئی مکشوف ہو تو واجب التاویل ہے مگر اسکی عظمت و جلالت میں کوئی فرق نہیں حضرت علی وفا مصری بن محمد وفا مصری جو اکابر اس طریقہ علیہ

شاذلیہ کے گذرے ہیں وہ اپنے والد قطب زمانہ سیدی محمد وفا کی نسبت فرماتے ہیں سیدی و والدی صاحب الختم الاعظم فالشاذلی وجمیع الاولیاء من جنود مملکتہ فھو یحکم ولا یحکم علیہ فی سائر البلاد والاثر فلا یقال لنا لم لا تقرؤن حزب الشاذلی لانکم من اتباعہ۔ امام شعرانی یہاں پر کچھ بولے اور یوں کہا کہ مدعی ختم ولایت محمدیہ تو ایک جماعت صادق الاحوال گذری ہے لیکن میرے نزدیک ہر زمانہ میں ایک خاتم ہوتا ہے جیسے ہر ولی کیلئے ایک خضر ہے واللہ اعلم بالصواب طبقات کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ میرے مخدوم خواجہ۔ میں اصل بحث سے دور چلا گیا اس لئے اسیقدر پر کفایت کرتا ہوں مگر اتنا اور بھی کہنا چاہتا ہوں کہ قدما میں شاذ و نادر اور متاخرین اولیا میں بکثرت دعاوی اور اسمیں تفرد پائیگا مگر اسوجہ سے انکی بزرگی و عظمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ پیرزادے عموماً جب اپنے اسلاف کیخلاف کسی بزرگ کا قول سنتے ہیں تو فقط تعجب و سکوت ہی سے کام نہیں لیتے بلکہ طعن و تشنیع کی نوبت پہنچ جاتی ہے یہ انکی کم علمی و قلت نظر کا سبب ہے ہاں یہ خدا کا ہزار شکر ہے کہ ہمارے سلسلہ سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگان اپنے معارف و حقائق کے ضبط پر ہمیشہ قابو رکھا کئے اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی تک کبھی کسی بزرگ کی زبان مبارک سے ایسے کلمات سرزد نہ ہوئے جس سے جماعت صوفیہ میں اختلاف کی گنجایش ہو معارف توحید بھی بالکل پردہ خفا میں تھا۔ الا لاھلہ وھو بلسان القلب لا بلسان القلم۔ میرے مخدوم میں اسی روش کو اسلم سمجھتا ہوں اور کشف و الہام کا ڈھول بجانا یا اپنے مدرکات و معارف کے تداعی بالکل اپنے پیران کی روش کیخلاف سمجھتا ہوں میں جناب کیلئے بھی سنوسیہ و شاذلیہ روش

بہتر اپنی قدیم چشتیہ روش کو سمجھتا ہوں جسکا پہلا قدم سوز و گداز و عشق و وجد و سوختگی ہی
پھر سوختگی کے بعد ایک ابدی زندگی ہی جہاں چشم بصیرت سب کچھ دیکھتی ہی مگر زبان
اسے ادا نہیں کر سکتی اس کے لیے الفاظ نہیں۔ میں نہیں کہتا کہ یہ سوز و گداز
دوسرے طرق میں نہیں۔ ضرور ہیں مگر ؎
شمع کی بیقراری کو کہاں پاتا ہی پروانہ کہ لرزنا چپکے رہنا سر کٹانا صاف جل جانا
اور یہ بھی کہونگا کہ ہندوستان میں قادریہ ہوں یا سہروردیہ یا نقشبندیہ جنمیں وجد و
سوز و گداز ہی وہ ہمارے ہی چشتیہ کا انعکاس ہی چاہی انکو اسکا درک ہو یا نہ ہو یہ ہمارے
ہی حضرت کی شان ہے ؎ سوختم خود را و طرز سوختن ؛ شمع را پروانہ را آموختم
میں اس خط کو ابھی ختم نہ کرتا۔ مگر حسن میاں کو ضعف بہت آگیا ہی اور وہ اپنے
بستر ناتوانی پر کراہتے ہیں مگر خدا کا ہزار شکر ہی کہ وہ ایک آن بھی غافل نہیں۔ لو
لگی ہوئی ہی۔ والسّلام
میرے مخلصین بالخصوص بھیّا احسان صاحب اور سب اور سید مولوی صاحب کو نیاز مندانہ
میری جانب سے سلام فرمائیے محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی حکیم سید عبد الحئی صاحب گولہ گنج لکھنؤ

محبی مشفقی زید کرمکم۔ بعد سلام مسنون مدعا یہ ہی کہ
آج آپ کے لائق عزیز حسن میاں نے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مجھے
فقط نوجوان فرزند کے گم ہونیکا صدمہ نہیں ہی بلکہ روح فرسا صدمہ تو یہ ہی کہ علمی
یادگار میرے خاندان سے کھو گئی۔ اور میں آج علمی دنیا سے گم ہوتا ہوں مگر ان
سب صدمات کیساتھ میں اپنے مولا کا شکر کرتا ہوں کہ مرحوم کو باوجود شدت مرض ایک

آن بھی غفلت نہ ہوئی اور نہایت مردانہ وار عین اداۓ نماز مغرب میں سورہ فاتحہ ختم
کر کے آمین کہی اور روح پرواز کی۔ اس سے قبل وہ بار بار کہتے السلام علیکم۔ شاید
ملائکہ یا ارواح طیبہ کو دیکھتے تھے پھر اسوقت یہ بھی کہا "کشتی نجات یہ ہے" پھر کہا کہ
نظام المشائخ لاؤ اور دکھلاؤ پھر کہا کہ امام حسن و امام حسین (علیہما السلام) ہیں واہ کیا شان
اہل بیت ہے یہ باتیں اسلئے کہیں کہ وہ زبدۃ المقامات سے یہ واقعہ اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ
حضرت شیخ عبد الاحدؒ والد ماجد حضرت مجدد قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت
حسن خاتمہ کیلئے معین ہوتی ہے حضرت نے نزع کیوقت یہ قول انکا انکو یاد دلایا تھا انھوں
نے فرمایا کہ ہاں میں اسکا اثر پاتا ہوں مرحوم حسن میاں نے اپنے زمانہ توسط بیماری میں
یہ دیکھا کہ قوال یہ شعر پڑھتا ہے اور مجھکو میرے پیر نے توجہ دی اور مجھے شدید وجد ہے

ہر دم ز تو بر سینہ صد داغ جفا خواہم
یا درد تو خود دارم حاشا کہ دوا خواہم

یہ شعر حضرت جامی کا ہے مرحوم اس واقعہ کے بعد سے کبھی اپنی صحت کی امید نہیں کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ "میں بہت دنوں سے تیار ہوں" حضرت مولانا کے ملفوظات مولفہ نوریہ
صاحب چھپکر آگیا۔ اسے اکثر دیکھکر پڑھا کرتے اور بہت لذت اٹھاتے۔ پھر مجھ سے کہا کہ مجھے
حضرت مولانا کے طریقہ کی اجازت دیجئے میں نے انکو اجازت دی پھر انھوں نے یہ کہا کہ
خواب میں حضرت مولانا کے تمام پیران سلاسل کے نام اپنے بدن پر منقوش پاتا ہوں
اور حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ کا سلسلہ اپنے سینہ پر منقش پاتا ہوں۔ ایک پسلی پر میرے
حضرت سید اجمل بہرائچی کا نام ہے الغرض اسی طرح بہت سے ایسے واقعات بہت ظہور پذیر
ہوا کئے میرا انکو مرحوم سے بڑی محبت تھی امید ہے کہ اس محبت کے واسطے دعا فرمائینگے اور اپنی تقصیر
بے نوا کیلئے بھی اللہ سے چاہیں گے مرحوم نے [illegible] سیرت نبوی کے لکھنے

کیلئے انھوں نے کافی ذخیرہ کتابوں کا اور روایات کا جمع کیا تھا افسوس ہے کہ اب وہ سب بیکار ہو گیا مرحوم نے اپنی بیش بہا تصنیفات اور ایک سات مہینہ کا بچہ چھوڑا ہے۔ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام عزیزم مولوی شاہ ابو محمد عبدالحی صاحب (حیدرآباد دکن)

مخلص عزیز وعلیکم السلام۔ مکرر خطوط آپ کے آئے حسن میاں مرحوم کی علالت میں اسقدر مصروفی تھی کہ موقع تحریر جواب نہ ملا۔ اب چار پانچ دن ہوتے ہیں کہ مرحوم نے انتقال کیا سویم سے بھی فراغت ہو گئی آپ جانتے ہیں کہ طلب الکل فوت الکل اسلئے مختلف اعمال و وظائف کا خیال نہ کیجئے میں نے جسقدر آپ کو پہلے خطوط میں لکھدیا ہے اسی پر دوام کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اسمیں جب وقت آئیگا برکت نصیب کریگا اور حزب البحر کو باعث افلاس سمجھنا بدترین بدعقیدگی اور سخت گستاخی ہے علاوہ اسکے خیالات پر اگر اپنی عقیدت کا مدار رکھئے گا تو بجز خسران مبین کے اور کیا ہاتھ آئیگا اعاذنا اللہ منہ۔ اے عزیز جبتک کسی امر میں یکسوئی نہو اور قلب سیماب وار منتشر ہے تو فلاح و نجاح سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے اسی لئے بار بار میں آپکو لکھتا ہوں کہ یکسوئی پیدا کرو اور وتبتل الیہ تبتیلا پر عملدرآمد کرو اور شب کو بعد نماز تہجد خداوند کے حضور میں اپنے اطمینان قلب کیلئے گریہ وزاری کیساتھ دعا کیجئے اور یا مفتح الابواب افتح علینا الباب پچیس بار معنی کے خیال کیساتھ پڑھا کیجئے۔ والسلام

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام نواب وقار الملک بہادر (امروہہ)

عالیجناب نواب صاحب۔ بعد سلام مسنون مدعا یہ ہے کہ گرامی نامہ

تعزیت مرحوم حسن میاں پہونچا آپکی اس اظہار ہمدردی کا ممنون و مشکور ہوں میں بحمد اللہ صابر ہوں اور ان اللہ مع الصابرین سے حصہ لینا چاہتا ہوں بمقتضائے بشریت اس صدمہ کا اثر گو میرے قوائے جسمانی پر پڑے مگر انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرے جذبات جو ملک و ملت کیساتھ تھیں فرائض کم نہ ہوں گے اور میری خدمتگذاری بدستور قائم رہیگی ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

میرے مکرم میر لائق نوجوان فرزند نوجوانان اہل بیتؓ علی اکبرؓ و قاسمؓ فرزندان سید اشباب اہل الجنۃ الحسن و الحسین سے بڑھکر نہیں ہو سکتا پھر جب وہاں صبر سے کام لیا گیا تو پھر ہم کیوں نہ انکی اتباع کریں بقول جناب نواب صاحب ـ حضرت صدیق اکبرؓ کا وہ خطبہ جسمیں یہ آیۂ شریفہ اکثر تلاوت کی تھی ہر دم میرے پیش نظر ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ـ بس آپ دعا فرمائیں کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ایسے مواقع پر حضرت پر آپکو ثابت قدم رکھا ہے مجھے بھی ثابت قدم رکھے اور جسطرح حریت اور کمال دیانت سے آپنے کام لیا ہے اس فقیر بے نوا سے بھی اسیطرح تمام کام انجام پائیں ـ

والسلام
محمد سلیمان ـ قادری چشتی

(جواب خطوط تعزیت حسن میاں مرحوم)

میرے محبان و عزیزان ـ بعد سلام مسنون مدعا یہ ہے کہ تعزیت نامہ مرحوم حسن میاں صدہا آئے ہیں اور ابھی سلسلہ منقطع نہیں ہے ہر کسی کو علیحدہ علیحدہ جواب دینا بالخصوص اس ماہ مبارک ماہ صیام میں مجھ ایسے بیدست و پا سے مشکل امر ہے اسلئے میں اپنے احباب و عزیزان کی ہمدردی کے شکریہ میں یہ مضمون پیش کرتا ہوں اور خدا سے امید ہے کہ یہ دوستوں کیلئے ہمیشہ یہ مفید ہوگا ـ دنیا عیش و راحت رنج و غم کا مجموعہ ہے ہم زندہ کو یہ قطعی

فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ایکدن موت ضرور آئیگی اور اس سے چھٹکارہ نہیں ولو کنتم
فی بروج مشیدۃ کہ تم کہیں رہو موت تمکو ضرور پکڑیگی چاہے تم مضبوط قلعوں ہی
میں کیوں نہ ہو کب آئیگی کہاں آئیگی قطعی طور سے اسے کوئی بتا نہیں سکتا ما تدری
نفس بای ارض تموت (کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پہ مریگا)

انسان اس قدر خویش پرست اور راحت طلب ہے کہ وہ دوسرے پہلو کو بالکل
نظر انداز کر دیتا ہے اور موت کو آنیوالی شے سمجھتا ہی نہیں اور اگر سمجھا بھی تو اسے بہت
ہی دور سمجھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس خیر امت کو بار بار تنبیہ کی اور بتایا کہ ایسے
فہمیدہ امت تجھے غافل نہ ہونا چاہیئے کل نفس ذائقۃ الموت (ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا
ضرور ہے) اور کل من علیہا فان (روے زمین کی سب چیزوں کو فنا ہے) انبیاء و رسل
کی پاک روحانیت اور تقدس کی وجہ سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ وہ شاید ہمیشہ کو باقی
رہیں اور موت ان کے پاس نہ پھٹکے وہ وہم و گمان یوں مٹایا گیا کہ خاص رسول سے
خطاب ہوا انک میت و انھم میتون یعنی اے رسول تمہیں بھی موت ہوگی
اور ان لوگوں کو بھی۔ پھر یہ شبہ ہوتا تھا کہ رسول اگر اٹھ گئے اور انھیں بھی
موت نے نہ چھوڑا تو نظام عالم شرع درہم برہم ہو جائیگا اور تمام قواے دینی بیکس
ہو جائیں گے لیس یہ شبہ یوں دفع کیا گیا کہ شرع و دین اللہ ہی کی طرف سے ہے
وللہ الدین الخالص یعنی دین خالص کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ اور وہ حی لا یموت
ہے پھر کیوں نظام شرع بگڑیگا اور دین و اسلام کو کیوں موت ہوگی اسکا مالک
اصلی وہ قادر مطلق ہے کہ الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم یعنی وہ زندہ
توانا کہ جسے نہ تو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ رسول کو فقط ابلاغ و تبلیغ و انذار و تنذیر

تعلق ہے نہ کسی چیز کی حیات و ممات سے انما علی رسولنا البلاغ المبین ط یعنی میرے رسول کے ذمہ فقط میری باتوں کو صاف طرح سے پہنچا دینا ہے پھر سب رسولوں سے ممتاز حضور صلعم ہیں اس لیے خاص انکا نام لیکر تمام مضامین گذشتہ کی پوری فہمائش کیگئی اور امت محمدیہ سے یوں خطاب کیا گیا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول آئے اور گئے تو کیا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اپنی قدیم جاہلانہ روش پر لوٹ جاؤ گے

اے عزیزو

ان آیات و نصوص کے بعد کیا کوئی ابدی زندگی کی تمنا کر سکتا ہے یا اپنے کسی عزیز یا بزرگ کا دنیا میں ہمیشہ رہنا خیال کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر میں کیونکر اپنے عزیز مرحوم حسن کیلئے امیدوار ہو سکتا تھا۔ اب رہا اسکی سعادتمندی و علم و فضل و نوجوانی کا مسئلہ بیشک یہ ایک روح فرسا امر ہے مگر یہ بھی کوئی نئی بات نہیں اور نہ یہ قانون نہیں کہ عذر روا رکھا جائے یا زبان شکوہ دراز کیا جائے جس گھر سے مجھے شرف ہے وہاں سے سنیئے۔ حضرت علی اکبر و حضرت قاسم نوجوانان اہل بیت و فرزندان حسن و حسین سید اشباب اہل الجنۃ کیسی اٹھتی جوانی میں چل بسے اور موت سے بغیر دبئیر نہ بنکر اسکا ہو چکیں لیا اب غور کرو میرا بیٹا یا کسی کا فرزند ہو بلتے حضرت علی اکبر شبیہ پیغمبر سا علم و فضل و کمال اور قرب رسول ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پھر اپنے نوجوان فرزند کو کوئی روئے تو کیا روئے جو وہاں میرے بزرگوں نے کیا وہ مجھے یہاں چاہیئے ورنہ فبھدا ہم اقتدا کا سے میرا کوئی حصہ باقی نہ رہیگا اور دعوی تمسک ثقلین کتاب اللہ

دعمتریت محض غلط ثابت ہوگا پس اے عزیزو ایسے مصائب میں ثابت قدم رہنا اسلام
کی اہم تعلیم ہے اور اسی ثابت قدمی کی بدولت انکو صابر کا خطاب دیا گیا اور بشارت
کے مستحق قرار پائے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ مگر انا للہ کا زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ
اس کے معنی کا مراقبہ اور اس کے مضمون کی تصدیق قلبی۔ یعنی ہم سب لوگ خدا کی
ملک ہیں اور وہ اپنی ملک میں جو چاہے تصرف کرے اس جسم میں اسی کی دی ہوئی
جان ہے وہ جب چاہے اس جان کو اپنی طرف لوٹا لے ضرور اسکی طرف لوٹنا
ہی ہوگا —

ان معانی کے ملاحظہ کے بعد کیسا جزع و فزع اور کہاں کا غم و الم
سب ہوا ہو جائے گا پھر وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوگا کہ ان اللہ مع الصابرین
یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ خدا کی معیت ضروری ہے یعنی اسکا فضل و کرم
شامل حال صابرین ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے
اے عزیزو مرنا تو ضروری ہے مگر ہمیں کس طرح مرنا چاہئے اللہ تعالیٰ
نے خود بتلا دیا — "لا تموتن الا وانتم مسلمون"
یعنی مرو تو مسلمان ہی مرو۔ بیماری میں دکھ میں اسلامی اخلاق نہ کھو بیٹھو
مردانہ وار جان کو جان آفریں کے سپرد کرو اور تکلیف میں صبر کرو تو ایسے
ہو گے۔ میں اس غم کی داستان کے آخری حصہ سے بیحد خوش ہوں یعنی میرا
مرحوم فرزند حسن میاں نہایت ہی مردانہ وار سچا مسلمان مرا —
سات ماہ کی علالت میں کبھی ایک وقت کی نماز بھی ناغہ نہ ہوئی —

باوجودیکہ تپ دق میں مبتلا تھا مگر غصّہ کا نہایت متحمل رہا۔ کسی کا حق اپنے ذمہ باقی نہ رکھا اسلامی ہمدردی ایسی کہ جب میں لاہور سے واپس آیا اور ان کو خون تھوکتے دیکھا تو رونے لگا وہ مجھ سے کہنے لگے کہ ہائے بلقان میں سیکڑوں بچے یتیم اور بہتیری عورتیں بیوہ اور ہزارہا نوجوان خاک و خون میں غلطاں۔ یہ اسلامی عمومی ماتم میرے ماتم سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا کرے میری ایک جان ہی کیا ؎

مکن اے صبا مشوش سر زلف آں پری را　　کہ ہزار جان حافظ بفدائے تار موئے

ایڈریانوپل میں جب ترک داخل ہوئے اور مرحوم کو اسکی خبر ہوئی تو کہنے لگے میرے لئے دنیا کی آخری خوشی یہ مرنے سے دو ایک روز پہلے انھیں استغراق ہو جاتا تھا اسی حالت میں کہا "السّلام علیکم" لوگوں نے کہا کہ آپ کیسے سلام کرتے ہیں کہا "امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہیں اور یہ کشتی نجات ہے" واہ کیا شان اہل بیت ہے پھر تیمم کیا اور نماز مغرب میں مصروف ہوئے سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھا اور آمین کہا۔ اسی دم روح پرواز کی سبحان اللہ! لاتموتن الا وانتم مسلمون اسے کہتے ہیں۔ میں نے قطعہ تاریخ میں اس واقعہ کو لکھ دیا ہے وھو ھذا

قطعہ تاریخ

حسنؑ عاشقِ سید المرسلین — غلامِ علیؑ و حسینؑ و حسنؑ
دمِ مرگ میگفت یا مرحبا — سلام علیک از منِ پُر محن
بہ پرسیدم از وے باکیست این — سلام و کلام اے عزیز زمن
بگفتا بہ بیں شان آلِ رسولؐ — کہ اینک دریںجا حسینؑ حسنؑ
ہمی گفت و مشغول شد در نماز — پس از فاتحہ جاں بروں شد ز تن

ازیں واقعہ سال تاریخ اوست
بہ پیشِ حسنؑ رفت میاں حسن

مرحوم کی عمر ۲۳ سال دو ماہ ہوئی دوسری شادی کو ان کے ڈیڑھ برس ہوا۔ آٹھ ماہ کا ایک بچہ "حسن مثنیٰ" نامی اپنی یادگار چھوڑا ہے اور علمی یادگار کا ایک ذخیرہ چھوڑا ہے۔

عشق آنست کزو نام و نشانم باقیست — گرچہ فانی شدہ ام ذکر و بیانم باقیست

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام جناب معین المہام ناظم امور مذہبیہ (حیدرآباد دکن)

مولانا انوار اللہ صاحب خاں بہادر

جامع المناقب والفضائل مخدومی اخی مولانا انوار اللہ صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائکم۔ از خادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی ہدیہ تسلیم پذیرا فرمایند

اما بعد

غم فرزند نوجوان اور وہ بھی کیسا فرزند کہ فخر خلف و نمونہ سلف ہو۔ بیشک قلب کو

پردہ کرسکتا ہے اور نور بصارت کیساتھ نور بصیرت بھی کھو سکتا ہے۔ مگر مخدوما آپ خاطر جمع رہیں آپ بزرگوں کے فیض صحبت سے اُس درجہ تک پہونچ گیا ہوں کہ ؎

در دلِ ما غمِ دنیا غمِ معشوق بود　　　باده گر خام بود پختہ کند شیشۂ ما

الحمدللہ کہ باوجود فراخی و وسعت اب اس دل میں انوار عرفانی کے سوا کسی کی گنجائش نہیں اور اگر خدانخواستہ آبھی جائے تو اس کا استحالہ انھیں عرفانی انوار سے ہوجائے گا۔ فلا ابالی۔

والسّلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام جناب خواجہ صاحب

میرے مخدوم خواجہ کثّر اللہ امثالکم فینا

ازخادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی بعد تسلیم پذیرا فرمایند

امابعد

آج مجموعہ دعاے حزب البحر دیکھا از اوّل تا آخر سب پڑھا ابتدا و انتہا اس کی نہایت ہی معقول انداز سے ہے۔

آپ کے تمام تالیفات میں یہ بہترین تالیف ہے عالمانہ محققانہ صوفیانہ درویشانہ پہلو اسکا نہایت ہی قابل قدر ہے اور عاملوں کو اس سے بہت بڑی آسانی ہوگی جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

مگر افسوس ہے کہ اصل حزب البحر کا ترجمہ اردو زیر سطور عربی نہ کردیا گیا ورنہ نہایت ہی آسانی ہوجاتی ہے۔ حاشیہ پر جو آپ نے ششدنا اور ممدنا کی بحث

لکھی ہے وہ بہت ناکافی ہے میں اسے عرض کئے دیتا ہوں قرآن شریف پڑھنے کیلئے سات قرأت متواتر ہیں جن کے آخری سلسلہ کے بزرگوں کو قراء سبعہ کہا جاتا ہے ہر قرأت سے قرآن پڑھنا جائز ہے مگر ہم ہندوستان کے مسلمان اکثر حفص کی قرأت پڑھتے ہیں حفص و کسائی و حمزہ اس آیۃ پاک میں سُدًّا بالفتح پڑھتے ہیں باقی چار قراء یہاں سُدًّا بالضم پڑھتے ہیں۔

حضرت سیدی ابوالحسن شاذلی بھی سُدًّا پڑھتے تھے بایں لحاظ عامل حزب کو سُدًّا ہی پڑھنا چاہئے۔

اور یہاں پر ایک نقطہ خاص ہے مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اس سے خواص بھی کمتر باخبر ہیں عوام کو کیا کہئے اور وہ یہ ہے کہ ان اعمال میں روحانیت ہے اور اس روحانیت کا تعلق مُلہَم بہ یعنی عامل اوّل کی روحانیت سے ہے عوام سمجھتے ہیں کہ جاذب رحمت و فیض و اجابت فقط مقدس الفاظ دعا ہیں اور خواص سمجھتے ہیں کہ الفاظ و معانی دونوں ملکر اجابت و قبولیت کو کھینچ لاتے ہیں اور اخص الخواص یوں سمجھتے ہیں کہ الفاظ اور معانی من حیث ما خرج من فم الملهم بہ بجذبات قلبیہ و سطوعات روحانیہ موثر ہوتی ہیں یعنی مقدس الفاظ و معانی جس کو القاء ہوتے ہیں اسکی پاک روحانیت میں جاکر رنگینی پیدا کرتی ہیں پھر اسکی پاک زبان سے وہ الفاظ جب ادا ہوئے اور قلبی جذبات صوت و صدا میں ظاہر ہوئے تو ملاء اعلیٰ سے رحمت و کرم و اجابت آگے بڑھ کر ملاقی ہوتے ہیں۔ اب ملہم بہ کے بعد جسکو اسکے جذبات قلبی سے مناسبت زیادہ ہوگی

اسکو اسی قدر تاثیر زیادہ ہوگی - اب مناسبت کیونکر پیدا ہو یہ کسی شیخ سے صحبت یافتہ پیر روشن ہو کم سے کم ابتدائی درجہ میں اس ملہم بہ کے حرکات و سکنات و اقوال و افعال کو اخذ کرے اور طرز و طریقہ کا ملازم رہے بالخصوص اس حزب و عمل کے ادا میں جو الفاظ جس طرح سے اسکی زبان سے نکلے تھے یہ بھی اسیطرح نکالے اگر سیدی کی زبان سے شدًّا ادا ہوا تھا تو یہ بھی شدًّا ادا کرے - انھوں نے جس مقام پر ہاتھوں کی حرکت دی یہ بھی اسی طرح حرکت دے جس قدر ان کے معمولات و مقروات و حرکات کی اتباع کریگا اسی قدر ان میں فنا ہوگا اور جسقدر فنا و مناسبت ہوگی اسی قدر جذب تاثیر و قرب اجابت ہوگا -

---

خود دعا میں نے یہ حزب البحر عجیب عجیب طرح سے پڑھی ہے اور عجیب و غریب فوائد حاصل کیئے ہیں مگر اصل شئے وہی مناسبت و فنا کو پایا - ابتدائے ورد میں فاتحہ خوانی کے ذریعہ سے فی الجملہ حضرت سیدیؒ کی جانب متوجہ رہتا تھا پھر زیادہ توجہ خود بخود پیدا ہوگئی بالخصوص زکوٰۃ و نصاب کے زمانہ میں پڑھنے کے وقت حضرت سیدیؒ میرے سامنے ہوتے تھے اور میں انکو یہ دعا حزب البحر سُناتا تھا اور وہ میری دعاؤں پر آمین فرماتے - پھر توسط کا زمانہ آیا اب پڑھنے میں یوں خبط ہوگیا کہ حضرت سیدی خود پڑھتے ہیں اور میں آمین کہتا جاتا ہوں اور ان کے قریب ہوتا جاتا ہوں - اور الفاظ کی ایک چادر سے حضرت سیدیؒ کے

ساتھ میں اس میں سمٹا جاتا ہوں۔
پھر انتہائی زمانہ آیا تو اب وہ ذوق و شوق بجز الفاظ و معانی کا خیال خود اپنے آپ کو سید ہی پاتا ہوں میرے ہی الفاظ ہیں میں ہی اسکے معانی ہوں مجھی سے نکلتے ہیں مجھی میں سماتے ہیں۔

دل از من دوستی از من وفا از من قرار از من
سر از من سجدہ از من عجز از من انکسار از من

مخدوما میرا وقت آخر ہے اب مجھے ہی چاہیے ع "دیکھنے والے دیکھیں ٹیلے کو سے"
ہاں ابتدا و توسط کے طریقہ و طرز میں حل مشکلات و حاجت روائی و کاربرآری خوب ہوتی ہے اور انتہا میں یہ سب خیالات فاسد ہوا ہو جاتے ہیں اب نہ یہاں کوئی مشکل ہے نہ مشکلکشا نہ حاجت ہے نہ حاجت روا ایک ہی ذات ہے اسی سے کار باقی سب بیکار۔ اب حزب البحر کیا ایک تماشا ہے؂

اے قدح تماشا کن کایں طرز طرب از من / خود گویم و خود رقصم خود چنگ و خود آوازم
خود عاشق و خود مستم دیوانہ جانبازم / خود جلوہ و معشوقم خود عشق فسوں سازم
مستے کہ ہست جہاں افزا از مستیم آگاہی / از بادہ خود مستم بر مستی خود نازم
در خلوت یکرنگی می نوشم و نوشانم / بر جلوہ خود نازم بے یار نہ انبازم
خود بادہ و خود جام خود میکدہ خود ساقی / خود پیر خراباتم با غیر نہ پردازم

؂ حزب البحر وہ ایک زمانہ میں کہ جہاز جہنا بحر احمر بحیرہ عرب وغیرہ تھا اگر آپ بہ بحر قدم رکھ
البحر جہاز علی دعا دانہ فی قدم ان الحوادث امواج وانہا د

اور دریا اب وہ دریا ہے کہ ۔

زدریا موج گوناگوں برآمد   زبیرنگی برنگ چوں برآمد

میرے مخدوم خواجہ ۔ میرے پاس جب ارباب حاجات کے خطوط حزب البحر سے استمداد کیلئے آتے ہیں تو میں اسکو اپنے روحانی فرزندان صوفی وصی الدین اور مولوی شریف اعظم کے پاس بھجوا دیتا ہوں لوگوں کو ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے مگر عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ یہ دونوں صاحب بھی تجلی کا وحدت میں ہوں گے اس لئے میں نے اس سال قاضی باقی شاہ وزیر آبادی کو یہ حزب البحر القاء کیا ہے لوگوں کا کام انھیں سے نکلیگا اور مولوی حافظ عبدالغنی عظیم آبادی مدرس مدرسہ قاسمیہ کلکتہ بھی اس حزب کے نہایت ہی مشتاق ہیں ۔

عرصہ چار برس کا ہوا کہ بمقام لکھنؤ حسن میاں مرحوم سے زکوٰۃ حزب البحر میں نے اسے حاجت روائی خلق کیلئے دلوایا اور بحالت زکوٰۃ میں ان پر توجہ بھی کرتا رہتا تھا مگر خدا کی قدرت کہ وہ اس نصاب سے اٹھے تو درود شریف کا ملاحظہ ان پر مستولی ہوگیا اور جمال محمدی نے انکو محو کر دیا یہ سب حضرت سید شاذلی کی غلام نوازی تھی کہ ایکدم میں آگے بڑھا دیا مگر پھر بھی مرحوم سے اس حزب البحر کے ذریعہ سے حاجت روائی خلق بخوبی ہوتی تھی ۔

آپ نے جہاں حکایتیں لکھی ہیں انمیں شاہ صاحب اور مولوی صاحب سے پھر صاحب بہادر کو جواب دینا عجیب و غریب قصہ ہے کاش آپ اسپر عمل کریں اور سیاسی امور سے علیحدگی

اختیار کریں تو البتہ مزا ہو ع "رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند"
میرے برادر امور سیاسی مادّہ اور مادّہ پرستی کا ثمرہ ہے اور تمہیں پاک منزّہ روحانیت کی ضرورت پھر یہ دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں ؎

حسن گر عشق نی ورزی چنیں بر جاں چہ می لرزی
کہ دریک دل نمی گنجد غمِ جاں و غمِ جاناں

وکیف ترجی لیلیٰ بعین تری بہا　　سواھا وما طھرتھا بالمدامع
وتلتذ منھا بالحدیث وقد جریٰ　　حدیث سواھا فی خروق المسامع
اجلک یا لیلیٰ عن العین انما　　اراک بقلب خاشع لک خاضع

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام جناب مولوی حافظ عبد الغنی صاحب کلکتہ

نورِ چشم من　　بعد سلام مسنون مدعا یہ ہے کہ تم نے اس شعر کا مطلب پوچھا تھا اسوقت علیٰ سبیل الاختصار بزبانِ قلم کچھ لکھے دیتا ہوں باقی عند التلاقی۔

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام　　ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

یہ شعر مثنوی شریف میں نہیں ہے مگر اپنی جگہ پر بہت ٹھیک ہے سنو اصل مقصد انسانی قربِ الٰہی ہے مگر یہ قرب کیونکر حاصل ہو این التراب واین رب الارباب پس ہمارے حضرات یوں بتاتے ہیں کہ اسماء و صفاتِ الٰہی کے ظلال ہیں اور ہر ظل کا ظل پھر اسکا ظل اور ظل ظل الیٰ غیر النہایۃ۔ پس سالک طالب کثرت

مجاہدہ کی قوت انوار اور جاذبہ شیخ کامل و مکمل کی پر زور طاقت کیساتھ قرب الٰہی اور سیر الی اللہ کیطرف متوجہ ہوا تو اس نے کسی صفت کے ظل میں اپنے کو فانی و مستہلک کیا پھر اس کے ظل میں پھر اسکے ظل میں یہانتک کہ ظل اقرب تک پہونچا مگر اس پہونچنے کی یہی صورت ہے کہ ایک ظل میں فانی و مستہلک پھر اسکی اصل کیساتھ باقی پھر اسمیں مستہلک اور اسکی اصل میں باقی غرض بیشمار قالب اس نے بدلا اور سبزہ کیطرح ظاہر ہوا پھر مٹا پھر ظاہر ہوا اسیکو یہ عارف کہتا ہے

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام   ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

اسکو تناسخ سے کچھ تعلق نہیں یہاں صفات الٰہیہ کے ظلال قالب ہیں اور تناسخ میں کالبد حیوانی و نباتی و جمادی قالب ہوتے ہیں شتان بینھما یہاں سیر الی اللہ ہے وہاں تناسخ میں سزا و جزائے اعمال۔ یہاں ایک ہی زندگی میں تبدیل قوالب ہیں اور تناسخ میں ایک زندگی کے بعد دوسری زندگی میں تبدیل قوالب۔ یہ کھلی بات ہے۔ تناسخ کے مسئلہ کی صورت جیسا کہ اس کے معتقدین کہتے ہیں وہ یہاں اس شعر میں بالکل پوشیدہ نہیں ہے۔

ہاں اب کچھ اور سنو۔ اے عزیز علت موجبہ قرب الٰہی فقط جذب ہی یعنی خدائی کشش کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے کبھی یہ جذب بلا واسطہ بھی ہوتا ہے۔ واللہ یجتبی الیہ من یشاء اور اس جذب کو اجتبا و اصطفا کہتے ہیں۔

مگر عموماً واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ :-

"وابتغوا الیہ الوسیلۃ" پس اس قرب الٰہی کے

دو ہی واسطے ہیں۔ ریاضات (عبادات صحیحہ) وصحبت شیخ کامل ومکمل اعبد
واللہ مخلصین سے برکات خلوص پیدا ہوں گے اور کونوا مع الصادقین
سے صدق وصفا۔

اگرچہ بعض طرق میں صحبت شیخ والقا وتوجہ مقدم ہے مگر ہماری روش
یہی ہے کہ طالب کو پہلے انوار عبادت سے منور ہونا چاہئے پھر جاذبہ شیخ
کلمۃ الحق بآسانی القا کر لیگا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی
انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق سیر آفاقی سیر انفسی پر مقدم
ہے انشاء اللہ عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ تم اسے خود بخود سمجھ جاؤ گے۔

والسلام
محمد سلیمان قادری چشتی

بنام یکے از مریداں

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے
کہ تم نے مجھ سے بیعت طریقہ کی ہے اس کے متعلق جو کچھ قصر سے پوچھنا ہو بے تکلف
استفسار کرو۔ میں نہ قانون پیشہ کوئی شخص ہوں اور نہ مستغنی الناس عوت کا
ڈاکٹر جیسا بار بار اپنے اہل و عیال کی بیماریاں اور شکایات سے کچھ تنگ آ جاتے
کیوں کہ ذکر کرنے کا اگر بیعت سے تمہارا مقصود کچھ ہے تو اچھا شوق سے کرو ذکر اذکار
اور پیری مریدی کی بیعت سمجھ رکھا ہے تو اس کی قدر کیا ہوگا ۔۔۔

غم دیں خور کہ غم غم دین است
غم دنیا مخور کہ بیہودہ است

حقیقی صحت قلب کی صحت ہے اور بیماری بھی قلب کی بیماری ہے۔

اس بیماری کی دوا اطمانیت ہے اور وہ اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو قلبی ہو یا لسانی فانّ الذکریٰ تنفع المؤمنین۔ والسّلام محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام صاحبزادہ مولوی شاہ محمد عزیز صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نورچشم من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ تمھارا خط اور کارڈ سب پہونچا۔ چونکہ کاتب نہیں ہے اس لئے جواب سے قاصر رہا۔ مرحوم حسن میاں کے انتقال سے ان مصائب کا سامنا ہوا واللّٰہ لقد عظمت الرزیۃ وجلت المصیبۃ علینا اسپر طرفہ یہ ہے کہ بصارت میں بہت ضعف ہوگیا ہے بہر حال اپنے مولا کا شکر کرتا ہوں "وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر"

اے عزیز! تمھارے انداز میں جوش و مستی بہت غالب ہے اور اپنی موقع پر یہ ہونا بھی چاہیے مگر آپ کے خطوط سے یہ بھی مترشح ہوا کہ مسائل وجودیہ کی طرف بھی تمھارا میلان ہے بیشک مقصود اصلی تو وہی ادراک حقیقت ہے مگر اسکا ایک زمانہ ہوتا ہے اور اس کے آثار ہیں۔ سالک پر جب انکشاف وحدت کا زمانہ آتا ہے تو مستی و جوش بالکل مفقود یا بہت ہی کم ہو جاتا ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے حضرت سید العلماء والعرفا مولانا احمدی قدس سرہ اپنے بعض مکاتیب میں فرماتے ہیں "ظاہر است کہ چندانکہ تعدد زیادہ تر جوش زیادہ تر و چندانکہ وحدت شہود تر استغراق غالب تر۔" پس اے عزیز حضرت شیخ ابن عربی وغیرہ کے اشعار سے ایک

لذت پیدا ہونا یا علمی تمہید سے اس وحدت کی لذت کو درک کرنا درحقیقت یہ انکشاف نہیں ہے بلکہ یہ بھی حجاب ہے ع "مغربی آمد حجاب راہ جانِ مغربی" ہمارے طریقہ میں اشغال درجہ بدرجہ اسی لئے رکھے گئے ہیں کہ اسکی مشاقی سے تھوڑا تھوڑا ادراک و مشاہدہ ہوتا ہے سب سے آخر شغل تفریہ ہے کہ تمام اشیا سے جو حقیقت میں مظاہر صفات ہیں تشخصات الگ و فانی و معدوم کردی پھر مشاہدہ ہی مشاہدہ ہے جس کو حضرت جامی فرماتے ہیں ؎

مغرور سخن مشو کہ توحید خدائی — واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

مگر یہ تفریہ کی مشاقی اور پھر اسکا ثمرہ کوئی آسان امر نہیں ہے مدتوں پاپڑ بیلنی پڑتی ہے۔ میاں شریف سلمہ اللہ تعالیٰ مدتوں سے ان مراقبات میں مستغرق ہیں مگر اس سال اب ان کو ادراک تجلیات شہودی ہوا ہے اور دیگر عزیزان وہی جوش وخروش و مستی و شغل درود تک لگے ہوئے ہیں اور اللّٰہ حاضری اللّٰہ ناظری کا مراقبہ مدتوں سے کرتے ہیں مگر ابھی تک جما نہیں حقیقت میں یہ فضل محض ہے یجتبی الیہ من یشاء۔

یہ تمہاری حالت و ادراک درحقیقت مشاہدہ حقہ نہیں ہے بلکہ محض مستی ہے اسکو عین مقصود و انتہائے طلب نہ سمجھ لینا چاہئے یہ علم الیقین ہے ابھی عین الیقین اور حق الیقین کے منازل تمھیں طے کرنے باقی ہیں جب تم کتب درسیہ سے فارغ ہو جاؤ گے تو اشغال و مراقبات کے زینہ سے درجہ بدرجہ اس قصر مقصود تک پہونچو گے۔ عجلت سے کام نہ لو۔

اس وحدت حقہ کے متعلق متقدمین و متاخرین کے صدہا اشعار عربی

تو فارسی مجھے کیا یاد ہیں ہر شخص ایک عجیب مثال پیش کرتا ہے اور اس میں تقرر کا دعویٰ ہے مگر وللہ المثل الاعلیٰ قال بعضہم ؎

قال صوفیۃ من الفقراء عمدۃ الصاعدین فی الخضراء
انما الخلق مظہر الباری ہو فی کل جنسہ ساری
انا القیت فیہ تمثیلا الصراط الدقیق تسہیلا
الیہ واحدا من الاحاد انہ خارج من الاعداد
وہو فی کلہن موجود وہو فی کلہن مشہود
فکذا اللہ خالق الاشیاء حاضر فی السماء والغبراء

وہو رب علا عن الامکان
لیس من جنس ہذہ الاکوان

اور وحدت شہود والے یوں بولے ؎

قال اہل الشہود تمثیلا قال اہل القلوب تسہیلا
ان ذا الکبریاء والقدم لیس من جنس ہذہ النسم
سالک سائر الی اللہ صاعد طائر الی اللہ
یتمنی فی جمالہ الاجلی یتجلی فی مثالہ الاعلیٰ
فیری انہ ہو اللہ ویری لیس ثمہ الا ہو
الحدید الخضیب فی النار مقتبس صبغۃ من النار
الا یقول انی انا النار فہو فی الادعاء مختار
لکن النار غیر ذی الخضب مالرب التراب والترب

نعرہ انا الحق و سبحانی اسی غلبۂ شہود میں ہوتا ہے۔ انکشاف وحدت یعنی حق الیقین میں قیل و قال کہاں؟ انا و انت و ہو اور یہ وہ کہاں وہاں سب فنا اور فنا کا خیال بھی فنا۔ ہاں اس مشاہدہ سے نزول کے بعد کچھ بولتا ہے ؎

از دیدہٗ خویش و دیگراں نیز | دیدیم ترا بہ جسم و جاں نیز
مستغرق تو ترا بہ بیند | بیرون جہاں و در جہاں نیز

مستغرق کا لفظ صاف کہتا ہے کہ جب تک استغراق نہیں یہ مشاہدہ نہیں اور استغراق میں جوش و وجد کہاں اگر ہو تو وہ استغراق نہیں۔ پیرزادے اور عام مشائخ اس مقام میں بہت مغلطہ میں پڑ جاتے ہیں اور توحیدی اشعار کے مواجید کو وہ مشاہدہ سمجھتے ہیں ؎

وکل یدعی وصلا للیلی | ولیلی لا تقر لھم بذاکا

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی محمد شریف صاحب

عزیزم محمد شریف سلمکم اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ تمہارا روح افزا نامہ مجھے ملا۔ مگر ایک مدت تک کشش و جذبات کا دور دورہ تھا اس لیے جواب تمہیں نہ دیا گیا اب دو چار دن سے تمہاری طرف کشش زیادہ پاتا ہوں اس لئے آج قلم ہاتھ میں ہے اور دل کی ترجمانی کر رہا ہوں۔

عزیز من مراقبہ اللّٰہما حاضری لکھنے سے جو تم کو ایک برقی تجلی اور فی الجملہ انکشاف وحدت ہوا اسکو بس غنیمت سمجھو آگے چلکر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پھر اس سے بھی زیادہ دیکھو گے جو دیکھو گے اور پاؤ گے جو پاؤ گے حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

ہے اصل وجود ایک باقی فانی اشکال کا ہے نام وجودِ ثانی

پانی سے بخار ابر بوندیں پھر برف گھلیا ہے جو برف پھر ہے پانی پانی

وجود حقیقی کی تشبیہ پانی سے بہت ہی بہتر ہے اس لئے کہ فرمایا گیا ہے وجعلنا من الماءِ کل شیئٍ حیا یعنی عالم اور اسکی ہر اشیاء کا حیات وجودی اسی وجود حقیقی سے ہے اس حیات وجودی سے اگر وجود حقیقی کا تعریہ کیا جائے تو سب معدوم محض ہیں خدا ایسی چشم بصیرت دے کہ پانی کو بحیثیت انجماد برف دیکھو اور پھر اس حیثیت سے قطع نظر پانی پانی ہی دیکھو ۔ مستغرق تو ترانہ بند کہ بیرون جہاں و درجہاں نیز والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام حکیم میر دوست محمد صاحب نور محل ضلع جالندھر

عزیزم حکیم میر دوست محمد صاحب سلمہ اللہ تعالٰی بعد سلام مسنون واضح ہو کہ ارشاد ہوتا ہے یاایھا الناس اتقوا ربکم ۔ دوسری جگہ فرمایا گیا فاتقوا اللہ ما استطعتم تقویٰ کے معنی ہیں اوامر کا بجالانا اور نواہی سے بچنا بس اسقدر تقویٰ عوام مومن کے نجات کیلئے کافی ہے لیکن خواص کیلئے یوں ارشاد ہوتا ہے یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ۔ یہ حق تقاۃ کمالِ تقویٰ ہے جو عامیوں کو نہیں حاصل ہو سکتا بلکہ مومنین خواص کو حاصل ہوتا ہے اور اس کمال کی وجہ سے وہ اولیاء کہلاتے ہیں جیسا ارشاد ہوا ان اولیاءہ الا المتقون اس کمالِ تقویٰ میں فقط ارکان شرع کا بجالانا ہی کافی نہیں نہ کثرتِ نوافل پر اس کا مدار ہے بلکہ یہاں ہر چیز میں نوافل ہوں یا فرائض سنن ہوں یا فرائض سنن ہوں یا مستحبات خلوص قلب درکار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اعبدو اللہ مخلصین لہ الدین اور ارشاد نبوی ہے ان

فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب قلب دعا ہے خلوص اور صلاح جسد وفساد جسد درستگی اعمال اور زشتیٔ اعمال ہے اسلیئے اس کمال تقویٰ میں فنا قلب کہ ہم دوستیا ہے کہ قلب میں کسی فانی کا خطرہ بھی نہ آئے۔ علیٰ ہذہ القیاس کمال تقویٰ میں فقط نواہی سے بچنا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ منہیات کی رغبت ہی مٹا دینا ہوتا ہے جس کو فنائے نفس کہتے ہیں اور نفس امارہ کا استحالہ نفس مطمئنہ کی طرف ہوجاتا ہے جسکو مرضئ مولا کے سوا کچھ اور کام ہی نہیں جیسا ارشاد ہوا "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ" اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کمال تقویٰ کیونکر پیدا ہو اسکا جواب یہ ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ عادتِ الٰہی یوں ہی جاری رہی ہے کہ یہ کمالات باطنی کامل مکمل کے ذریعہ سے ہو اور وصول بحق بلا توسط کسی کامل مکمل کے محض شاذ ونادر ہے اس لیے سرکار خداوندی سے ہر قوم کے لئے اور ہر ملک کیلئے ہادی و نذیر مقرر کیا جاتا ہے کہ لکل قوم ھاد اور ارشاد ہوا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا بعثت رسالت ختم ہوگئی مگر ورثہ رسالت اور قائم مقامان رسولؐ ہمیشہ کو باقی ہیں اور باقی رہنا بھی چاہیئے اور رہنمائی فیض کے در کو بند بھی نہ ہونا چاہیئے مگر ورثہ رسول کی دو تقسیم ہے ایک جماعت تو وہ ہے جو ظاہر اتباع سنت کی دعوت دیتی ہے اور وہ علماء ظاہر کہلاتے ہیں اور دوسری جماعت اولیاء امت کی ہے جو کمال تقویٰ اور اخلاص عبودیت اور صفائی باطن کی طرف بلاتے ہیں اور یہ علمائے باطن کہلاتے ہیں اور جسطرح سے کتاب کے کیڑے بنجانے سے کوئی

عالم نہیں ہو سکتا بلکہ صحبت اہل علم کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح اخلاص عبودیت اور صفائی باطن نہیں حاصل ہو سکتی جب تک کسی صاحب دل کی صحبت میں نہ بیٹھے

پس اے برادران کی جستجو پیر کی تلاش ایک امر ضروری سمجھو اور اس راہ میں صحرا نوردی اور کوچہ گردی ضروریات سے جانو اور جب تک مقصود نہ پاؤ تھک کر نہ بیٹھو۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السّلام کے واقعہ کو یاد کرو لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا۔ اور جب مرشد کامل پاؤ تو اسکی خدمت میں ادب سے عرض کرو هل اتبعك علىٰ ان تعلمنی مما علمت رشدا اور اس طلب میں ایسے مضبوط ہو جاؤ کہ یوں کہو ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید　　یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

اور اسکی بیعت میں تبتل اختیار کرو۔ وتبتل الیہ تبتیلا مگر اے برادران یہ بخوبی یاد رکھو ؎

اے بسا ابلیس آدم روے ہست　　پس بہر دستے نشاید داد دست

اس لیئے پیر کرنے میں خوب چھان بین درکار ہے خرق عادت دیکھکر جوگیوں اور برہمنوں کی طرف اندھا دھند دوڑو اور اگر کوئی مسلمان بھی ہو ہزار کشف و کرامات کا دعوی کرے۔ مگر وہ متبع رسول مقبول نہ ہو تو اس سے بچو کیونکہ اسکو اس لیئے کہ ارشاد ہوتا ہے ولا تطع منهم آثما او کفورا [illegible] القیامۃ اگر ظاہر تو تقوی سے آراستہ ہو مگر قلب اسکا غافل ہو اور ہوا و ہوس کا اسپر اثر ہو پس اس سے بھی الحذر الحذر اس لیئے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔
ان باتوں پر غور وفکر کے بعد اگر کوئی شیخ کامل ومکمل متبع شرع نمونہ رسول ذاکر وشاغل مل جائے تو اسکو نعمت کبریٰ سمجھو اور اسکو صادق مصدوق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ سمجھکر اسکی معیت اختیار کرو اور اسی کے ہو رہو۔ اس لیے کہ کونوا مع الصادقین ارشاد ہوا اور فرمایا گیا ہے۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ اور اس کے فیض صحبت سے جو علوم کا القاء ہو اور انکشافات کی زیادتی ہو اسکو بس نہ سمجھو بلکہ جیسا ارشاد ہوا ہے وقل رب زدنی علما مراتب قرب میں اپنی ترقی بالائی ترقی چاہتے رہو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

در راہ خدا جملہ ادب باید بود　　تا جان باقیست در طلب باید بود
در یا دریا اگر بکامت ریزند　　کم باید کرد وخشک لب باید بود

یہاں تک کہ سیر آفاقی سے تمکو علم الیقین حاصل ہو اور اس علم الیقین کے ساتھ انوار وتجلیات کا مشاہدہ تمکو عین الیقین نصیب کرے اور پھر اس علم الیقین اور عین الیقین کیساتھ اپنے آپ میں غور کرو گے یعنی سیر انفسی میں لگ جاؤ گے تو حق الیقین کا ظہور ہوگا اسوقت تمپر حق کی تجلی ہوگی اور ع الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل تمپر منکشف ہو جائیگا اور سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق خود اس آیہ پاک کے معنی وترجمہ وتفسیر بنجاؤ گے۔

اور وہ مرشد برحق سیر الی اللہ ہیں اگر تمکو تیز رَو نہ پائیگا تو تمہیں کبھی گوشہ و خلوت و عزلت میں بٹھائیگا کبھی غار نشیں بنائے کبھی اعتکاف میں بٹھائے مگر یہ ساری تدبیریں تمہاری تیز رفتاری کیلئے ہوں گی جس سے قدرت کے سامان اور رحمت الٰہی سے تم ہم آغوش ہوگے وہ یوں فرمائیگا۔ فاووا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ ویھیئ لکم من امرکم مرفقا۔

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی حافظ عبدالکریم صاحب (بانس بریلی)

مخلص برادر۔ وعلیکم السلام۔ آپکا خط اور روپیہ سب پہونچا۔ ہجوم مشاغل عدم کے سبب سے جواب نہ جاسکا انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے پھر جواب لکھونگا۔ مختصر یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا مبارک دیکھا ؎

دردم از یارست و درماں نیز ہم دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

استقامت اس راہ میں اصل کار ہے۔ فاستقم کما امرت۔ صحت در اصل روحانی صحت ہے اور زندگی درحقیقت روحانی زندگی ہے۔ پس صبر و شکر سے کام لو اور ان اللہ مع الصابرین اور لئن شکرتم لازیدنکم پر غور کرو۔ اے برادر نصاب حزب البحر میں اگرچہ تم حضرت سید ابوالحسن شاذلیؒ کی طرف متوجہ تھے مگر فیض بیشمار حضرت خواجہ کا پہونچا اور انھیں کی دستگیری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے یہ بھی خدا کی شان ہے ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ پس یہ رزق روحانی تمہیں ایسی جگہ سے پہونچا جہاں سے اسوقت تم امید نہ کرتے تھے

اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ تمہارا منظومہ شجرہ قادریہ اب ختم ہوگیا۔ احمد اللہ خانصاحب کے یہاں دریافت کرو اگر رکھا ہو بھیجدو۔ والسلام محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام صوفی وصی الدین صاحب

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون ودعاے خیر مدعا یہ ہے کہ موسم سرما اب قریب ختم ہے اذکار جہریہ کا سلسلہ اب موقوف کرو اور اپنے اہل حلقہ کو شغل درود کیجانب متوجہ کرو۔ نئے لوگوں کو جو ختم درود شریف سے فارغ ہوگئے ہوں ان کو بھی تدریجی طور سے یہ شغل بتادو۔ قاضی نصیر سلمہ اللہ تعالیٰ کو ہم نے خود بتلایا ہے اور سہ ہزارہ پر بھی وہ دوام کریں گے تم انکی طرف متوجہ رہو۔ فقیر نے مشغولی درود شریف کا وقت بعد نماز صبح رکھا ہے پہلے روضہ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کرتا ہوں بلسان قلب وروح جو الفاظ میں اسطرح ادا ہوسکتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یاقائد الغر المحجلین یاشفیع المذنبین یارحمۃ للعلمین وعلی وزیریک ابی بکر وعمر وعلی ختنیک عثمان وعلی وعلی سبطیک حسن وحسین وعلی بنتک فاطمۃ الزھرا وسائر بناتک وبنات بناتک وازواجک وذریتک وعشیرتک واصحابک وانصارک واشیاعک واولیاء امتک اجمعین اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد۔ پھر مشغول ہوجاتا ہوں۔

یہانتک کہ گم ہوجاتا ہوں باقی ذوق وکیف بزبان قلم ادا ہی نہیں ہوسکتے عنقریب تم خود اسے پالوگے - ہاں یہ کہنا بھی ضرور ہے کہ کبھی وقت سلام خلفاء راشدین و اہل بیت کے انوار بھی اپنی طرف جذب کرلیتے ہیں اسوقت عجیب حالت ولطف پیدا ہوجاتا ہے آج صبح کی مشغولی میں علیٰ ازواجک کے ملاحظہ میں ایسا انکشاف ہوا کہ تمامی ازواج طاہرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں سب سے اقرب حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ہیں مجھے ان کی جناب میں وہ فرط جوش ہے جو فرزند کو ماں کیساتھ ہونا چاہئے پھر حضرت ام سلمہ کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ ہیں مگر ان میں اسقدر تابانی ہے کہ ان کے عکس سے سامنے کی زمین کو منور کردیا ہے وہ از سرتاپا نور ہیں - تمام ازواج میں تنویر ان کی بہت ہی غالب ہے - اے عزیزہ تنویر اس جناب کی بوجہ وفور علم وتفقہ کے ہے - میرے خیال میں عموماً صحابہ کرام سے ان کا تفقہ زیادہ ہے اور وہ علم و روایت میں حضرت عمر و حضرت علی کے لگ بھگ ہیں ان کی تنویر نے حدیث شریف فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام کے مطلب کا خوب ہی انکشاف کرادیا اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے اور تمھیں ان کے فیوض طاہرہ سے مالامال کرے - محمد سلیمان قادری چشتی

بنام زوجہ وزیر حسن خاں بریلوی

میری عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ تمھیں پہلے درود شریف کے انوار کی برکت نصیب ہوئی پھر جب قصیدہ غوثیہ تم پڑھنے لگیں تو اس سے سرکار محبوبیت مآب غوثیہ میں ایک مناسبت پیدا ہوئی

اے عزیزہ رفتہ رفتہ یہ مناسبت تمکو آگے بڑھائیگی تم اُس نسبت کی بہت ہی حفاظت کرنا چاہیئے اور تمکو یہ سمجھ لینا چاہیئے ؎

عرشِ کمال کے نگیں حضرت غوث پاک ہیں — خاتمِ فقر کے نگیں حضرت غوث پاک ہیں
راحتِ جانِ سیدہ قوتِ دستِ مرتضےٰ — نورِ امامِ مرسلیں حضرت غوث پاک ہیں

حضرت غوث پاکؒ خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ ہیں اس لئے ان کی مناسبت نے تمھیں حضرت خاتونِ جنت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے مشرف کرایا اور تم نے جو دیکھا سو دیکھا۔ اسکو نعمت کبریٰ سمجھو اور روزانہ جس طرح تم حضرت غوث پاک کا فاتحہ پڑھتے ہو ایک فاتحہ حضور حضرت سیدہ کا بھی پڑھا کرو۔ مگر درود شریف ۱۴ بار اول و آخر ضرور ہو اور تسبیحاتِ فاطمہ جو ہر شب حضرت سیدہ پڑھا کرتی تھیں تم اسپر دوام کرو یعنی جب رات کو سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھکر سویا کرو اس وظیفہ میں بڑی برکت ہے میں تقریباً چالیس برس سے اسپر مداوم ہوں۔ اے عزیزہ تم بھی اسیطرح سے پڑھا کرو آئیندہ چلکر اسکا مراقبہ بھی بتاؤنگا مگر اپنے خواب یا کیفیت کو جو ظاہر ہو بجز اپنے شوہر میاں وزیر کے کسی پر ظاہر نہ کیا کرو۔ میاں وزیر مجھے خط لکھا کریں گے اور وہ تمھیں میرا جواب سمجھا دیا کریں گے۔ تمھاری طرح میری دو عزیزہ بنگلور میں ہیں وہ نہایت ہی محنتی ہیں وہ درود شریف کے شغل میں فنا ہو گئی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتی رہتی ہیں اور کبھی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو بھی دیکھتی ہیں انکو بھی میں نے تاکید کر دی ہے کہ یہ ... اور بجز اپنے شوہر و فرزند کے کسی پر ظاہر

نہ کریں۔ وَالسّلام — محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بچوں کی تقریب تمکو مبارک ہو۔

بنام میاں عزیز حسن خان پیلوی

راحتِ جانم — سلام علیکم

تم سترہویں شریف میں شوق سے جاؤ مجھے حضرت محبوب پاک سلطان المشائخ سے جو نیازمندی ہے تم کو معلوم ہے ؎

بجان دیوانۂ جانانِ خویشم — غلامِ حضرتِ سلطانِ خویشم

ایک دن وہ بھی گذرا ہے کہ میں بزمانۂ طالب العلمی دہلی اغیار کیوجہ سے حجاب میں تھا کہ قوال کی زبان سے میں یوں مخاطب کیا گیا ؎

اے یار بیا بخانۂ ما — بیگانہ مشو بیگانۂ ما

پھر نہ حجاب نہ رہا نہ ہوش اور آخر اپنا بنا ہی لیا ؎

بعشق خود مرا دیوانہ کردی — چہ کردی کز خودم بیگانہ کردی

اور اب نہیں معلوم کیا خطا ہوئی کہ ان کی کشش و جذبات کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ بحمد اللہ حاضر رہوں یا غائب انھیں کا نیازمند ہوں ؎

بلطفم بخواں یا براں از درم — ندارد بجز آستانت سرم

میری جانب سے آستانہ بوسی و فاتحہ خوانی کے بعد یوں عرض کر دینا ؎

طفیل ساز و سامانے کہ داری — کرم بر فرد بے برگ و نوا کن

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام مولوی شاہ عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ

دار السلام اجمیر شریف

نور چشم من سلمک اللہ تعالیٰ　　بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ ایک مدت سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا خدا جانے سلسلۂ مکاتبات کو تم نے کیوں منقطع کر دیا۔ ہر چند بزبانی احباب و عزیزان خیریت برابر معلوم ہوا کرتی ہے مگر دل یہی چاہتا ہے کہ تمہارے زبانِ قلم سے یہ خیریت ادا ہوا کرے۔ ربیع الاول شریف کے عرس میں اس دفعہ گذشتہ سال سے بھی زیادہ مجمع تھا بعضے بیرونجات کے پیرزادے و مشائخ بھی تشریف لائے تھے۔ خانقاہوں میں مجالس سماع میں بیحد گرما گرمی تھی۔ اور جوش و خروش کا توٹھکانا ہی نہیں تھا مجھے بھی خانقاہ مجیبیہ میں اس مصرع پر بہت مزہ آیا۔　ع　"دل ما با دل احمد تعلق ہر زماں دارد"

رزقنی اللہ الحضور وکونی ابداً بین عینیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے عزیز تم دار السلام اجمیر میں ہو۔ جہاں وجد و حال کا دریا بہتا ہے دیکھیں تم استغراق سے کیا دُرِ بے بہا لاتے ہو۔ عوام مشائخ و پیرزادے حال و قال و وجد و ہا و ہو و رقاصی ہی کو درِ بے بہا سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس میں ہم خدا کو پاتے ہیں معاذ اللہ من ذالک۔ وسائط و مقصود میں فرق نہ کرنا کسقدر ناشناسی ہے۔ سماع و وجد بطور آلۂ استفادہ ہے نہ کہ مقصود۔ کسی بزرگ نے اسکو قربت نہیں قرار دیا۔ شیخ الاسلام علی سبکی سے کسی نے رقص وجد و سماع کے متعلق سوال کیا کہ ایھا اجل ھوا والغیبۃ انھوں نے ان چند ابیات میں اسکا جواب دیا ہے ؎

یا صاحب الاحوال والزفرات　　والذکر والتسبیح فی الخلوات

اما اغتیاب الناس فهو محرم — قطعاً بنص الله فی الحجرات
فخذ ار منه حذار لا تعدل به — لهوا بنوع من الشبهات
واعلم بان الرقص والدف الذی — عنه سالت وقلت فی الاصوات
فیه خلاف للائمة قبلنا — شیخ الهدی و سادة السادات
لکنه لم یات قط بشرعنا — للهو او فعلته فی القربات
والعارف المشتاق ان هزه — وجد فقام بهم فی سکرات
لا لوم یلحقه و محمد حاله — یا طیب ما یلقی من اللذات
ان نلت ذا یوما فقد نلت المنی — وغلبت فیه عن تنادی الفات

یہاں پر مقصود شعر ششم سے استشہاد ہے۔
تم عزیز ہماری ان باتوں پر غور کرتے رہو گے پھلواری میں اب علم و فضل و علمی مسائل کا تذکرہ کیا باقی رہا ہے تم کو معلوم ہے مجھے وحشت ہوتی ہے آج کل یہاں موسیقی مبارک کا مناقشہ ہے مگر میرا دامن ان جھگڑوں سے پاک ہے نہ ان باتوں کو علمی تحقیقات سے تعلق ہے نہ درویشی سے کوئی واسطہ ہے انسان شرف علم سے ہے نہ متولی و تبرکات و رسمی سجادہ نشینی سے ۔

کمال الفتی بالعلم لا بالمناصب — ورتبة اهل العلم اسنی المراتب

اے عزیز ہمیں علم چاہیے اور علم سے عرفان رسم و رسوم انھیں ظاہر پرستوں کو مبارک ہو اپنے علمی و عملی مشاغل سے مفصلاً آگاہ کرو۔ اور حضرت غریب نواز کے آستانہ پر میری جانب سے فاتحہ خوانی کے بعد یوں عرض کرو ۔

طفیل ما ز و سامانے کہ داری کرم بر قدسیہ برگشتہ اگر

بنام مولوی شریف اعظم صاحب

نورچشم من میاں شریف اعظم سلمہ اللہ تعالیٰ — بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ آج کی شب میں متواتر متبرک خواب و بشارات سے مشرف ہوتا رہا۔ اوّل صبح یا قریب صبح یہ دیکھتا ہوں کہ میں بغداد شریف کے ایک گورستان میں ہوں۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کی خام قبر ہے پھر حضرت شبلی کی قبر مبارک ہے میں حضرت جنید رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر ہوں اور یوں کہہ رہا ہوں:۔ السّلام علیک یا استاذ السّلام علیکم یا استاذ القوم اور عام لوگوں کو ان قبور سے تعارف کرا رہا ہوں۔ مجھے اسوقت سے حضرت جنید کی بعید تولا غالباً ہے پھر نماز صبح کے وقت میں بیدار ہو گیا مگر تمام دن بلکہ اسوقت تک سید الطائفہ کے انوار فیوض سے مالامال ہوں والحمدللہ علیٰ ذالک۔

اے عزیز تمام عرفانی دنیا حضرت جنید کے قبضۂ اقتدار میں رہی ہے اور رہیگی اولیاء کے جس طریقہ کو لو اس کی زینت حضرت جنید ہی کے آداب و اخلاق سے پاؤ گے بزرگوں کے مکاتیب و ملافیظ الخفین کی حکایات و آداب و اخلاق سے پہلو پاؤ گے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قدم پر ہیں اور اگر یہ ولایت ابراہیمی محمدی ہے اندر جسطرح ابراہیمی خلت کی یاد کبھی موقوف نہ ہوگی اور نماز میں بھی اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم برابر جاری رہیگا اسی طرح حضرت جنید کی بھی خلت ولایت کی یاد ارکان طریقت میں ہمیشہ داخل رہیگی ہر صوفی یہی چاہتا رہا ہے اور چاہتا رہیگا کہ میں متخلق باخلاق جنید اور متادب بآداب

جنید رہوں ورنہ ع "ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود"

ایک دن ایک مہذب عارفانہ مجمع میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کی عمومی احاطت اور وسعت فیضان کا ذکر تھا اسمیں ایک چشتی پیرزادے بولے کہ ہمارے طریقہ چشتیہ میں تو ان کا اسم گرامی نہیں ہے اور نہ ان کی کوئی نسبت ہے مجھے اسوقت یہ کلام سخت گذرا میں نے کہا سیر الاولیا وغیرہ ملفوظ حضرات چشتیہ نکالکر دیکھئے از اول تا آخر جنید ہی داستانوں سے مملو ہیں آخر یہ کیوں میں نے مانا شجرہ میں نام نہ سہی مگر کام تو جنید ہی کا ہے۔ ان باتوں سے سب مجھے انقباض پیدا ہونے لگا تھا کہ مرحوم حسن میاں اللہ انکو بخشے ادب سے یوں کہنے لگے کہ حضرت ہمارا طریقہ چشتیہ یقینی جنیدیہ ہے اس لئے کہ کل سر سبد اس طریقہ کے حضرت خواجہ مودود چشتی ہیں اور انھوں نے حضرت احمد جام سے خرقہ جنیدیہ پہنا ہے اور مستفید ہوئے ہیں۔ میں نے کہا والحمد للہ۔ اور تمام اہل مجلس مرحوم کی وسعت نظر اور تفحص تام کی داد دینے لگے۔ پھر میں نے خود بھی تذکروں میں دیکھا کہ خواجہ علو دینوری امام چشتیہ کی ایک نسبت جنیدیہ ہے۔

اے عزیز حضرت جنید سید الطائفہ الصوفیہ ہیں نفحات میں ہے کہ وے از ائمہ وسادات ایں قوم ست ہمہ نسبت بوے درست کنند چوں خراز و رویم و نوری و شبلی وغیرہم اور دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہے اما منافی ھذا العلم ومرجعنا المقتدی بہ الجنید۔

ایکدن خلیفہ بغداد نے غصہ میں حضرت رویم کو بے ادب کہا انھوں نے

کہا اے سبحان اللہ میں نصف روز جنیدؒ کی صحبت میں رہا ہوں کیونکر بے ادب ہو سکتا ہوں۔ اللہ اللہ کیا جنیدؒ کی صحبت تھی اور کیا ان کے آداب تھے حضرت جنیدؒ کے استاد اور ماموں و مرشد حضرت سری سقطی تھے کسی نے ان سے پوچھا کیا کوئی مرید اپنے پیر کے درجہ سے بڑھ سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جنید کا درجہ مجھ سے بلند ہے بعضے بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے انبیا بحیثیت مجموعی اپنی امت پر فخر و مباہات کرتے تھے میں فقط ایک جنید پر فخر و مباہات کرتا ہوں حضرت جنید کی شہرت زیادہ تر ان کی زبان توحید اور عارفانہ مجالس وعظ سے ہوئی۔ جب یہ کامل و مکمل ہوئی تو ان کے شیخ و استاد حضرت سری سقطی نے فرمایا منبر پر بیٹھو اور خلق خدا سے باتیں کرو حضرت جنید اپنے پیر کے سامنے منبر پر بیٹھنے سے حجاب کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے جنید اللہ تعالیٰ نے تمہارے سخن میں جان دیدی ہے۔ جنیدؒ نے اس خواب و واقعہ کی صبح کو مجلس وعظ منعقد کی اوّل مجلس میں چالیس آدمی تھے جسمیں اٹھارہ آدمی وہیں جان بحق تسلیم ہوئے۔ حضرت جنید فرمایا کرتے تھے کہ صوفی کو آراستگی ظاہر میں دیکھو تو سمجھو کہ اس کے باطن میں خرابی ہے۔ حضرت جنید خلوت و گوشہ نشینی سے جلوت و مدارات با خلق کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ کسی کا رتبہ نہ نماز و روزے کی کثرت سے بلند ہوا اور نہ خیرات و مجاہدات کی زیادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق کے ذریعہ سے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل قیامت میں مجھ سے نہایت ہی نزدیک وہ ہوگا جو تم میں سب سے زیادہ خوش خلق ہوگا۔

حضرت شیخ ابن عربیؒ نے فتوحات میں اور مسامرات میں مع الاسناد ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت جنید مع حلقۂ یاران براہ ملک شام سفر حجاز کو روانہ ہوئے رستہ میں کوہ طور نظر آیا اوپر گئے جب تجلی گاہ موسوی پر پہونچے ہیبت و جلال تمام لوگوں پر طاری ہوا اس جماعت میں قوال بھی تھا حضرت جنید نے اس کی طرف کچھ پڑھنے کو کہا۔ اس نے اپنے پردرد لہجہ میں یہ اشعار پڑھے ؎

وبدا له من بعد ما اندمل الهوىٰ　　برق تألق موهناً لمعانه
يبدو كحاشية الرداء ودونه　　صعب الذرى متمنعاً اركانه
فبدا لينظر كيف لاح فلم يطق　　نظراً اليه وصده سبحانه
فالنار ما اشتملت عليه ضلوعه　　والماء ما سمحت به اجفانه

ان اشعار نے حضرت جنید پر وجد طاری کر دیا اور تمام اہل مجلس ایسے مست ہوگئے کہ آسمان و زمین سب کھو بیٹھے۔ اس مقام سے قریب ایک گرجے میں کوئی نصرانی راہب رہتا تھا وہ ان مستانِ عشق الٰہی کے شور و فغاں سے باہر نکل آیا۔ وہ یا امت محمدیہ کہکر پکارتا تھا مگر یہاں ہوش کہاں تھا جو جواب دیا جائے۔ بالآخر ذرا افاقہ کے بعد اس کے پکار کیجانب توجہ کی گئی اور استاذ قوم حضرت جنید سے اس سے باتیں شروع ہوئیں بالآخر بول اٹھا کہ واللہ تم وہ قوم ہو کہ تمہارے اس جوش و خروش و عشق الٰہی کی خبر کتب سماویہ میں لکھی ہے کہ

شہادت ادا کیا۔ اور داخل حلقۂ مستاں ہوا مگر تین دن کے بعد عشقیہ شوق نے اسے جان بحق تسلیم کرنے پر مجبور کیا۔

سبحان اللہ کیا جنیدیوں کی مستی تھی کہ جسے چاہا مست کرلیا۔ جب چاہا اپنا سا بنا لیا کسی کو مسجد سے لئے آئے کسی کو گرجے سے پکڑ لائے

شور حسن تو گر این است بتا میدانم — چند ناقوس نوازی کہ مسلمان شدنی
چند زنار بریدن کہ ز زلفش شکند — موئے چند ازین دام بزندان شدنی

حضرت جنید کا انتقال ۲۷ رجب روز شنبہ ۲۹۷ ہجری میں ہوا اور شونیزیہ بغداد میں مرقد مبارک ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود بھی بڑے فقیہ تھے مگر فقہی مسائل میں ابو ثور مجتہد کے مذہب پر عمل کرتے تھے قدس اللہ نفسہ وطیب رمسہ۔ طبقات امام شعرانی کا ترجمہ ہو گیا ہے اس سے حضرت جنید کا احوال و اقوال نکال کر محفوظ کر لو۔ اور اس پر عمل درآمد کرو۔ نفحات الانس و خزینۃ الاصفیا و تذکرۃ الاولیا و کشف المحجوب میں ان کے اقوال علیٰ سبیل الاختصار ہیں مجموعہ مفیدہ طبقات کبرے میں ہے

والسلام — محمد سلیمان قادری چشتی

بنام یار محمد خان صاحب [illegible] ضلع ہزارہ

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ ۔ بعد سلام مسنون و دعاء خیر واضح رائے ہو کہ آج کے خط کا مختصر جواب یہ ہے۔ جب آپ نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ اور تصدیق قلبی ہوئی تو نجاست معنویہ شرک سے خدا نے پاک کر دیا۔

اَب ہم جس طرح سے چاہیں اسکی جناب میں نیازمندی کر سکتے ہیں اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّ المومن لاینجس - یعنی مومن نجس نہیں ہوتا ہے یہ شاہ صاحب کی غلطی ہے جو مومن کو نجس قرار دیکر درود شریف سے منع کرتے ہیں تم ایسے شاہ صاحبوں کی باتوں میں نہ پڑو - اے عزیز ”یک درگیر و محکم گیر“ ہر خاندان کے تعلیم کا عنوان علیٰحدہ علیٰحدہ ہے ہمارے اس مقدس خاندان میں سب درود شریف ہی سے ابتدا ہے اور اسی پر انتہا - درود شریف کی تعلیم ہر طریقہ میں ہے - مگر ہمارے طریقہ میں اسی پر دار و مدار ہے

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کوچۂ علم سے دور ہیں - ورنہ ایسی انوکھی بات نہ فرماتے - سنو - حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ درود شریف وہ چیز ہے کہ اگر ظاہر میں کسی کا شیخ نہ ہو تو درود شریف خود شیخ ہو کر تکمیل طریقہ کر دیتا ہے اور جناب ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا ہے القول الجمیل میں ومنہا وجدنا ما وجدنا - یعنی ہمکو جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ سب درود شریف ہی کی برکت سے ہے یہ مختصر جواب ہے انشاء اللہ تعالیٰ لاہور میں جب ملاقات ہوگی یہ تفصیل تمام سنوگے - زیادہ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی شریف اعظم صاحب

نور چشم من مولوی شریف اعظم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ گو تم بڑے عالم و فاضل نہ ہو مگر اشغال و اوراد و محنت و ریاضت کی

حیثیت سے میرے عرفانی خزانہ دار تم ہو تمھیں جسقدر میری صحبت رہی ہے اور صحبت و ربط قلب کا فائدہ جتنا تم نے پایا ہے کسی میرے اہل حلقہ نے نہیں پایا ہے اور اصل درحقیقت اس راہ میں ربط قلب یا شیخ ہی کی ضرورت ہے آج کل اکثر مجالس و مواقع میں میری آنکھیں تمھیں ڈھونڈھا کرتی ہیں معہذا اگرچہ نظر سے دور ہو مگر دل سے قریب ہو سنو۔ ماہ ربیع الثانی سے ابتدا ہی سے میری مشغولی سرکار غوثیہ میں بیش از بیش ہے بالخصوص نو تاریخ سے ہمہ دم وہ میرے سامنے اور میں ان کے سامنے اور جوش قادری اسقدر غالب کہ میں اسمیں ڈھک جایا کرتا ہوں۔ اے عزیز قادریہ و چشتیہ دونوں ہی میں مستی و جوش بوفور ہے مگر قادری جوش میں قلب و جسم بلکہ ہر بن مو میں مستی ہوتی ہے پر جنبش و حرکت کو دل نہیں چاہتا۔ ہاتھ سے اگر تسبیح بھی گر جائے تو اٹھانا بھی بار معلوم ہوتا ہے ؎

ساغر کی طرح اے ساقی چھیڑ نا مت کہ بھرے بیٹھے ہیں

اور چشتی جوش میں گریہ و بکا کے ساتھ ہاتھ پاؤں بھی باہر قدم نکالنے لگتے ہیں اور دل کی مستی جوش کھا کر منہ سے اُبلنے لگتی ہے اسی کو مولوی مذاق قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

شراب عشق دل سے جوش کھا کر منہ سے بہ نکلی ہے مذاق ایسا ہے متوالا معین الدین چشتی کا

اور قادری جوش کبھی چشتی جوش سے ٹکرا بھی جاتا ہے جیسا مجھے بار ہا ہوتا ہے اور مجھے یوں فریاد کرنا پڑتا ہے ؎

اس بادۂ وحدت کو اُبلنے نہیں دیتے متوالا بناتے ہیں اُچھلنے نہیں دیتے

سکتے ہیں خبردار نہ لغزش ہو قدم کو پھر طرفہ تماشا ہے سنبھلنے نہیں دیتے

اے شمع تجھے سوز کے ہمسایہ گداز اک		یاں مجھکو جلاتے ہیں پگھلنے نہیں دیتے

اے عزیز حضرات قادریہ کے جوش کو آیہ وترى الجبال وتحسبها جامدة وهى تمر مر السحاب سے مناسبت ہے اور حضرات چشتیہ کے جوش وخروش اور گریہ وبکا کو آیہ پاک ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا سے مناسبت ہے اور نیز آیہ اذا تتلى عليهم آيات الرحمن خروا سجدا وبكيا کی تجلی ان پر ہوتی ہے۔

یہاں شب یازدہم کی مجلس میں میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے استفاضہ کرتا تھا یہاں تک کہ وہ برزخ مجھ میں سما گئی اور میں اپنے آپ سے استفاضہ کرتا تھا اتفاقی طور سے ایک نعرہ میں نے کیا وہ نہایت ہی متعدی پُر اثر تھا مگر بمجرد اس نعرہ کے ساتھ ہی وہ برزخ مجھ سے علیحدہ ہو گئی۔ میں نے استفاضہ قائم رکھا اور پھر وہ برزخ مجھ میں سما گئی اور شغل درود نے عجیب استغراقی لذت بخشا قوال کے گانے کا مجھ پر کوئی اثر نہ تھا۔ نصف گھنٹہ تک میں یوں ہی مشغول رہا۔ ناگہانی قوال کی یہ آواز کان میں پہونچی ؎

ذات پاک غوث الاعظم از شراب یا مست	جسم مست و قلب مست و روح مست اسرار مست

بس مستی نے اتنا غلبہ کیا کہ اس عروج سے ہبوط ہوا اور ایک گھنٹہ سے زیادہ تر یہ جوش وخروش ومستی غالب رہی مگر اس کے ساتھ لذت بے پایاں تھی بعد برخواست مجلس پھر میں تیسری برزخ کی طرف مائل ہوا دن کی مجلس بھی انھیں رنگوں میں رنگی رہی پس از زیارت آثار شریف حضرت مولانا رسولنما کے قل دینا مولانا کے نسبت محمدیہ کا غلبہ ہوا اور اس جوش ومستی کی شرح نہیں کر سکتا اس

وقت تک معمور رہوں۔
اے عزیز یہ باتیں لکھنے کی نہیں ہیں اور نہ اسکا نقارہ بجایا جاتا ہے مگر مجبوراً کہنا پڑتا ہے تاکہ تم اپنے مواجید و اذواق کو انھیں اندازوں پر مطابق کرتے رہو مگر اے عزیز اتنا ضرور خیال ہیں رہے کہ سماع مبتدی کو صحبت شیخ میں مفید اور متوسط کو معین اور منتہی کو غیر مفید بلکہ کبھی مضر ثابت ہوتی ہے اسلئے اکثر بڑے بڑے مشائخ نے آخر میں ترک سماع کیا۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ انوار تلاوت قرآن نے ہمیں سماع سے مستغنی کر دیا بعضوں نے فرمایا کہ نماز کی مشغولی ذوق سماع کو بیکار کر دیتی ہے ہمارے بزرگوں نے آخری دور تک سماع کو اس لئے قائم رکھا کہ مسترشدین کا اضافہ و استفاضہ بآسانی قائم رہے ورنہ ان لوگوں کی شان کہیں رفیع تھی میں بھی اب سماع کو چنداں دوست نہیں رکھتا ہوں اپنے توحیدی مراقبات میں استغراق چاہیے اور مشاہدات کی ضرورت ہے رزقنا اللہ وایاکم حلاوۃ المشاھدۃ ۔ والسلام
شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو شغل درود میں مستغرق رکھو اور جمال محمدی میں انکو محویت پیدا کراؤ۔ پھر اسکی مشاقی سے بعد اس جمال کو منبسط علی ھیاکل الموجودات کا مراقبہ کراؤ۔ آئندہ پھر ان کو صاف طرح سے وحدت حقہ القا کرو۔ ابتدائی شغل درود کے ساتھ ہرگز ہرگز توحیدی مراقبہ نہ بتاؤ یہ محض غیر مفید ثابت ہوا ہے اور وقت ضائع ہو جاتا ہے دھیرے دھیرے جب ایک رنگ پائدار ہو جائے تو اسمیں دوسرے رنگ کی آمیزش کرنے سے وقت ضائع نہیں ہوتا ہے اور جو رنگ آتا ہے پائدار آتا ہے۔
محمد سلیمان - قادری چشتی

بنام میاں وزیر حسن خان بیلوی

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا ملا تم نے ایک معصیت کیوجہ سے عجیب شور وغوغا کیا اور اپنے آپ کو بالکل ہی نادم بنایا اگرچہ تمہیں خلجان و تردد ہی مگر مجھے تمہارے اس تردد سے عجیب مسرت ہے اس لئے کہ التوبۃ الندم جب تمہیں ندامت ہوئی تو توبہ صحیح نصیب ہو گئی اور بمقتضائے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ اب تم مجرم ہی باقی نہ ہو۔ پھر میں کیونکر مسرت نہ کروں بموجب فرمان الٰہی تمہارا گناہ مٹ گیا اور مستحق جنت ہو گئے۔ سنو! فرمان الٰہی ہے یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنات تجری من تحتھا الانہار۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب و ابی بن کعبؓ و معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لایعود الی الذنب کما لایعود اللبن الی الضرع یعنی توبہ نصوح یہ ہے کہ اپنے کئے سے ایسا باز آئے کہ پھر کبھی ادھر رخ نہ کرے جیسے پستان سے دودھ نکلکر پھر اسمیں نہیں سما سکتا اسی طرح توبہ کے بعد پھر گنہگار نہیں ہو سکتا۔ اے عزیز توبہ کی حقیقت بزرگوں نے یوں لکھی ہے کہ گناہ جو موجب حجاب و دوری محبوب ہے اس سے باز آجانا اور کئے پر ندامت و افسوس کا اظہار اور زمانہ حال و استقبال میں اس کے ترک کرنے اور اس سے دور رہنے کا قصد۔ اور تلافی مافات کرنا۔ اور اس توبہ کے فوائد

بیشمار ہیں فلاح دارین اسی سے نصیب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون اور متاع حسن سے برخورداری جیسا ارشاد ہوا وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا اور اللہ تعالیٰ کی دوستی جیسا کہ ارشاد ہوا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین پس اے عزیز توفیق توبہ کو نعمت کبریٰ سمجھو۔ اور استغفار پر دوام کرو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سید المعصومین ہیں استغفار کی کثرت فرماتے تھے پھر تم لوگوں کو بطریق اولیٰ اس پر دوام چاہئے اور غفران وبخشش گناہ ہی تک اسکا فائدہ منحصر نہ سمجھو بلکہ اسمیں بیشمار فوائد ہیں سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا من لزم الاستغفار جعل اللہ لہ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو شخص استغفار پر دوام کرے اللہ تعالیٰ اسکو ہر تنگی سے چھٹکارا نصیب کریگا اور ہر ایک تردد سے خلاصی دیگا اور روزی اسکو نصیب کریگا جہاں سے اس کے گمان میں بھی نہ ہوگا۔

اے عزیز میں سید الاستغفار جو شداد ابن اوس صحابی سے بروایت بخاری منقول ہے پڑھا کرتا ہوں تم بھی اسپر دوام کرو۔

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ

لایعفی الا انت ۔ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جو اسے دن کو پڑھے اور مرجائے تو شام سے پہلے ہی جنت نصیب ہو جائے اور اگر رات کو پڑھے اور مرجائے تو صبح سے پہلے ہی داخل جنت ہو ۔ اور سنن ترمذی میں ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ جو اسے کہے بخش دیا جائے چاہے وہ جنگ سے بھی بھاگ آیا ہو ۔ تم اسے بھی پڑھا کرو ۔ اور پانچسو بار استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ میں روزانہ پڑھتا ہوں تم بھی اسپر دوام کرلو ۔ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی اسحق صاحب (چھوٹی بلیا)

عزیزم مولوی محمد اسحق سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ آپ کے پاس وقت بہت فاضل ہے مگر آپ اسکی قدر نہیں کرتے تلاوت قرآن شریف اور درود شریف بہترین وظائف ہیں مگر اسی پر قصر نہ کیجئے ۔ بلکہ تہجد و اوابین و اشراق پر بھی دوام کیجئے ۔ عصر کی سنت حتی المقدور ناغہ نہ کیجئے صلوٰۃ الاوابین کے متعلق میں نے آپ سے مکرر کہا ہے اور سنن ترمذی میں اس نماز کی فضیلت بھی آپ نے پڑھا ہوگا اب پھر کہتا ہوں کہ ہمارے حضرات مشائخ کرام برابر اس کی تاکید کرتے آئے ہیں حضرت سلطان المشائخ برابر مسترشدین کو اس مقدس نماز کیلئے وصیت فرماتے تھے ۔ میں نے مانا کہ مغرب کے بعد اور بھی وظائف ہیں مگر یہ آٹھ رکعت نماز اس سے مانع نہیں رہ سکتی ہے بلکہ ان وظائف کے انوار کو اور بھی زیادہ منجلی کر دیگی ۔

اس لیے کہ وظائف و اوراد و نماز ہائے مسنونہ و ماثورہ کے انوار کو مشائخین کے مقرر کردہ وظائف کبھی نہیں پا سکتے ۔ سنو ! ضلع ہردوئی کی ایک مسجد میں ادائے نماز مغرب کو میں گیا ۔ مرحوم حسن میاں نے امامت کی ۔ نماز میں بہت ہی عمدہ کیفیت رہی ۔ پھر دو رکوت سنت کے بعد ایک شخص نے حزب البحر کا ورد شروع کیا اور ایک مقدس مولوی صاحب نے صلوۃ الاوابین شروع کی ۔ اے عزیز! اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صلوۃ الاوابین کے انوار تمام مسجد کو محیط ہیں اور حزب البحر کے انوار بالکل اسمیں ڈھک گئے ۔ میں نے مرحوم حسن میاں سے کہا کہ دیکھو ماثورہ اور غیر ماثورہ کا یہ فرق ہے اور صلوۃ الاوابین کی یہ برکت ہے ۔ مرحوم اس زمانہ سے صلوۃ الاوابین کا بہت خیال رکھتے تھے اور ادعیہ ماثورہ کے تو وہ عاشق تھے ۔ دس برس تک وہ روزانہ حصن حصین پڑھا کیے اور پھر اس کی دعائیں اس کے اوقات پر علیحدہ پڑھا کرتے تھے حصن حصین روزانہ تلاوت کرنے سے بھی انوار سنت و برکت کا حصول ہوتا ہے مگر جسوقت کی دعائیں ہیں اسوقت اس کو پڑھنا نور علی نور اور اصل ثواب و موجب برکت ہے ۔

حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن قدس سرہٗ بھی اسی کی تاکید فرماتے تھے اور اس فقیر کو حصن حصین کی اجازت اس جناب قدس سرہٗ سے بھی ہے ۔ تم کو بھی میں اجازت دیتا ہوں برابر پڑھا کرو ۔

والسلام

محمد سلیمان ۔ قادری چشتی

بنام میاں وزیر حسن صاحب (بریلوی)

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے کہ حضرت ابو علی دقاق نے فرمایا ہے کہ توبہ کے تین درجے ہیں اوّل توبہ اوسط انابت آخر اوبہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر خوف عذاب سے کوئی اپنے برے کاموں کو چھوڑ دے اور گناہوں سے باز رہے تو وہ صاحب توبہ ہے اور اگر وہ گناہوں سے باز آئے آرزوے ثواب کیلئے تو وہ صاحب انابت ہے اور اگر کوئی گناہوں کو چھوڑ دے محض رضاے الہٰی اور اس کے حکم کی بجا آوری کیلئے تو وہ صاحب اوبہ ہے اور بزرگوں نے یوں بھی فرمایا ہے کہ توبہ صفت مومنین ہے اس لئے کہ ارشاد ہوا توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون۔ اور انابت صفت اولیاء مقربین کی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا وجاء بقلب منیب اور اوبہ صفت انبیاء اور مرسلین کی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا نعم العبد انہ اواب۔ والسلام

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام حکیم سید ضامن علی صاحب

کیجرلا۔ علاقہ ریاست (رامپور)

عزیزم حکیم سید ضامن علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے کہ الغنی غنی النفس یعنی فراغت دلی و اطمینان قلب اصلی فراغت امارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو یہ غنا نصیب کرتا ہے وہ دنیاوی ثروت و جاہ سے فقط بے پرواہی نہیں ہوتا بلکہ اس کو محض ذلیل سمجھتا ہے مگر اے عزیزا اس زمانہ میں یہ غنا بمشکل تمام حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ زمانہ رسالت سے

پہلوگ بہت دور پڑ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کوئی دیہاتی حاجتمند بھی آتا جب وہ مشرف باسلام ہوتا اور ذکر الٰہی میں مصروف ہوجاتا تو فی الفور پراگندگی خاطر اس کی دور ہوجاتی تھی اور کیوں نہ دور ہوتی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ارشاد ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں میں اطمینان پیدا ہوجاتا ہے۔

مگر اے عزیز! اب عام طرح سے روحانیت کی وہ پرزور طاقت نہیں ہے کہ جس طالب کو القاء ذکر کیا جائے وہ عتق النفس ہوجائے یا معاش و اہل وعیال کی جانب سے اسکو طمانیت ہوجائے اسی لیے متاخرین مشائخ نے یوں کہا ہے کہ اس راہ میں آنے والوں کو فی الجملہ معاش کی طرف سے بےفکر ہونا چاہیے تاکہ اسکو یکسوئی ہو اور انوار ذکر سے اسکو اطمینان اصلی پیدا ہوسکے خود چند طالبوں کو دیکھا کہ ان کو بہت ہی بہتر ذوق و شوق و خشوع و خضوع پیدا ہوا۔ مگر اہل وعیال کی خبرگیری معاش میں وہ ایسا مبتلا ہوئے کہ وہ تمام نعمتیں اور برکتیں ان سے دور ہوگئیں اور پھر وہ مبتدی ہوگئے اور بہتیرے لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ کسی درویش کے مرید ہوجاتے ہیں تو اصلی مقصود انکا فلاح دنیا کیلئے اعمال خواتی ہوتی ہے ہاں اس کے طفیلی غفیلی کچھ اشغال واوراد بھی کرلیتے ہیں اس فقیر کے نزدیک یہ بھی ناحق شناسی ہے متعهدًا اس نیت سے بھی کوئی ادھر قدم بڑھائے تو ہم استقبال کیلئے تیار ہیں۔

حزب البحر قصیدہ غوثیہ دعائے حیدری وغیرہ اس کام کے لئے تیار رکھتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ فی الجملہ اطمینان ظاہری کے بعد پھر اس

راہ کو طے کرے۔ تم عزیز کو اعمال خوانی کی بدولت رقت قلب و سوز و گداز سب کچھ پیدا ہو گیا تھا مگر افسوس ہے کہ دنیاوی اطمینان کے بعد تم ادھر سے بے توجہ ہو گئے اور اب ایک مدت دراز کے بعد ادھر آنا چاہتے ہو میں نہیں کہہ سکتا کہاں تک تم چلو گے اور چل سکتے بھی ہو یا نہیں۔ معہذا ؎

بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما ۔۔۔ کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولانا الحافظ عبد المجید (بیلباری)

مولانا المکرم ۔۔ بعد سلام مسنون مدعا یہ ہے کہ اس فقیر کی تحقیق میں کبھی بھی مرید شیخ سے بے پروا ہو نہیں سکتا ہاں بیشک بعضے حالات ایسے وارد ہوتے ہیں۔ مگر یہ حجاب ہے جسکا منشاء استغراق ہے کام کو ختم سمجھنا یہ کم ظرفی ہے یہاں کام ہے اور بہت کام ہے اور ہر کام میں وہی شیخ مؤید کار ہے درک اسکا ہو یا نہ ہو۔ امام عبد الوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ یہ جو بعضے اولیاء مدعی ہیں کہ بلا واسطہ حضور صلعم کے فیوض بیشمار جناب احدیت سے پاتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے توسط محمدی وہاں بھی موجود ہے کثرت استغراق سے ان کو اسکا درک نہیں ہوتا ہے۔ یواقیت والجواہر میں یہ بحث قابل دید ہے۔

بعضے شیوخ نے کبھی ایسی تعلیمات میں اپنے لائق و کامل مرید کو سخت ٹھوکر دیدی ہے حضرت مجد الدین بغدادی اور حضرت نجم الدین

کبریٰ کا قصہ آپ کو یاد ہوگا وہ عبرت کیلئے کافی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار
حضرت مرسی یا ان کے شیخ سیدی ابوالحسن شاذلی قدس سرہما
کے ایک مرید نے ان سے ملنا چھوڑ دیا ایک دن بوقت ملاقات آپ نے فرمایا
تم ہم سے الگ کیوں رہتے ہو مرید نے عرض کیا کہ حضور نے اپنے آپ سے آپ نے
مجھے بے پروا کر دیا ہے حضرت نے فرمایا میاں شیخ سے کبھی کوئی بے پروا نہیں
ہوسکتا ما استغنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بالنبی صلعم ولم ینقطع
عنہ یوما واحدا ۔ یعنی حضرت صدیق اکبر سے بڑھکر کون مرید کامل و
مکمل ہوسکتا ہے مگر وہ تو حضرت سے کبھی بھی بے پروا ہو کر علیحدہ نہ ہوئے بلکہ
حیاتاً ومیتاً ایسا تعلق وابستہ تھا کہ مرنے کے بعد بھی انھیں کے آغوش رحمت میں
رہے یہی اسکا نتیجہ ہے کہ ابد الآباد تک جو رحمت الٰہی اس گنبد خضرا اور مرقد مطہر
پر نازل ہوتی ہے صدیق اکبر بھی اس سے فیضیاب ہیں سبحان اللہ ۔

من و این رتبہ از کجا لیکن — مور پروردۂ سلیمان ست

اور حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ کی تحقیق کا جو آپ نے ذکر فرمایا ہے مجھے
فی الجملہ اس سے اتفاق ہے مگر وہ بھی تو اس مسئلہ کو مختلف فیہ قرار دیتے ہیں
اور اپنی ذاتی رائے یوں ظاہر کرتے ہیں کہ جب تک مرید مراتب یقینیات
یعنی علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین کو طے نہ کرے اور مجتہد نہ
ہو جائے تحت حکم شیخ قائم رہے گا ۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو فتوحات
مکیہ کتاب الجنایز ۔

فاذا ابلغ المرید مقام الاجتہاد فہل یقیم تحت حکم استاذہ

او یخالفہ قد قال بکل منہما جماعۃ والذی ارٰی انہ یقیم تحت حکم شیخہ حتی یرتقیہ الی علم الیقین او عین الیقین او حق الیقین

مخدوما یہ سوال وجواب زمانہ قدما میں زیبا تھا اب اس زمانہ کے مشیوخ بظاہر تو خود ہی عرفانی اجتہاد سے معذور ہیں پھر مرید کہاں تک اس مقام پر پہونچیگا - باقی رہے اخفیا یعنی وہ بزرگان طریقت جن سے ہمیں واقفیت نہیں ہے وہ اپنے مرید کے اجتہاد سے خود واقف ہوں گے ہم لوگوں کے فتاوی کی انکو ضرورت نہیں - والسّلام

محمد سلیمان تونسوی چشتی

بنام مولانا الحافظ عبدالحمید صاحب دام مجدہ

مولانا المکرم - وعلیکم السلام - حضرت مجدد کا وہ جملہ فکر فقیر کی نظر سے گذرا ہے مگر میں اسکو غلبۂ استغراق پر محمول کرتا ہوں تحقیق حق حقیقی وہی ہے جو امام شعرانی نے نقل کیا ہے کہ توسط حق کبھی کسی سے ساقط نہیں ہوسکتا مگر سالک کا استغراق اتم اسکو درک توسط سے مانع ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بلا توسط ہم نے پایا آپ یواقیت والجواہر میں مبحث کو بغور ملاحظہ فرمائیں - اور حضرت شبلی کا قول اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے وقت اور سید محمد مکی قدس سرہ کا اسکو نقل کرکے مقام حیرت بتانا - یہ فقیر اس سے بخوبی واقف ہے - الحال عبارات امام قشیری کے رسالہ کی یہ ہے عن ابی بکر الشبلی

رضی اللہ عنہ انہ اذن مرۃ فلما الی للشہادتین وقف قال وعزتک وجلالک لولا انک امرتنی بذکرک رسول اللہ صلعم لما استطعت ان اذکرہ۔

مولانا عارف کا تین زمانہ ہوتا ہے ابتدا توسط انتہا اور مقام و زمانہ کے جذبات واقوال ومواجید علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ ابتدا و توسط کی کیفیات کمالات نہیں سمجھے جا سکتے البتہ زمانہ انتہا کی باتیں کمالات ہوتی ہیں اور وہ قابل سند ہیں پس حضرت شبلی کا یہ قول اور مقام غیرت میں انکا ممکن ہونا یہ سب قبل از حصول درجہ کمال ہے جیسے کامل لایحجبہ کہتا ہے کمال اور کامل وہ ہے جیسے حضرت جنید فرماتے ہیں الکامل من الرجال من لایحجب بشہود اللہ تعالیٰ عن شہود خلقہ ولا عکسہ بل یعطی کل ذی حق حقہ یعنی ؎

مستغرق تو ترا بہ بیند   بیرون جہان و در جہان نیز

اسی طرح احیاء العلوم وغیرہ میں جو ایسے اقوال بزرگوں سے منقول ہیں وہ سب ان کے درجہ کمال سے قبل کے ہیں ان اقوال کا تمام لوگوں کو ذکر کر دینا سخت خطرناک ہے بلکہ ممکن ہے کہ زندقہ و اتحاد کی طرف منجر ہو۔ آپ غور سے اس مضمون پر خوب غور کر لیا کیجے اور فقیر کو دعائے خیر سے یاد کریں گے۔

محمد سلیمان تونسوی چشتی

بنام مولوی شریف اعظم صاحب

نور دل من مولوی شریف اعظم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ وعلیکم السلام ۔ روح افزا نامہ

پہونچا بیحد خوشی ہے۔ تم نے جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت امیر المومنین ولایت مآب علیہ السلام کو دیکھا اور پھر اس مقام میں ان فقیر اور بے پتہ آپ کو پایا یہ مبارک خواب ہے تعبیر اسکی روشن ہے لایحتاج الی البیان والتفسیر۔ تم وجد و ناز سے یہ اشعار پڑھ سکتے ہو اور اسکی لذت بے پایان پا سکتے ہو ؎

عجب پاکیزہ منظر بود شب جائیکہ من بودم — محمد بود و حیدر بود شب جائیکہ من بودم
ز نور مصطفےٰ و مرتضیٰ اشاہ سلیمانم — ز سر تا پا منور بود شب جائیکہ من بودم

اے عزیز والشمس وضحٰہا آفتاب نبوت محمدی اور والقمر اذا تلٰہا ماہتاب ولایت مرتضوی ہے۔ اور یہ مسئلہ محقق ہے کہ نور القمر مستفاد من الشمس۔ پس اے عزیز فانی دنیا کا تمام فیضان ولایت حقیقتاً فیضان محمدی ہے مگر خدا نے اس فیض کا در اوّل حضرت امیر المومنین مولا سے کائنات کو بنایا ہے جو اس در تک نہ پہونچا وہ فیض محمدی سے محروم رہا ع "کے بغیر تولا سے تو دلی نہ بود" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فرمایا اس سے بھی وہ فیضان مراد ہے جو ان اللہ کیا در ہے کہ تمامی اقطاب و اغواث و اوتاد و جنید و شبلی وہاں عجز و نیاز سے دست بستہ کھڑے ہیں اور شوق میں کر رہے ہیں ؎

دیدن روے تو عبادت ماست — سجدہ در ابروے تو طاعت ماست

اور کیونکہ نہیں حضرت مولانا انسان کامل تھے اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے النظر الی وجہ علی عبادۃ فرمایا پس عرفانی دنیا کا قبلۂ توجہ مولا علی قرار پایا ؎

ہست محراب عبادت ہر دو ابروئے علی — شد وجہ اللہ خواں از مصحف روئے علی

والسلام — محمد سلیمان قادری چشتی

بنام حکیم محمد حسن صاحب جالندھری

عزیز مخلص حکیم محمد حسن صاحب چشتی نظامی — بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ آپ کا خط پہونچا الحمد آپ کی طمانیت قلب اور وظائف میں یکسوئی اسپر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کو بھی ہزار ہزار شکر کرنا چاہیے تاکہ لئن شکرتم لازیدنکم کے وعدہ کے بموجب نعمت بالائے نعمت حاصل ہو حق یہ ہے کہ طمانیت قلب خدا ہی کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب چاہیے یہ خدا کا ذکر لسانی ہو یا قلبی مگر دونوں میں وقوف و آگاہی مشروط ہے ورنہ فائدہ ذکر مترتب نہ ہوگا آپ کے مرشد نے جو اذکار و اشغال آپ کو بتلائے ہیں اس کی فہرست میں نے پڑھ لیا سب ٹھیک اور اپنی جگہ پر درست ہیں مگر بیادر آپ جب اب اس فقیر سے وابستہ ہوتے ہیں تو میں صاف صاف یہ کہونگا کہ طلب بالکل فوق الکل ہے۔ یہ تمام اشغال و اذکار ایک دفعہ کیجیئے گا تو ہرگز مفید نہ ہوگا۔ بلکہ ان میں سے ایک ایک کرکے چاہیے جب ایک ذکر سے مناسبت تامہ پیدا ہوجائے اور ثمرہ مترتب ہو تو آگے پڑھے شیئاً فشیئاً سر دست آپکو میں دوازدہ تسبیح کی اجازت دیتا ہوں ایک برس تک اس میں غرق رہیئے۔ بلکہ شروع چار تسبیح سے کیجیے۔ اس طرح سے کہ اول فاتحہ پیران چشتی پڑھیئے اور اپنے شیخ کو یا اس فقیر کو سامنے خیال کیجیے پھر برفق و نرم

آواز سے لا الہ الا اللہ کہئے بائیں جانب یعنی قلب سے لا الہ کو کھینچکر
پس پشت دائیں بازو کیطرف سے ڈالدیجئے اور الا اللہ کو قلب پر مارئیے کہ اس
میں سما جائے اور مطلب یوں سمجھئے کہ محبت غیر خدا کو دل سے نکالکر باہر ڈال
دیا اور خدا کی محبت کو دل میں ڈالدیا - بس اللہ کے سوا کوئی محبوب نہیں -
ایکسو بار کے بعد پھر محمد رسول کہئے اور اسکا مطلب یوں سمجھئے کہ یہ محبت
الٰہی انکے رسول کے ذریعہ و واسطہ سے ہے -

پھر الا اللہ سو بار دل پر ضرب کیجئے پھر اللہ اللہ سو بار دائیں بائیں
پھر اللہ سو بار -

اسکے بعد کچھ دیر خموش رہے اور خیال کیجئے کہ ادھر اُدھر اور دل
میں اور باہر ہر طرف اسی محبوب کا نور ہے -

تین ماہ تک جب آپ اسپر دوام کرلیں تو پھر دوسرے سہ ماہی میں
لا الہ کے معنی لا مشہود کے ہوجائیں گے اور میں اس کی تفصیل پھر بتاؤنگا
معانی کے ملاحظہ کیساتھ قرات بہار بھی مفید ہے - اور بے ملاحظہ ہونے
معانی کثرت عدد بھی غیر مفید نہیں ہاں ادعیہ جو آپ نے استفسار فرمایا ہے
اس کے متعلق مختصر جواب یہ ہے کہ دعا ماثورہ کو یہ فقیر بہت احب رکھتا ہے
حصن حصین سے دیکھکر پڑھنا چاہئے پڑھئے مگر معانی کے خیال کے ساتھ اور خشوع
خضوع - سورۂ فاتحہ درمیان سنت و فرض نماز صبح جسطرح آپ پڑھا کرتے ہیں
پڑھئے اور بعد نماز صبح سورۂ مریم ایکبار اور وظائف حزب البحر ایک بار - پھر
آیہ کریمہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین

پانچسو بار - اور یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث پانچسو بار - اور استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پانچسو بار پڑھکر دو رکعت نماز اشراق ادا کیجئے - اس کے بعد ظہر تک جو کام چاہے کیجئے بعد نماز ظہر درود شریف اکیسو بار - پھر جو کام چاہئے کیجئے - بعد نماز عصر حزب البحر ایک بار اور یا مغنی گیارہ سو گیارہ بار پھر مغرب تک درود شریف جس قدر ہو سکے - ایک جگہ بیٹھ کر پڑھنے کی قید نہیں - البتہ با وضو ہونا چاہئے اور بعد نماز فرض و سنت مغرب دو دو رکعت کر کے چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین ادا کیجئے - حضرات چشتیہ نے ہمیشہ سے اسکو اپنے معمولات میں رکھا ہے - بعد نماز عشاء پھر ایک تسبیح درود شریف کی ضروری ہے اور جب بستر خواب پر جائیے تو اوّل عمل محاسبہ میں مشغول ہو جئے یعنی صبح سے اسوقت تک جتنے کام نیک و بد آپ نے کئے ہیں اسکو اپنے پیش نظر کیجئے - برے کاموں پر اپنے پر لعنت کیجئے اور توفیق خیر چاہئے اور تسبیحات فاطمہ پڑھکر سو جائیے تسبیحات فاطمہ سے یہ مطلب ہے کہ ۳۳ بار سبحان اللّٰہ اور ۳۳ بار الحمد للّٰہ اور ۳۴ بار اللّٰہ اکبر پڑھکر سو رہئے - نصف شب کے بعد یا جب موقع ملے اٹھ جائیے اور دو دو رکعت کر کے نماز تہجد ادا کیجئے آٹھ رکعت پھر ۳ رکعت وتر پھر اس کے بعد فاتحہ پیران چشتیہ پڑھکر شجرۂ چشتیہ کے ساتھ دوازدہ تسبیح میں جیسا میں نے اوپر لکھا ہے مصروف ہو جائیے -

اور اپنے تمام دینی و دنیوی کاموں میں اللّٰہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیجئے ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر -

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام محمد شاہ ولی طالب علم شہر جالندھر

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ چند صدیوں سے ہندوستان میں روحانی سلسلوں میں زیادہ تر طریقہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ ہی کا رواج ہے اور شاید کوئی خاندان ایسا ہوگا جسکے اوپر کے بزرگان کسی سلسلے سے وابستہ نہ ہوں اور ان بزرگوں کی پر زور ارادت کا اثر پشتہا پشت تک باقی رہتا ہے عوام کو چاہے اسکا ادراک ہو یا نہ ہو مگر جب وہ کسی شیخ سے ارتباط پیدا کر کے اشغال و اوراد میں لگجاتے ہیں تو حجاب ہٹ جاتا ہے اور وہی خاندانی اثر ارادت بروئے کار آتا ہے اور الاولیاء کنفس واحد پس ایک کا ارادتمند دوسرے کا بھی ارادتمند ہے طالب کو چاہیئے کہ ہر فیض کو ایک شان سے قبول کرے اور شکر گذاری کیساتھ سر ارادت اسی جناب میں خم کرے - اس تمہید کے بعد آپ صاف صاف سنو - تمہاری بیعت تو ہم نے طریقہ قادریہ میں لی ہے مگر تمہیں خاندانی مناسبت خاندان چشتیہ سے ہے اور مجھ پر بھی آجکل نسبت چشتیہ بہت ہی غالب ہے اور حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان رحمۃ اور حضرت محبوب پاک سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمۃ کے فیوض سے ہمہ تن معمور ہوں - اس لئے کچھ اپنی خاندانی مناسبت اور کچھ میرے مواجید و حالات کے پرتو نے تم پر یہ اثر کیا ہے - اور بحمد اللہ تم نے حضور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کو عالم خواب میں دیکھا اور شرف و سعادت اندوز ہوسکے پس اے عزیز اس نسبت و فیوض کی حفاظت کرو - اور ہر شب کو ایک فاتحہ

حضرت خواجہ کا اس طرح سے پڑھا کرو۔ درود شریف ۶ بار سورۂ فاتحہ
۶ بار سورۂ اخلاص ۱۱ بار درود شریف ۶ بار اور اسکو روح پاک حضرت
خواجہ کو ہدیہ کرو بایں الفاظ کہ یا اللہ ان تمام آیات قرآنیہ و درود کا
ثواب روح پر فتوح حضرت خواجہ قدس سرہ کو پہونچے۔

ابھی تمہاری طالب العلمی کا زمانہ ہے اس لئے زیادہ تر تم کو
میں ادھر متوجہ کرنا نہیں چاہتا "دیر آید درست آید" ہاں تمہارا عنفوان
شباب ہے صلاح و تقویٰ کا اصلی وقت یہی ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم
اس وقت اگر تقویٰ و صلاح کا ملکہ تمکو پیدا ہوگیا تو اسکی عرفانی لذت بڑھاپے
میں کام آوے گی۔ اور خدانخواستہ اگر جوانی خراب ہوئی تو کبر سنی میں
حسرت و حرمان ہے اعاذنا اللہ منہ ۔ والسلام

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی حافظ عبدالغنی صاحب مدرس (مدرسہ قاسمیہ کلکتہ)

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ سورۂ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے
الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض واسبغ
علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنہ یعنی کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کے کرم سے تمام
تمام چیزیں آسمان و زمین کی تمہارے کام کے لئے ہیں اور تم پہ ہر طرح
کی ظاہری و باطنی نعمت پوری کر دیں۔

تفسیر ما فی السموات وما فی الارض سے مراد یہ ہے کہ

یہ سب چیزیں تمھاری ہی نفع کیلئے ہیں تم اُن سے رات دن فائدہ اٹھاتے رہتے ہو بقول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

اور نعمت ظاہری حواس ظاہری اور نعمت باطنی عقل سلیم و قلب مستقیم ہے۔ یا یوں سمجھو۔ نعمت ظاہری شریعت اسلام اور نعمت باطنی طریقت و عرفان مگر اے عزیز اسباغ نعمت ظاہری و باطنی کے ساتھ یوں تنبیہ کیجاتی ہے وذروا ظاهر الاثم وباطنه یعنی لوگو ظاہری و باطنی دونوں قسم کے گناہوں کو چھوڑو۔ ظاہری گناہ یہی جوارح کے افعال ہیں اور باطنی گناہ قلب کے عوارض مثلاً حسد و کینہ و بغض و ریا و سمعہ و عجب و کبر وغیرہا۔ پس اے عزیز نہایت ہی افسوس ہے کہ ہم لوگ ظاہری گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر باطنی گناہوں کی پروا نہیں کرتے "ذالك امر عجيب" اے عزیز! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری جانب دل کا میلان اور غیر کی محبت کو دل میں پرورش کرنا۔ اس سے بڑھکر اور کیا باطنی گناہ ہو سکتا ہے اسلیئے ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔ دلیکہ گرفتار غیر است از وچہ توقع خیر است در دلے کہ ہوس بسیار است در بارگاہ کبریا خوار و بے نوا است۔

پس اے عزیز دلکو صاف رکھو اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا دوسری محبت کو اس میں آنے نہ دو ع "در خانہ دو مہمان نہ گنجد"۔ اور دل کو جب دل و غش سے پاک رکھوگے اور اس کی سلامتی چاہوگے تو اذ جاء ربہ بقلب سلیم۔ کا انعکاس اسپر پڑیگا اور پھر منزل مقصود کو پہونچوگے

تعلق حجاب ست وبے حاصلی چوں پیوند بگسلی واصلی

شریعت وطریقت وحقیقت کے متعلق اس مکتوب کو منگا کر پڑھو جو میاں محمد شریف کے نام سے بھیجا گیا ہے اس وقت اسی قدر سمجھ لو کہ بزرگوں نے فرمایا ہے الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی اور مجمع السلوک میں ہے:- ہر کہ بشنید آنچہ پیغمبر علیہ السلام فرمودہ ست وے از اہل شریعت ست - وہر کہ بکند آنچہ پیغمبر علیہ السلام کردہ ست وے از اہل طریقت ست وہر کہ بیند آنچہ پیغمبر علیہ السلام دیدہ ست وے از اہل حقیقت ست ؎

طریقت بے شریعت راست ناید حقیقت بے طریقت کے کشاید

شریعت در نماز و روزہ بودن طریقت در جہاد اندر فزودن +

حقیقت روئے در دلدار کردن

نظر اندر جمال یار کردن والسلام

بنام مولوی عبد الکریم صاحب علوی پنجابی

مکرمی جناب مولوی عبد الکریم صاحب علوی زید کرمکم - از خادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی ہدیہ سلام مسنون پذیرا فرمایند-

اما بعد مکتوبات حضرت مجدد اور سیف مسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور تفہیمات الٰہیہ یہ سب کتابیں فقیر خانہ میں موجود ہیں اور بارہا مطالعہ کی نوبت آئی ہے مگر ان کی کسی عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اقطاب نہ تھے بلکہ شیخ محی الدین بن عربی وشاہ ولی اللہ محدث

سے نے تو بصراحت اس قطبیت کو ذکر کیا ہے ہاں یوں البتہ تصریح کردی گئی ہے کہ حکمت و قطبیہ باطنیہ سے اہل بیت اطہار ممتاز ہوئے - اور قطبیت ظاہریہ ارشادیہ سے خلفائے راشدین سرفراز ہوئے - اس قاعدہ سے حضرت علی رضؓ قطبیت باطنیہ و ظاہریہ دونوں کے جامع ہوئے - تفہیمات الٰہیہ کی عبارت یوں ہے پس وارث آنحضرت صلعم بسہ قسم منقسم اند قومے ازانہم الذین اخذوا الحکمۃ والقطبیۃ الباطنیۃ ھم اھل بیتہ وخاصتہ و ورا ثہم الذین اخذوا الحفظ والتلقین والقطبیۃ الظاھرۃ الارشادیۃ ھم اصحابہ الکبار کالخلفاء الاربعۃ وسائر العشرۃ الخ - میرے مکرم مخلص - عوام الناس کی فضول باتوں کا کما حقہ خیال کیا جائے یہ لوگ سرّ فضیلت و وجہ فضیلت کو بالکل نہیں سمجھتے ہیں اس لئے بزرگوں کے اقوال کو اپنی خیالات پر محمول کرتے ہیں ورنہ تمام مشائخ صوفیہ اس امر پر متفق ہیں کہ غوث ہوں یا قطب، جنید ہوں یا شبلی، وہ ان لوگوں کے درجہ کو کبھی نہیں پا سکتے جنہوں نے حضور صلعم کی اند کے صحبت شریفہ میں اپنے قلوب کو نزول سکینہ سے منور کیا تھا اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت سے ہمہ تن عرفان تھے فصلی اللہ علی سیدنا محمد سید المفیضین الواصلین وعلی اصحابہ المستفیضین الکاملین وعلی اھل بیتہ الراشدین المرشدین الھادین الی طرق الحق والیقین ؎

اے زفیض صحبت تو عالمے از جنس ما
کامل و فاروق و صدیق و امیر مرتضیٰ

تا جمال جلوہ افروزت جہانے را نواخت
بندگان حضرت والائے خاصت اولیا

محمد سلیمان قادری چشتی

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ؕ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ یہ آیۂ پاک آخر سورۂ عنکبوت کی ہے اس کے معارف پر اگر غور کرو گے تو تمام صوفیانہ دفتر تمہارے پیش نظر ہو جائیں گے ۔ اول معنی مجاہدہ کو خیال کرو کہ زمانہ اسلام میں جسطرح کافر متمرد سے جہاد کیا جاتا تھا کہ اسکو قتل کیا جاتا تھا یا اسیر کر کے قابو میں کر لیا جاتا تھا اسی طرح نفس کافر و متمرد سے بھی جہاد ہے اور وہ مردہ کر دیا جاتا ہے یا اپنے قبضہ تسخیر میں لایا جاتا ہے کہ پھر سرکشی و بغاوت کی امید نہ رہے ۔ جہاد کفار سے غرض دنیا میں امن و امان قائم کرنا تھا اور اپنا پاک و مقدس خیال پھیلا کر فتنہ و فساد کو مٹانا ہوتا تھا پس اسیطرح جہاد نفس سے غرض دل و دماغ کو آلایش ہوا و ہوس سے پاک کرنا اور فتنہ وسواس سے امن و امان قائم کرنا ہے تاکہ انوار و تجلیات کا مورد ہو اور جس طرح جہاد ظاہری میں آلات حرب کی ضرورت ہوتی تھی اسی طرح جہاد نفس کے لئے بھی آلات حرب یعنی اقسام ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرح جہاد ظاہری کیلئے ایک امام مفروض الطاعہ کی ضرورت تھی کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ ۔ اسی طرح جہاد نفس کے لئے بھی ایک امام مفروض الطاعۃ کی ضرورت ہے جسکو شیخ و مرشد کہتے ہیں

اور بمقتضائے من لا شیخ لہ لا دین لہ بغیر مرشد و شیخ جہاد نفس غیر مفید ناجائز اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ اولی الامر امرائے ظاہری و باطنی دونوں پر حاوی ہے اور جس طرح وہاں اسکی اطاعت ہے یہاں بھی۔ سچا امام اور باضابطہ امیر کبھی کوئی حکم خدا و رسول کی مرضی کے خلاف نہیں کرتا اسکا حکم عین حکم خدا و رسول ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود | گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
چونکہ کردی ذات مرشد را قبول | ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

خیر یہ باتیں تو جاھدوا کے متعلق تھیں اب آگے چلو فینا یعنی ہم میں مفسرین اپنی اپنی فہم کے موافق ایک ایک مضاف مقدر کرتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں:۔ فی حقنا ولوجہنا ومن اجلنا ولقربنا ولرضانا ولطلبنا۔ میں کہتا ہوں فینا ای فی صفاتنا و ذاتنا و شیونا اس لیے کہ ہمارے مجاہدۂ نفسی میں انھیں شیونات و صفات و ذات کو دخل ہے کہ رہیچ۔

آگے ارشاد ہوتا ہے لنھدینھم سبلنا یعنی جو شخص میرے لیے مجاہدہ کرے تو اسکو ہم اپنی راہوں کی ہدایت کرتے ہیں صاحب روح البیان فرماتے ہیں ای سبل السیر الینا والوصول الی جنابنا اور یہ بہت ہی خوب فرماتے ہیں مگر اے برادر یہ مثل مشہور ہے الرفیق ثم الطریق پس اس سیر الی اللہ کے لئے ایک رفیق کی ضرورت ہے جسے مرشد و شیخ کہتے ہیں اور اس کی معیت درکار ہے اس لیے کہ یوں بھی ارشاد ہے کونوا مع الصادقین پھر اگر مرشد صادق مل گیا تو یہ سیر بخوبی ہوگی ورنہ کنارہ ہی پڑا اکھڑا رہ جائیگا۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس سیر الی اللہ کا تعلق چشم ظاہر یعنی بصارت
سے نہیں ہے بلکہ یہ سیر قلبی بصیرت ہے جہاں وحدت کی تجلی تمام تشخصات و
وجود کو فنا کر دیتی ہے اور کسی قسم کے شرک کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا جیسا کہ
سورۂ یوسف میں فرمایا گیا قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى
بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اور یہاں پر جسکو سبیلنا فرمایا گیا اسی کو دوسری جا صراط مستقیم
فرمایا گیا اور یوں کہنے کے لیے ارشاد ہوا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور اس سبل وصراط پر چلنے والے جنکو
انعام تجلیات سے شرف حاصل ہوا اور پھر نزول سکینہ سے ان کو شرح
صدر ہوا ان کی خود تصریح بھی فرمادی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں مِنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ - نبی تو سب سے اعلیٰ ہے
اسکی جبلت میں عصمت وطہارت ہے اور وہ بالکل نور ہی نور ہے ہر دم
مشاہدہ میں ہے ظلمت وتاریکی کبھی اس کے گرد نہیں پس جو لوگ اس کے
قدم بہ قدم چلے اور اس کے صدق وصفا سے منور ہو گئے یہاں تک کہ
قطبیت کبریٰ انکو حاصل ہوئی وہ صدیقین ہیں اور جو لوگ اس کے قدم پر چلے
اور اس سبیل کے انوار وتجلیات نے ان کو عالم شہادت میں پہونچایا اور اللہ
حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی میں مستغرق ہوئے تو وہ
شہدا ہیں اور جو لوگ ان کے قدم پر چلے اور مجاہدات سے ان کے قلب میں
صلاحیت پیدا ہوئی اور پھر صلح الجسد کلہ کا مقام انکو حاصل ہوا اور انکی قلبی

صلاحیت ایسی منظورِ نظر ہوئی کہ ینظر الی قلوبکم کا ان کو مشاہدہ ہوا ایسی وہ صالحین ہیں سبیل صراط طریق سب بمعنی راہ ہیں، مگر اب متاخرین کی اصطلاح میں اسکو طریق ہی کہتے ہیں اور جو لوگ اس روش پر چلتے ہیں ان کو ارباب طریقت کہتے ہیں قادری چشتی نقشبندی سہروردی وغیرہ وغیرہ سب طرق ارباب معارف سب سُبُل اللہ ہیں اور صراط مستقیم ہیں اور ہمارے حضرت جنید و شبلی و شیخ عبدالقادر و شیخ ابوالنجیب و خواجہ معین الدین و خواجہ بہاء الدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین والذین اتبعوھم رحمۃ اللہ علیہم یہ سب کے سب انعمت علیہم میں ہیں اور صدیقین و شہدا ۔ و صالحین انھیں حضرات کا لقب ہے اب آگے ارشاد ہوتا ہے وان اللہ لمع المحسنین یعنی یہ امر محقق ہے کہ جن لوگوں نے میری راہ میں مجاہدہ کیا اور رستہ پر لگ گئے وہ اب معمولی انسان نہیں ہیں بلکہ وہ صاحب احسان ہیں اور محسنوں کیساتھ میری معیت ضروری ہے پھر اب غفلت کہاں اور دوری کہاں تاریکی کہاں حجاب کہاں کنت سمعہ و بصرہ لی یسمع و بی یبصر تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ متفق علیہ احادیث میں ہے کہ جبریلؑ نے عرض کیا ما الاحسان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یوں سمجھو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے یہ دو مراقبہ تعلیم کیے گئے ہیں اوّل میں استغراق و مشاہدہ ہے دوم میں اللہ حاضری اللہ ناظری کا ملاحظہ ہے ۔ یہ مراقبات مومن کو احسان کے درجہ تک لاتے ہیں اور زمرۂ محسنین میں داخل کرتے ہیں اور محسنین کو

معیت افقی لازمی ہے پس محسنین کی شان سے ہے کہ ھو معکم اینما کنتم
کے مراقبات میں مستغرق رہے اور قرب و معیت کے تجلیات سے وہ نور
ہی نور ہو جائے۔ اور یہ پاک معیت وہ تنزیہی معیت ہے کہ جہاں زمانی و
مکانی بحث کا گذر نہیں اور حلول و اتحاد کا نام نہیں تنزیاں و طرّیان کو دخل
نہیں اس کی کوئی مثال ہی نہیں ہو سکتی ہے سمجھانے کو اسیقدر کہہ سکتے ہیں کہ
جیسے جان کو جسم کی معیت ہے بس ولِلّٰہ المثل الاعلیٰ سبحان ربک رب
العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

اے عزیزان حقائق و معارف پر غور کرو اور ارباب طریقت کا دامن
پکڑ کر کھلے شاہ راہ پر آجاؤ ان ھٰذہٖ تذکرة فمن شاء اتخذ الیٰ
ربہ سبیلا ۔ والسلام محمد سلیمان قادری چشتی

قبلہ بھائی صاحب رحمة اللہ علیہ یعنی مولانا حسن میاں صاحب
کے نام نامی سے بھی جناب حضرت قبلہ دامت برکاتہ کے اکثر
مکاتیب ہیں مگر وہ زیادہ تر علم کلام اور تحقیق احادیث وغیرہ
کے متعلق ہیں اس لئے اس مجموعہ مکاتیب میں انکا درج کرنا
مناسب نہیں سمجھا گیا دو چار خطوط ان میں سے جو صوفیانہ
درویشانہ انداز کے ہیں اس میں درج کیے جاتے ہیں۔

خاکسار

حسین میاں

بنام مرحوم حسن میاں

نورچشم من وعلیکم السلام۔ بے شک تمہاری بیعت و ارادت حضرت قبلہ
منت
مجھلے ماموں صاحب قدس سرہ سے صحیح ہے اور اس ارادت پر تمہاری استقا
طریقہ اقوم ہے۔ مگر اے فرزند وہ اُس عالم میں ہیں اور تم اس عالم میں ہیں
بلا نسبت قویہ اور جاذبہ غیبیہ استفاضہ و افاضہ مشکل و دشوار ہے اسی لئے
بزرگوں نے فرمایا ہے گربہ زندہ بہ از شیر مردہ ؎

تو تا کے گور مرداں را پرستی بگرد کار مرداں گر درستی

اس لئے اس فقیر کی رائے ہے کہ تم نسبت رابطہ یہاں لوگوں میں سے کسی سے
پیدا کرو۔ مجھ میں اور تم میں بوجہ الفت و اخوت افاضہ و استفاضہ بہت
ہی جلد اور آسانی سے ہو سکتا ہے اور بارہا اسکا مجکو تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر
میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تم میں اپنے نانا قدس سرہٗ کے نسبت کا غلبہ ہو جس کی
جبلی صلاحیت بھی تم میں موجود ہے اور یہ نسبت ماموں صاحب جناب شاہ بدرالدین
صاحب میں مجھ سے اقوی ہے پس تمکو لازم ہے کہ انہیں کے حلقہ میں بیٹھو
اور انہیں سے نسبت رابطہ پیدا کرو۔ اور اس فقیر کو بھی اس نسبت میں
ممد کار سمجھو مگر ابھی ابتدا میں یکسوئی درکار ہے زیادہ چلکر خود لوگ سمجھو گے ؎

زہر در کہ خواہم خدا را بہ بینم
براں در رخ مصطفیٰ را بہ بینم

دربھنگہ کے منشی صاحب کی بیعت جو خانقاہ میں تم نے کرا دی بہت اچھا کیا

کب تک وہ میرے منتظر رہتے۔ اور اطراف گورکھپور سے جو زن و مرد آئے تھے
انھیں ناحق ایک ہفتہ تک تمنے بٹھا رکھا انھیں بھی بیعت سے مشرف کرا کے
جلد رخصت کر دینا تھا آئندہ ہمیشہ اسکا خیال رکھو اور میرے تمام معتقدین
کو بے تکلف بیعت و ارشاد وغیرہ کیلئے جو مناسب حال ہو جناب بدرالدین
صاحب کے یہاں پیش کیا کرو مجھ سے استفسار کی ضرورت نہیں۔ ہمارے
نواب نورالحسن خانصاحب روزانہ تمکو پوچھتے ہیں اور تمھارے آنے کے
منتظر ہیں۔ موقع ہو تو آجاؤ بعضی نادر کتابیں میں نے انھیں کے کتب خانہ
سے نکالکر رکھی ہیں اسے بھی دیکھو میر غلام علی آزاد کا دیوان خاص انھیں کے
ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور علامہ علی حزیں کے بھی ہاتھ کی ایک خاص تحریر ہے۔

محمد سلیمان قادری چشتی

نورچشمم من سلمکم اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ
حضرت خواجہ خواجگان مودود چشتی قدس سرہٗ کا فیضان بعالم خواب تمکو
مبارک ہو۔ الحمدللہ کہ یہاں قریب صبح میں نے بھی حضرت شیخ الکل ابو نجیب
سہروردی و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و حضرت خواجہ نجم الدین
کبریٰ و حضرت غوث الثقلین قدست اسرارہم کو دیکھا اور ان کے فیوض کی
لذت ابتک میرے دل میں ہے یہ سب باتیں تمھاری کتاب کی مقبولیت کے دلائل
ہیں فرزندمن - پیری و مریدی و بیعت و ارشاد کی توضیح جو بعض متاخرین بزرگان
نے کی ہے اسکو کتاب و سنت پر پیش کرو جو موافق ہو اسے قبول کرو جیسا ان اقوال

کی تردید نہیں کرتا ہوں مگر الحق احق بالاتباع - قدما کے اقوال عوارف
آداب المریدین مرصاد وغیرہم میں دیکھو اسلم و اقوم طریقہ انھیں قدما کا ہے
مجھے جہاں تک خیال ہے ان کتابوں میں پیری و مریدی بمعنی مملوک و مالک
کہیں نہیں لکھا ہے اور جیسا عوام سمجھتے ہیں کہ مرید نے اپنے آپ کو پیر کے
ہاتھ بیچ ڈالا یہ باتیں کتاب و سنت کے موافق نہیں ہیں جس کے قبضہ
قدرت میں ہم ہیں اسی نے ہم جانبازوں کو خرید کیا جیسا کہ فرمایا ان
اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم
الجنۃ پھر دوسرا کون ہمارا خریدار ہو سکتا ہے اور اس مالک حقیقی
نے اپنے برگزیدہ لوگوں کو بھی اپنی مخلوق کے نفوس کا مالک بننا روا نہ
رکھا جیسا کہ ارشاد ہوا ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتب و
الحکمۃ والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ
ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتب وبما
کنتم تدرسون - پس اے عزیز اسی ربانیت کی دعوت اور
اس کے لئے مستعدی یہی پیری و مریدی ہے پس مرید طالب ربانیت ہے
و پیر مرید ربانی ہے کبھی اسکا اظہار خرقہ و نام و شجرہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے
کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اس لئے کہ ان امور
کی سنت سنیہ سے اصل موجود ہے اے عزیز بیعت اگرچہ باع کا مصدر ہے مگر یہاں
ادنی مناسبت کی وجہ سے بیعت کا اطلاق ہے نہ یہ کہ حقیقت میں بیع و شرا ہوتا ہے
علامہ ابن خلدون مقدمہ میں کہتے ہیں اعلم ان البیعۃ ھی العھد

علی الطاعۃ فکان المبایع یعاھد امیرہ علی انہ یسلّم لہ النظر
فی امر نفسہ و امور المسلمین ان لا ینازعہ فی شئی من
ذلک و یطیعہ فیما یکلفہ بہ من الامر علی المنشط والمکرہ
وکانوا اذا بایعوا الامیر وعقد و عھدہ جعلوا ایدیھم
فی یدہ تاکید اللعھد فاشبہ ذلک فعل البایع والمشتری
فسمی بیعۃ مصدر باع وصارت البیعۃ مصافحۃ بالایدی
ھذا مدلولہا فی عرف اللغۃ ومعھود الشرع وھو المراد فی
الحدیث بیعۃ النبی صلعم لیلۃ العقبۃ وعند الشجرۃ وحیثما
ورد ھذا اللفظ الخ

علامہ کی اس تحریر سے عرف لغت و شرع سب معلوم ہوگیا۔
غلامی پر بیعت اور واقعی بیع و شرا یہ بالکل عقل و نقل کے خلاف ہے
قرآن پاک میں تین جگہ بیعت کا ذکر ہے اوّل ان الذین یبایعونک
انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث
علی نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما۔
اس میں بیعت کرنیوالوں کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ ہونا فرما کر فرمایا جو عہد پورا
نہ کریگا اسکا وبال اس کے نفس پر اور جو پورا کریگا اسکو اجر عظیم عطا ہوگا معلوم
ہوا کہ بیعت معاہدہ ہے اللہ تعالیٰ سے نہ کہ کسی شخص کے ہاتھ اپنے کو فروخت کرنا ۔
پھر فرمایا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم
فانزل السکینۃ علیھم اسمیں بیعت کنندگان سے اپنی رضامندی اور ان پر نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا۔ اور ظاہر ہے کہ بیعت جہاد پر ثابت قدمی اور بعدم فرار پر ہوئی
تھی پھر عورتوں سے بیعت لینے کی نسبت فرمایا گیا یاایہا النبی اذا
جاءک المومنات یبایعنک علی ان لایشرکن باللّٰہ شیئا و
لایسرقن ولایزنین ولایقتلن اولادھن ولایاتین ببھتان
یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولایعصینک فی معروف
فبایعھن واستغفر لھن اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم۔ اس آیہ
کریمہ میں شرک باللہ۔ چوری۔ زنا۔ قتل اولاد۔ بہتان افترا اور نافرمانی
امر معروف میں نہ کرنیکا عہد لیکر ان کے لئے مغفرت طلب کرنے کا حکم
ہوا۔ ان آیات متبرکہ میں غلامی و مملوکیت اور اپنے نفس کے بیع شرا کا
معاہدہ اشارۃً و کنایۃً کچھ بھی مذکور نہیں۔ اب احادیث صحیحہ کی جانب
رجوع کرو اور صحاح کو دیکھو ابواب اقسام بیعت مذکور ہیں باب البیعۃ علی
اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ۔ شرک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا کاری سے
بچنا، راستبازی پر قائم رہنا، کسی سے سوال نہ کرنا، دینی معاملات میں
کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا۔ مسلمانوں کا خیرخواہ رہنا، نوحہ نہ کرنا، عہد
پورا کرنا وغیرہ وغیرہ موجود ہے مگر اپنے آپ کو بیچنا اور دوسرے کی ملکیت
میں دینا یہ کہیں بھی مذکور نہیں۔ خلفائے راشدین سے جو بیعت کی گئی
وہ بھی علی السمع والطاعۃ تھی۔ ہاں ظالم بنی امیہ یہ سمجھتے تھے کہ جن
ہم نے بیعت لی ان کے ہم مالک ہو گئے انھیں ہم بیچ سکتے ہیں چنانچہ تمام
کتب تاریخ میں یہ موجود ہے کہ یزید کا عامل حرمین میں اور نیز عبدالملک کا

گورنر حجاج عراق و حجاز میں لوگوں سے باکراہ اسی تصریح کیساتھ بیعت لیتا تھا طبری و کامل وغیرہا میں یہ تفصیل اس قصہ کو پڑھ جاؤ۔
یہ مکتوب بہت ہی طویل اور کثیر الفوائد تھا مگر اصل خط کا پتہ نہ لگا اس لئے ناتمام مسودہ درج کیا گیا۔

نور چشم من سلمہ اللہ تعالیٰ — بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ گناہ اور وہ گناہ جس پر وعید سخت ہو بیشک شغل درود کی حضوری میں حجاب سخت پیدا کرتا ہے مگر اسکا علاج کیا ہے وہ بھی سنو اول اظہار ندامت توبہ و استغفار کے ذریعہ سے۔ پھر نہایت خضوع و خشوع حضور صلعم سے طلب مغفرت کا خواستگار ہونا۔ اے فرزند جب خدا کا یہ حکم ہوا کہ گناہوں پر پڑتے بیٹے حضور کے یہاں آؤ اور مغفرت کے خواستگار ہو تو پھر ہم ایسا کیوں نہ کریں ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول (جب حضور صلعم ہمارے لئے مغفرت کریں تو پھر کیونکر خدا کی رحمت و مغفرت سے ہم آغوش نہ ہوگی۔ لوجدوا اللہ توابا رحیما فرمایا گیا ہے۔ ہر چند کہ یہ گناہ حجاب تو ضروری نہیں مگر لقائے حضوری کے جذبات یا اثر کیوں کم ہوں گے۔
احلت یا لیس عن العین انما — اما لک یا منجا شعر للنخافع
اے عزیز اس فقیر کا یہ معمول ہے کہ جب درود شریف پڑھتا ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر اکثر تجدید بیعت کرتا ہوں

اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ
سے اپنا حصہ بھی لیتا ہوں۔ الغرض طالب حضوری کو چاہیے کہ حجاب کو جلد دور
کرے ورنہ زیادہ حجاب سے پھر یہ شغل جمنا اور برزخ قائم رہنا محال ہی اللّٰھم
لا تحجبنی عن رؤیتک طرفۃ عین اور تمھارے دوسرے مضمون کا جواب یہ
ہی کہ تمھارے حضرت نانا صاحب قدس سرہ سے مجھے بیعت و ارادت و ارشاد
و صحبت حاصل ہی مگر مجھے اس جناب قدس سرہ نے اجازت بیعت و خلافت نہیں
عطا فرمائی۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم نے بلا طلب مجھے حضرت
کی اجازت و ملفوظ حضرت مولانا عطا فرمایا۔ پھر اس سلسلہ کی اجازت و
بعض اشغال و اوراد میں نے اپنے ماموں حضرت شاہ شرف مجیب صاحب
اور حضرت شاہ صفت اللہ صاحب قدس سرہما اور حضرت قبلہ مخدومی یحییٰ نا!
صاحب قدس سرہ سے پایا۔ اسلیئے میں حضرت قبلہ کا شجرہ بلا واسطہ کسیکو نہیں
دیتا۔ شیوخ و اساتذہ کے حقوق کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ تم نے اہل ہنگلوہ
کو میرا شجرہ قادریہ قلندریہ بلا واسطہ طبع کرا کر دیا۔ میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ ہاں
ابتدا علاً مجھ تک تمھارا استناد ٹھیک ہی اس لئے کہ اتصال سلسلہ بیعت تو یوں
ہی ہی لیکن آداب مشائخ کو زیادہ تر ملحوظ رکھنا چاہیئے اور حضرت قبلہ نے جو
اپنے شجرہ میں حضرت مولانا ابوتراب و شاہ نور العین قدس سرہما کا نام
درج فرمایا ہی بیشک حضرت قبلہ کو ان لوگوں سے اجازت نہ تھی مگر میں نے
سنا ہی کہ فاتحہ خوانی کے لئے ایسا کیا گیا واللّٰہ اعلم بالصواب۔ مہذا آیندہ
تم ہماری ہی احتیاط پر عمل کرو۔ والدعا۔

محمد سلیمان - قادری چشتی

نورِ چشمِ من سلمکم اللہ تعالیٰ - بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ ہمارے نواب صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ حقایق و معارف میں خود بہت کچھ کر سکتا ہوں ہمیں تصرف و خرق عادات درکار ہے۔ اے عزیز حقیقت یہ ہے کہ ان کو محض غلط فہمی ہو گئی ہے حافظ و جامی کے کسی شعر کے معانی و مطالب یا ظاہر آیات قرآنی و احادیث سے کوئی نکتہ یا لطیفہ پیدا کرنا حقایق و معارف نہیں ہے۔ حقائق و معارف وہ ہیں جو سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ میں مدرکات ہوتے ہیں یا ان مجددیوں کی اصطلاح کے قاعدہ پر سیر آفاقی و انفسی کے درمیان میں حقایق اشیا و فنا و بقا و قرب و معیت و حضور و صفات و ذات جناب باری کے متعلق جو رموز منکشف ہوتے ہیں وہ معارف ہیں پس اس کے مقابلہ میں خرق عادات و تصرفات کی کیا ہستی ہے اسکا تعلق مخلوق سے ہے اور اسکا تعلق خالق سے ہے فشتان بینہما - اولیاء اللہ کے مدارج اور انکا تفاضل اسی معارف الٰہی سے ہے نہ خرق عادت و تصرفات سے تمام اکابر نے اسکی تشریح کر دی ہے عوارف وغیرہ مطالعہ کرو - ہاں بعضے اکابر اظہار خوارق و تصرفات کو غیر پر مامور من اللہ ہوتے ہیں جیسے حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ان کے معارف باعتبار انکے تصرفات اور خوارق کے بہت کم منقول ہیں اس لیے کہ وہ اسکے اظہار پر مامور نہ تھے اور نیز ان کے معارف ہیں ایسی اعلیٰ درجہ کی تنزیہ تھی کہ عامہ اولیاء سے

درک بھی نہیں کر سکتے تھے الا ماشاء اللہ۔
اے عزیز میں نے فقط حضرت قبلہ مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ کو دیکھا کہ وہ عارف باللہ تھے اور خرق عادات و فی الجملہ تصرف انکو حاصل تھا ان کے بعد پھر ایسا کامل متصرف اب تک نہیں ملا۔ اغنیا سے کچھ بحث نہیں۔ باقی ہر مشائخ مشہورین و صاحبان سلسلہ یہ لوگ اپنے خاندانی رسومات عرس و نیازات و توشہ و ختمات و زیارات و مجالس سماع و حال و قال و وجد و جوش و خروش اسی کو عرفان سمجھتے ہیں اسی کو درویشی خیال کرتے ہیں بعضے ان میں عابد و زاہد ہیں بعضے حزب البحر و دعائے حیدری و حرز یمانی و قصیدہ غوثیہ و شجرہ وغیرہ کے عامل ہیں۔ فی الجملہ ان عزائم کا اثر ان میں ہوتا ہے شفائے مرضی و فتح مقدمات و رجوع خلائق و کثرت فتوحات ان کو نصیب ہے عوام اسی کو کرامت سمجھتے ہیں ع "دارد دل دیوانہ ام سودائے لیلائے دگر" میں اسی خیال میں ہوں کہ مجھے ادراک معارف درکار ہے ع "آں ایشانند و من چنینم یارب"
اللھم وفقنی لما تحب و ترضیٰ۔ والسلام

محمد سلیمان۔ قادری چشتی

بنام مولوی محمد شریف اعظم صاحب

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ معارف شناسی میں بیعت کی کیا بحث ہے مجھے اس کی تفصیلی خبر نہیں۔ یہ رسالہ شاذ و نادر ہی کبھی پڑھا کرتا ہوں۔ علمائے و مشائخ ہندوستان نے

مختصر طور سے بیعت کی بحثیں کی ہیں۔ سیر الاولیا سبع سنابل لطائف اشرفی وغیرہم مطالعہ کرو مگر اے عزیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے القول الجمیل میں جس قدر لکھا ہے وہ سب سے بہتر اور مدلل بکتاب وسنت ہے اور علامۂ قشاشی کی کتاب السمط المجید اس سے بھی بہتر وکافی ووافی ہے حیدرآباد سے منگا کر بغور اسے مطالعہ کرو۔ تصوف وحدیث دونوں اسمیں جمع ہے اور اس فقیر نے بھی سلسلۃ الکرامۃ میں مختصراً یہ مباحث درج کر دیئے ہیں۔ اسوقت پھر اس سے برسبیل اختصار ملتقط کر کے لکھتا ہوں —

مشائخوں میں اسوقت تین قسم کی بیعت جاری ہے بیعت توبہ، بیعت برکت یعنی دخول در سلسلہ، بیعت ارادت۔ یہ سب بیعت سنت سنیہ سے خالی نہیں اور آیات متبرکہ ان الذین یبایعونک الی آخرہ کے تحت میں ہیں اس لئے کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد۔ اب رہی یہ بات کہ ہر شیخ سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک اس بیعت کا سلسلہ متصل ہے یا نہیں تو اس بارہ میں اس فقیر کی تحقیق یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرون اولیٰ میں بجز بیعت خلافت کسی اور بیعت کا سلسلہ نہ تھا بلکہ فقط صحبت وتادب یکے بعد دیگرے متوارث رہا یہاں تک کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کا وقت آیا۔ انھوں نے اس صحبت وتادب کی علامت کے لئے الباس خرقہ کیا کیونکہ اس کی اصل سنت سنیہ میں موجود تھی۔ پھر بیعت وکلاہ وتحلیق وموے تراشی وغیرہا کا رواج ہوا کیونکہ ہر چیز کی اصل فی الجملہ سنت سنیہ میں موجود تھی اور ہر چند بعضے

مشائخ چشتیہ و کبرویہ وغیرہما نے الباس خرقہ کو معنعن رسول اللہ صلعم
تک پہونچایا ہے مگر محدثین باجمعہم اس سے بالکل ناآشنا ہیں اور محققین
صوفیہ مثل شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و شیخ محی الدین ابن عربی حضرت
جنید ہی تک اس خرقہ کو منتہی کرتے ہیں اور اس سے آگے پھر صحبت و
تادب ہی کو مسلسل کرتے ہیں سیر الاولیا میں حضرت سلطان المشائخ سے
منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ رایت بخط شیخ الاسلام شہاب الدین
السہروردی انہ ذکر الباس الخرقہ الی الجنید وبعدہ اقتصر
علی الصحبۃ۔ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں
صاف تصریح کردی ہے الخرقۃ عندنا انما ھی عبارۃ عن الصحبۃ
والادب والتخلق ولھذا لا یوجد الباسھا متصلا برسول اللہ
صلعم ولکن یوجد صحبۃ وادبا وھو المعبر عنھا بلباس التقوی
اور شطنوفی نے بھی بہجۃ الاسرار میں حضرت غوث الثقلین کے اسناد خرقہ
میں حضرت معروف کرخی سے اوپر صحبت و ادب ہی مسلسل کیا ہے۔ اور
حضرت شیخ ابن عربی اپنے خرقہ قادریہ میں لکھتے ہیں ولبس التمیمی من یدہ
الی ابکر محمد بن خلف بن جحدر الشبلی ولبس الشبلی لا لبس صحب ابا القاسم
الجنید بن محمد وتادب بہ والجنید صحب خالہ السری السقطی واخذ
عنہ وتادب بادبہ والسری صحب معروف بن فیروزان الکرخی ومعروف
صحب علی بن موسی الرضا الخ
اور حضرت شیخ سعید الدین فرغانی نے اپنی کتاب مناہج العباد

میں تصریح کر دی ہے کہ مریدان تین طریقوں سے مشائخ سے منتسب ہوتے ہیں ایک خرقہ، دوسرے تلقین، تیسرے صحبت و خدمت و تادب اور بقول شیخ الشیوخ صحبت و خدمت کا درجہ زیادہ ہے۔ اس فقیر کے خیال میں تلقین ذکر بھی بیعت ہے جو متوارث مشائخ متاخرین میں ہے۔ اور بیعت اگرچہ سنت ہے مگر درویشی و عرفان اسپر موقوف نہیں اگلی بزرگوں نے خرقہ و تلقین ذکر کو مسلسل اسناد کیا ہے بیعت کو سلسلہ بسلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نے نہیں پہونچایا ہے اور قدما میں تو بجز خرقہ و صحبت و تلقین کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر مرید ہونے کا کوئی مذکور ہی نہیں عوارف و آداب المریدین وغیرہا میں اسکی بحث ہی نہیں کی گئی ہے۔ حضرت غوث الثقلین نے کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہیں کتب سیر میں اسکا پتہ نہیں البتہ خرقہ کا ذکر اور اس کا اسناد باتفاق کیا جاتا ہے۔ ہاں انیس الارواح سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور کلاہ چہار ترکی سر پر رکھا اور مقراض رانی کی۔ اور حضرت قطب صاحب نے اپنی بیعت کے ذکر میں اسی قدر فرمایا ہے کہ ”ہماں زماں بہ شرف نعمت مشرف شدم و کلاہ چہار ترکی از ناصر الصغرا بسر این ضعیف زینت یافت“ یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت فرید گنجشکر بھی اپنے ارادت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر نہیں فرماتے ہیں مگر کلاہ چہار ترکی سر پر رکھنے کا ضرور ذکر فرماتے ہیں علی ہذا القیاس حضرت سلطان المشائخ بھی اپنے ارادت میں کلاہ چہار ترکی زیب سر کرنیکا ذکر فرماتے ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا مذکور نہیں فرماتے

مگر سیر الاولیا میں اس جناب سے منقول ہے کہ "ہمدراں روز بیعت کردم" کیفیت بیعت مذکور نہیں مگر کلاہ چار ترکی - اور پھر کئی دن کے بعد محلوق ہونا - اور حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنجشکر رح نے حضرت بدر الدین سلیمان اور ایک دوسرے اپنے صاحبزادہ کو حضرت پیرزادہ چشت سے مرید کرایا سیر الاولیا وغیرہ میں بھی اس کی کیفیت یوں ہی لکھی ہے کہ حضرت بابا نے کلاہ ان کے دست مبارک میں دیا انھوں نے ان صاحبزادوں کے سر پر رکھا - ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اس کا کوئی ذکر نہیں کیا - علی ہذا القیاس اسی سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ علاء الدین حضرت بابا کے پوتے اور جانشین جو اس زمانہ کے علمی اور عرفانی دنیا میں بہت ممتاز شیخ تھے - ان کی خدمت میں جب کوئی مرید ہونے آتا تو خادم سے فرماتے کہ اسکو حضرت اقدس بابا صاحب کے پائیں مرقد منور لے جاؤ اور کلاہ سر پر رکھو بس یہی ہے مریدی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اس کا کوئی ذکر نہیں ہے -

اور ہمارے سر سلسلہ حضرت تاج العارفین رح شاہ محب اللہ قلندر نے جو اپنے شیخ حضرت خواجہ عماد الدین قلندر سے بیعت کی اس میں فقط مصافحہ و معاہدہ تھا موئے تراشی اور کلاہ چار ترکی کا کوئی ذکر اس میں نہیں ہے - اس قسم کے صدہا روایات و حکایات ہیں پس معلوم ہوا کہ مریدی کیلئے کوئی خاص نہج کی پابندی نہ تھی کوئی ہاتھ میں ہاتھ دیکر مریدی کرتا کوئی کلاہ سر پر رکھتا کوئی الباس خرقہ کرتا کوئی فقط القاء کلمۃ الحق کرتا کوئی مجموعہ آداب سے کام لیتا

غرض ہر طرح سے مریدی ہو جاتی ہے ہاتھ پر ہاتھ شرائط مریدی نہیں ہے
فقیر کے نزدیک بیعت کے مفہوم میں بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا داخل نہیں
فقط معاہدہ سے بیعت ہو جاتی ہے بعضے اکابر صحابہ نے بیعت خلافت بھی
فقط اپنے زبانی معاہدہ سے کی ہے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا ہے اور عورتوں
کی بیعت میں بھی فبایعھن وارد ہے مگر بروایات بخاری فقط زبانی معاہدہ
تھا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔

اب رہا تکرار بیعت اور مختلف جا ارادت کا مسئلہ اس کا
جواب یوں ہے کہ قدما زمانہ تابعین ومن بعدہم نہ ایک طریقہ خاص کے
پابند اور نہ ایک شیخ پر اقتصار کرتے تھے مختلف شیوخ کی صحبت سے مستفیض
ہوتے تھے ہاں کسی ایک کا رنگ جب ان میں زیادہ غالب ہو جاتا تو اسی طرف
وہ منسوب ہوتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث رسالہ تصوف ازالۃ الخفا
میں فرماتے ہیں وما کانوا یقتصرون علی شیخ واحد ولا بسلسلۃ
واحدۃ بل کان کل واحد منهم یصحب مشائخ کثیرۃ ویرتبط
بسلاسل متعددۃ الخ اور یہ قدما کا طریقہ وطرز ایک مدت تک جاری
رہا جیسا کہ متقدمین کی کتب سے ظاہر ہے مگر متوسطین ومتاخرین ضرورت ومصالح
زمانہ کی وجہ سے قدما کے انداز میں تبدیلی وتغیر ضرور کرتے آئے ہیں پس ہمارے بعضے
اکابر متاخرین کبرویہ وسہروردیہ وچشتیہ نے اپنے موجودہ زمانہ کے انداز کو خیال کر کے
یہ فیصلہ کیا کہ اب روحانیت کی تجلی قدما کے زمانہ سے پرزور نہیں ہے اور نہ ہر قلب کو استفاضہ
کی کافی صلاحیت ہے اس لئے مختلف ارادت وصحبت سے نسبت میں

استقامت نہ ہوگی اور تجلیات گذشتہ ہوکر انکشافِ وحدت میں خلل انداز
ہوں گے اس لیے ارادت کو پہلے ایک ہی شیخ سے وابستہ کرنا چاہیے
پھر بعد استقامت کے بعد مختلف فیوض حاصل کرسکتا ہے جہاں سے
چاہے۔ اگرچہ یہ مصلحت نہایت ضروری ہے مگر قدما کے طریقہ کو غلط کہنے
کی جرات کسی محقق سے نہیں کی اس لیے حضرت سلطان المشائخ نے اسی
فرمایا کہ بعض مشائخ ایسا کرتے ہیں مگر میں اسکو پسند نہیں کرتا اور میرے
نزدیک یہ کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ سیر الاولیا میں ہے اور حضرت
مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ آداب طریقت میں زیادہ تر انہیں
متاخرین چشتیہ کی اتباع کرتے ہیں اسلیے انھوں نے بھی اپنے مکتوبات و ملفوظات
میں تکرار بیعت و ارادت کی مخالفت کی ہے اور حضرت سعید الدین فرغانی نے اسکی
اونی تفصیل فرمادی ہے کہ در نسبت خرقہ و ارادت و نسبت و تلقین ذکر دو شیخ
گرفتن روا نیست اما در نسبت صحبت محمود است لیکن بشرط اجازت یا فوت
صحبت شیخ اول چنانچہ این ضعیف بعد از مفارقت خدمت و صحبت شیخ نجیب الدین
قدس سرہ از خدمت مولانا سیدنا و شیخنا صدر الحق والدین وارث علوم
سید المرسلین سلطان المحققین محمد بن اسحق القونیوی قدس اللہ سرہ و از
شرف صحبت و ارشاد ہدایت و اقتباس فضائل و آداب ظاہر و باطن و علوم
شریعت و طریقت و حقیقت تربیت یافت الخ کذا فی نفحات الانس۔

اے عزیزان فتاوی مشائخ سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ خرقہ ارادت و
تلقین تکرار نہیں ہوسکتا مگر صحبت ارشاد کے قصد میں مضائقہ نہیں اور

شیخ اوّل کی رحلت کے بعد تو وہ طالب مختار ہے مگر حیاتِ شیخ میں اسکی اجازت درکار ہے لیکن مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلبِ حق واجب ہے اگر ایک جگہ کشود نہ ہو تو کیوں نہ دوسرے شیخ کو نہ ڈھونڈھیگا پیر اوّل کی طرف سے مجاز ہو یا نہ ہو وہ بلا انکار پیر اوّل دوسرے حلقہ سے مستفیض ہو سکتا ہے اور یہ شعر فرماتے ہیں ؎

آنجا کہ نشستی و نہ شد جمع دلت — واز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش — ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

حضرت امام ربانی اپنے بعضے مکاتیب میں فرماتے ہیں در حین حیات پیر اوّل اگر طالبِ رشد خود را در جائے دیگر بیند بے انکار پیر اوّل جائز است کہ پیر ثانی اختیار کند حضرت خواجہ نقشبند در باب تجویز ایں معانی از علمائے بخارا فتویٰ درست فرمودہ بودند۔ اور مشائخ نقشبندیہ بالخصوص مجددیہ اسی پر عمل درآمد کرتے رہے ہیں خود حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ اپنے ایک شیخ کی حیات میں دوسری جگہ جا بیٹھے شیخ اوّل نے فی الجملہ اظہار ملال بھی کیا مگر آپ اپنی معذوری فرماتے رہے مگر ادب اس شیخ کا بھی بدستور کرتے رہے مرقاۃ شرح الطریقہ اور ارشاد الطالبین میں ہے اگر شخصے بخدمت شیخے مدتے بہ حسن اعتقاد ماند و در صحبت او تاثیر نیافت واجب است بر و کہ ترک او کند و شیخ دیگر تلاش نماید ورنہ مقصود و معبودش شیخ باشد نہ خدا و ایں شرک است حضرت عزیزاں علی رامیتنی پیر طریقہ نقشبندیہ می فرمایند ؎

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت الخ

ای عزیز

اب ہندوستان کی مروجہ پیری و مریدی اور بالخصوص ہمارے صوبۂ بہار کی تو اس سے متعلق اسیقدر کہوں گا کہ عموماً تو یہ پیری و مریدی محض رسم اور اپنے حلقہ کی توسیع اور ذریعہ رزق ہے اسکو للہیت اور خدا پرستی سے کیا سروکار۔ اور اگر انکو اس سے اجازت صحیح بھی ہو تو وضع الشئی فی غیر محلہ کی وجہ سے اپنی اصل حقیقت پر باقی نہیں پھر بزرگوں کی پیری و مریدی سے کیا نسبت۔ پیرزادہ ہوں یا صاحب سجادہ ہوں مگر جب اپنے بزرگوں کی روش پر نہیں تو ان کی پیری و مریدی بھی صحیح نہیں فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا پر انھیں غور کرنا چاہئے

اور ماشاء اللہ جو لوگ خاص ہیں اور حق پیرزادگی اور سجادگی کما ینبغی ادا کرتے ہیں اور اپنے بزرگ و شیخ کامل کی خدمت میں منازل سلوک طے کر چکے ہیں وہ بیشک شیوخ طریقت سے ہیں ان کی صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوٰۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا یعنی جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد میں مشغول ہیں اور ذات مولیٰ کے طالب ہیں انکی معیت میں اور انکے ساتھ رہنے میں اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہارا التفات ان پر سے ہٹنے

نہ پائے کہ دنیوی ساز وسامان کی وجہ سے انھیں چھوڑ دو اور دیکھو اسکی اطاعت نہ کرنا جسکا دل میری یاد سے غافل ہو اور اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑا ہو اور اس کی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہو۔

مگر اے عزیزان مقدس نفوس حضرات کے یہاں بھی ہزارہا مریدان ہیں دس بارہ بار بیعت ارادت کرتے ہیں ورنہ بیعت برکت و توبہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پس جو ارادت میں کامل ہے وہ بیشک دوسرے شیخ کے پاس بلا اجازت اس کے نہیں جاسکتا ہے مگر بیعت برکت و توبہ کے تکرار و تعدد میں میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ حرمین شریفین اور بلاد مصر اور ملک مغرب کے مشائخ صوفیہ بے تکلف اسکو جائز رکھتے ہیں اور وہاں اسکا رواج بھی ہے حضرت مولانا شاہ عبدالحق نقشبندی مہاجر مکی متع المسلمین بطول بقائہ نے بھی اس تکرار بیعت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور حضرت مخدوم شرف جہاں قدس سرہ کی عبارت سے سند پکڑنا اور اس سے عموماً تعدد بیعت کو ناجائز قرار دینا یہ ان متشیخین کی خوش فہمی ہے۔ مخدوم جس ارادت کو فرماتے ہیں وہ اس زمانہ میں کہاں ہے پس اس کے احکام کیونکر مترتب ہوں گے مثل مشہور ہے اذا لم یکن راس المال فکیف تربح یعنی جب اصل پونجی ہی نہیں تو نفع کس چیز کا ہوگا۔ لہٰذا وہ حقیقی ارادت جہاں موجود ہو فتویٰ بھی قائم رہیگا والا فلا۔

اور یہ جو کہ نماز روزہ اور شے ہے اور درویشی و عرفان اور چیز یہ سب زنادقہ و ملاحدہ کے اقوال ہیں عموماً اہل اسلام اور خاصکر مشائخ

طریقت کی زبان سے یہ ناپاک جملہ نکل ہی نہیں سکتا ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

اے عزیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون پس مومنین کیلئے اصلی عرفان یعنی فلاح خشوع نماز میں ہے نہ رقص و سرود میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ جب حضرت صلعم کے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے تو پس اس عرفان سے اعلیٰ کون عرفان ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا واسجد واقترب یعنی نماز پڑھو اور تقرب چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے معیت کی تجلی خاص نماز میں ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ یعنی اگر نماز قایم رکھو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ عارف نمازی کیلئے نماز نور و برہان و نجات ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت اسکو نصیب ہے اور بے نمازی مشائخ و پیرزادے فرعون و ہامان کی معیت میں ہو گئے مسند امام احمد میں روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کے ذکر میں فرمایا۔ من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا و نجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ یوم القیمۃ و کان مع قارون و فرعون و ھامان و ابی بن خلف۔ تمامی سلسلہ طریقت میں نماز کے خشوع کی اور عرفانی مواجید کی ایک خاص تعلیم ہے جو منتہی کو بتائی جاتی ہے یہ جاہل متشیخ فقط اذکار اور دو ایک

توحیدی مراقبہ پھر وجد و حال و شورش کو عرفان سمجھتے ہیں حقیقت میں
ابھی انھوں نے اس راہ میں قدم بھی نہیں رکھا ہے علم الیقین بھی ابھی
انھیں نصیب نہیں ہوا ہے عین الیقین اور حق الیقین کو وہ کیا جانیں۔
اے عزیز سالک کو کیفیت حضوری و عروجی استقامت کیساتھ نماز ہی میں
ہوتی ہے اسی لئے الصلوٰۃ معراج المومنین فرمایا گیا ہے یہ جہال مشائخ
جو نماز کی کچھ قدر و قیمت نہیں کرتے اس دولت سے بالکل محروم ہیں
اے عزیز تمنے میرے مجھلے ماموں صاحب کو دیکھا تھا ان کے عرفانی نماز
کے اثر کو خیال کرو۔ اور حضرت قبلہ کی نماز ہر دم میری آنکھوں کے سامنے ہے
واللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عبد اللہ ابن عمر وغیرہ صحابہ کرام نماز پڑھ رہے
ہیں بالخصوص نماز صبح میں جب امامت فرماتے تو عوام مقتدیوں کے دلوں میں
انکا عرفانی انوار صاف طرح سے تمیز میں آتا تھا خیر ہمارے حضرت کی تو بڑی
شان تھی انکا خادم ملک امیر علی مرحوم جس تعدیل ارکان سے نماز ادا کرتا تھا
کہ آج ہم مولویوں کو اسپر رشک زیبا ہے اور آج بھی بحمد اللہ جناب شاہ محمد مراد اللہ
صاحب قبلہ اور عزیزم مولوی محمد محی الدین سلمہ اللہ تعالیٰ نمونہ سلف ہیں
کثر اللہ امثالہم فینا۔ مرحوم حسن میاں نے لکھنؤ میں ایکدفعہ نماز جمعہ پڑھائی۔
[illegible] ایک باخبر شیخ بھی مقتدی تھے ان پر عجیب کیفیت طاری ہوا پھر مسجد سے آئے تو
لگے کہ یہ کتنے زمانہ کی مشق ہے میں نے عرض کیا تین برس کی۔ وہ بہت ہی متحیر ہوئے پھر
حضرت مولانا رسولنما قدس سرہ کے ملفوظ سے رسالہ صلوٰۃ میں نے انکو دکھایا وہ
فرمانے لگے کہ سبحان اللہ ایسے فقیر اب کہاں اللہ اکبر کیا ملاحظہ تمام عرفان کا علم کافی ہے

عرض کیا بجا ہے ؎ اوّلِ ما آخرِ ہر منتہی ۔ آخرِ ما جیبِ تمنا تہی

اب تیسرے سوال کے متعلق میں تفصیلی جواب سے معافی چاہتا ہوں

اس بارہ میں میرا ایک خاص رسالہ ہے جسکا نام علم ظاہر و باطن ہے اور کرٹا مانکپور
دفتر الاحسان سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے وہاں سے منگا کر سب پڑھ جاؤ
اس سے بالکل تشفی ہو جائے گی معہذا اسوقت کچھ علی سبیل الاختصار بزبان
قلم کچھ کہے دیتا ہوں۔ ہوش و گوش سے اسپر غور کرو۔

شریعت طریقت حقیقت اس طرح سے باخود باہم مسلسل و وابستہ ہیں
کہ انمیں جدائی ہو ہی نہیں سکتی۔ شریعت زادِ راہ سفر اور اس کے ساز و سامان
کا نام ہے۔ طریقت اس زادِ راہ سفر کے ساتھ راستہ چلنا اور منزلیں طے کرنا ہے
حقیقت منزلِ مقصود پر پہنچ جانا ہے پس کیا کوئی عاقل بغیر ساز و سامان سفر
قطع منازل اور سفر کو پسند کرتا ہے اور بغیر سفر و قطع منازل کیا کوئی منزلِ مقصود
تک پہنچ سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس آپ سمجھ لو کہ بغیر شریعت طریقت نہیں
اور بغیر طریقت حقیقت و معرفت نہیں جو صاحب اسکی مخالفت کریں پیرزادہ ہوں
یا مشائخ اپنے کو قادری کہیں یا چشتی نقشبندی بنیں یا سہروردی فردوسی کہلائیں
یا ابوالعلائی۔ یہ لوگ درحقیقت ملحد و زندیق ہیں اور ان مقدس ناموں کو
بدنام کرتے ہیں یہ میرا فتویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم
مشیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ کا فتویٰ ہے وہ اپنے ۲
ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "واجب است کہ راہ طریقت بموافقت
شریعت سپرد و ہر کہ راہ بینی در طریقت موافق شریعت نبود او را از طریقت

ہیچ فائدہ نبود - آں مذہب ملحدان ست کہ قیام یکے بے دیگرے روا دارند و گویند چوں حقیقت کشف شد شریعت برخیزد برآں اعتقاد لعنت باد ظاہر بے باطن نفاق ست و باطن بے ظاہر زندقہ است ظاہر شریعت بے باطن نقص ست و باطن بے ظاہر ہوس - ظاہر با باطن پیوستہ است دراصل کہ ہیچ کس جدا نکردست - لا الٰہ الا اللّٰہ حقیقت است و محمد رسول اللّٰہ شریعت است اگر کسے خواہد در حالت صحت ایمان یکے را از دیگرے جدا کند نتواند و خواستنش باطل بود -

حضرت مخدوم قدس سرہ کا یہ فرمانا کہ محمد رسول اللّٰہ شریعت ہے اس نے اس امر کو صاف ظاہر کر دیا کہ جس نے شریعت کو چھوڑا اور امور شرعیہ کی پروا نہ کی وہ درحقیقت حضور محمد رسول اللّٰہ سے بے سروکار ہو گیا اور اب وہ محمدی نہیں باقی رہا کسی ولی و بزرگ کا نام جپے سب بیکار و برباد ہے

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت　　بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اب اس طریقت و شریعت و حقیقت کو ایک دوسرے عنوان سے سمجھو شریعت زینہ ہے - طریقت زینہ پر چڑھنا اور اس کے منازل طے کرنا - حقیقت اس زینہ پر چڑھ کر قصر مقصود پر پہونچنا - اب غور کرو بغیر مضبوطی زینہ اور بغیر ان سیڑھیوں کے طے کئے ہوئے کیا کوئی بام مقصود پر پہونچ سکتا ہے ہرگز نہیں - ہاں یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب قصر مقصود پر آ گئے تو اب زینہ کی کیا حاجت باقی رہی اسکا جواب یہ ہے کہ عارف ہمیشہ ایک حالت پر

نہیں رہتا اور نہ ایک مقام میں مستقر بلکہ ساعت فساعت ؎

اگر درویش برجائے بماندے — سر دست از دو عالم بر فشاندے

کبھی عروج ہے کبھی ہبوط غرض چڑھاؤ اتار ہوتا ہی رہتا ہے پس اگر زینہ توڑ دیا گیا تو نزول و رجوع کی کیا صورت ہوگی بجز اس کے کہ دفعتہً گر کر ہلاک و برباد ہو جائے اعاذنا اللہ منہ۔

علاوہ ازیں

ہم امت محمدیہ فقط مہتدی ہی نہیں بلکہ ہادی بھی ہیں پس اگر زینہ برباد کر دیا گیا تو دوسرے کو اس مقام رفیع تک کیونکر پہنچائیں گے۔ فالشریعۃ شعاری والطریقۃ دثاری۔ والسلام

بنام مولوی شاہ نور الحسن صاحب پھلواری

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ دربارہ سلسلۂ نقشبندیہ جو آپ سے گفتگو ہوئی تھی اسی کو تفصیل سے سمجھائے دیتا ہوں۔ نواب سید نور الحسن خان صاحب بہادر بحر فن تصوف و سیرۃ اولیاء میں محقق کامل ہیں وہ فیض رحمانی میں فرماتے ہیں (تصوف کا سرچشمہ اہل بیت ہیں) موافق حدیث شریف کے دو چیزیں آنحضرت صلعم نے چھوڑی ہیں ایک قرآن شریف دوسرے اہل بیت اور ارقبوا محمدا فی اہل بیتہ حضرت صدیق اکبر رض کا قول ہے سو تمام طرق اولیا کا منشا اہل بیت ہیں اور جملہ سلاسل امام اہل بیت حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ملتے ہیں حتی کہ طریقہ نقشبندیہ بھی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے متصل ہے اور انا مدینۃ

العامدو علی بابہا سے مراد علم سینہ ہے
مزید تفصیل اسکی یوں ہے کہ طریقہ نقشبندیہ لقاءً و عنعنۃً و تحدیثاً
و ادباً و صحبتہً بالکل علوی ہے اس لیے کہ امام الطائفہ حضرت خواجہ عبدالخالق
عجدوانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے مستفیض ہوئے اور وہ حضرت
خواجہ ابوعلی فارمدی سے اور وہ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی سے اور وہ
حضرت ابوعثمان مغربی سے اور وہ ابوعلی کاتب مصری سے اور وہ ابوعلی
رودباری سے اور وہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو سری
سقطی انکو معروف کرخی انکو امام رضاً سے الخ چونکہ اتصال اسی طریقہ میں
ہے اس لیے خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں اور شاہ ولی اللہ محدث انتباہ
میں شجرہ سلسلہ نقشبندیہ یوں ہی نقل کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رض
کیجانب انتساب اس سلسلہ کا محض بطور اویسیت ہے یعنی حضرت ابوعلی فارمدی
کو فیض روحانی حضرت ابوالحسن خرقانی سے ہے انکو اویسیت روح حضرت
بایزید بسطامی سے ان کو روح پاک سیدنا امام جعفر صادق سے اور امام جعفر
صادق کی نسبت ثانی اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے ہے اور
حضرت قاسم کو حضرت سلمان فارسی سے انکو حضرت امیر المومنین صدیق رض
اکبر سے مگر با سر کتب تاریخ و رجال سے یہ ثابت ہے کہ قاسم کی عمر حضرت سلمان
کی موت کے وقت چار برس کی تھی اور وہ مدائن میں تھے اور یہ مدینہ میں تھے
پس غایت الامر یہ نسبت سلمانی بھی اویسی ہوئی غرض اس صورت میں اتصال ظاہری
ممکن نہیں ہے محض فیض صدیقی اس سلسلہ کو اور سے منسوب کرتا ہے مگر فیض و اکتساب

مخصوص اس طریقہ نقشبندیہ کیسا تھ نہیں ہوسکتا ہے قادریہ وسہروردیہ بھی بالخصوص صدیقیہ ہوگا اس لئے کہ یہ دونوں سلسلے بھی حضرت امام جعفر صادقؓ تک پہونچتا ہے پھر اس جناب کی نسبت صدیقیہ سے کیوں محروم رہیگا پس اس فقیر کی تحقیق یوں ہے کہ طریقہ نقشبندیہ باعتبار اصل شجرہ کے مثل دیگر سلاسل کے علویہ ہے ہاں اسکے روش سلوک میں نسبت صدیقیہ ہے اس لئے انتساب اسکا اسطرف مرجح ہے جیسا کہ زبدۃ المقامات میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے کلمات سے منقول ہے۔ دررسالہ احراریہ مسطور ست کہ نسبت ما بحقیقت نسبت اہل بیت ست - یہ گویا اصل شجرہ کو بیان فرماتے ہیں اور ایک جگہ اپنے روش طریقہ کو یوں ظاہر فرماتے ہیں ایں طریقہ بحقیقت طریقہ حضرت صدیق اکبر ست چہ ایشانرا کمال نسبت حبی بحضرت رسالت صلعم بود وفیض بہماں راہ میگرفتند چنانچہ نزد اہل تحقیق مقرر ست و صاحب رشحات از خواجہ ناصر الدین عبداللہ ایں معنی را بہ تفصیل نقل میکند ومیگوید میفرمودند کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کہ بصدیق اکبر منسوب است از حیثیت ایں نسبت حبی است چہ طریقہ ایشان در حقیقت نگاہداشت ایں نسبت حبی ست انتہیٰ

عزیز من! اب ہندوستان میں نقشبندیہ طریقہ دو طرح سے جاری ہے اور دونوں حضرت خواجہ عبیداللہ احرار تک جا کر ملجاتے ہیں مگر روش علیحدہ علیحدہ ہے اوّل نقشبندیہ مجددیہ جس کی اجازت بہت زیادہ ہے اور علما وفضلا زیادہ تر اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں - دوسرا نقشبندیہ ابوالعلائیہ جس کی اشاعت ہمارے صوبۂ بہار میں بالخصوص زیادہ تر ہے اوّل میں فیضان قادریت ہے اور دوسری میں نسبت چشتیت

جو بینا کار ہیں وہ ان رنگوں کو خوب پہچانتے ہیں۔ عارف محقق نواب سید نورالحسن خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ گنجینۂ فقر میں فرماتے ہیں۔ نسبت اکابر نقشبندیہ نسبت ندماً اور دوستانِ خدا کی ہے۔ لہذا تہذیب ظاہر و باطن میں امتیاز خاص رکھتے ہیں اور نسبت بزرگان قادریہ نسبت اراکین سلطنت ہے جسکا ملک سے تعلق خاص ہے لہذا بے مدد روحانیت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کوئی اس مقام پر نہیں پہونچتا کما تقرر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آخر مکتوبات میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو منیب اور اپنے کو نائب انکا تحریر فرمایا ہے فافہم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت قطب زماں شیخ العرفا مولانا و مرشدنا شاہ فضل رحمٰن قبلہ قدس سرہ کے کثرت تصرفات وکرامات اور احاطت تمام ببانگ دہل یہ کہ رہے ہیں کہ اس جناب میں بھی یہی نسبت قادریہ غوثیہ غالب تھی اور یہی وجہ تھی کہ عموماً بیعت حضور کے یہاں طریقہ قادریہ ہی میں ہوجاتی تھی مگر یہ طرفہ تماشا ہے کہ اس فقیر کو حضرت نے ایک دفعہ نسبت اویسیہ محمدیہ سے سرفراز فرمایا جسکا غلبہ و استیلا مجھ پر چھ ماہ سے زیادہ تک رہا اور ایکبار حضرت نے یہ کہکر کہ مجھے سلطانجی سے عشق ہے ایسی پر زور نسبت عشقیہ چشتیہ کی توجہ مجھے دی کہ آج تک اس سے بکیف ہوں۔ ع "دگر دلم زیر بار منت اوست"۔ بڑے حضرت یعنی شاہ محمد آفاق صاحب قبلہ مدت دراز تک آستانۂ محبوب الٰہی میں روزانہ جاکر استفاضہ فرماتے تھے اور حضرت کو تو ان سے عشق ہی تھا اسلیے ہمارے حضرت مولانا ولایت چشتیہ میں بھی تصرف

تام بہکتے تھے بات کہاں سے کہاں پہونچی ۔ اب پھر جناب نواب صاحب کی تقریر
کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جناب نواب صاحب نے نسبت قادریہ میں فرمایا کہ
ملک سے تعلق خاص ہے ۔ ظاہر ہے کہ قطبیت کبریٰ کا یہی اقتضا ہے مگر شاہ ولی اللہ
محدث رحمہ اس مضمون کو ایک اور ہی پیرایہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ جب حضرت
شیخ عبد القادر رضہ نے وفات کی تو وہ بہ ہیئت ملاء اعلیٰ ہو گئے اور وہ وجود
جو تمام عالم میں ساری ہے انہیں منعکس ہو گیا پس ان کے طریقہ میں روحانیت
اور زندگی ہو گئی اور رہیگی اور گویا وہ عالم میں ساری ہیں اصل عبارت
تفہیمات الٰہیہ کی یوں ہے فالقادریۃ قریبۃ من الاویسیۃ والروحانیۃ
فان کان التعلیم من الشیخ الظاھر ولہا قدم فی الارتباط بالشیوخ
وتوجہ المشائخ الی الطالب لیست لغیرھا وذلک لان الشیخ عبد
القادر لہ منجۃ من السریان فی العالم وذلک انہ لما مات
صار بہیئۃ الملاء الاعلیٰ وانطبع فیہ الوجود الساری فی العالم
کلہ فحصل من ھذا الوجہ روح فی طریقۃ انتہیٰ ۔ شاہ صاحب کی
یہ تقریر اگرچہ بالکل جدید نہیں ہے مگر ان کے زبان قلم سے یہ سر لطیف ایک
عمدہ وضع میں ظاہر ہونا نہایت ہی لطف خیز ہے کاش اہل بدعت و دیوبند یہ حضرات
مجھ سے لطف اٹھاتے تو مزہ تھا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

بنام مولوی حافظ عبد الغنی صاحب

([illegible])

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد سلام مسنون و دعا خیر مدعا یہ ہے

کہ کارڈ و لفافہ آپکا سب پہونچا ذوق و شوق آپکا قابل قدر ہی اور خواب مبارک ہی اور آیندہ کے لیے بشارت ۔ دوگانہ غوثیہ کے متعلق جو آپ نے اجازت چاہی تھی آپ کو مَیں نے اجازت دی آپ پڑھا کریں مگر قبل اس کے کہ مَیں اپنا طریقہ خاص آپ کو القا کروں اتنا آپ کو سمجھ لینا ضروری ہی کہ جو اشغال و اوراد و ادعیہ ماثورہ ہیں اس کے معانی و الفاظ دونوں ہی میں برکت ہوتی ہی اگر فی الجملہ معانی کا ذہول ہو جائے تو کم سے کم الفاظ کی برکت ہی کا فائدہ ہوگا اور ثواب سے خالی نہیں ۔ بخلاف اس کے جو مشائخ صوفیہ سے اشغال و اوراد غیر ماثورہ منقول ہیں اس میں فقط ملاحظہ معانی ہی کا فائدہ ہے اگر وہ معانی و مطالب پیش نظر نہ ہوں تو محض فضول و تضییع اوقات ہی اور آثار مترتب نہ ہونگے اور جسکو عامل اثر سمجھتا ہی وہ حقیقی اثر نہیں ہی بلکہ اسکا حِس مرکب ہی ۔ اس تمہید کے بعد آپ یوں سمجھیے کہ حضرت غوث الثقلین سے کتب معتبرہ مناقب مثل بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و خلاصۃ المفاخر وغیرہا میں یوں منقول ہی کہ حضور نے فرمایا ہی کہ من استغاث بی فی کربۃ فرجت عنہ و من توسل بی فی ... خلاصہ اسکا یہ ہی کہ وہ جناب ؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مصیبت میں ہماری طرف فریاد کرے اور خداوندی سرکار میں مجھے وسیلہ بنائے تو اسکی مصیبت دور ہو اور مقصد میں کامیاب ہو ۔ اور یوں بھی فرمایا گیا ہی کہ حل مقصود کے لئے خالصاً مخلصاً دو رکعت نماز پڑھے نفل اور بعد نماز خداوند کے حضور میں ہمارے وسیلہ سے عرض حاجت کرے پھر گیارہ قدم عراق کی طرف چلے اور مجھے یاد کرے تو اپنے مقصود میں فائز المرام ہوگا ۔

پس اصل دوگانہ غوثیہ اسیقدر ہے ہمارے مشائخ قادریہ اس کو صلوۃ الاسرار
اور صلوۃ العشق بھی کہتے ہیں اور بیشک مفید اور بہت مفید ہے مگر ہر خاندان
کا طریقہ اپنے اپنے انداز ذوق و شوق اور الفاظ و جذبات میں علیحدہ علیحدہ
ہے مگر اصل اور حاصل تمام ایک ہے۔ میرے باپ دادا اس دوگانہ کے پڑھنے
عامل رہے ہیں اور مجھے اسکی اجازت اپنے چچا حکیم غلام قادر قدس سرہ سے ہے
اور پھر مجھے اپنے استاد جناب مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور
جناب مولانا محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ان دونوں کا سلسلہ
حضرت سید عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے میں نے ایک
مدت تک پڑھا ہے اب میں نہیں پڑھتا ہوں مگر شب یازدہم ربیع الثانی
کو ضرور بالضرور ادا کر لیتا ہوں تاکہ وقفہ ناغہ ہو جائے حسن میاں مرحوم
کو بھی میں نے بتا دیا تھا وہ بھی گیارہ دن تک ربیع الثانی میں پڑھا کرتے تھے
اب میرا طریقہ پڑھنے کا سنو۔ تازہ وضو کے ساتھ بعد نماز مغرب
صلوۃ الاوابین دو رکعت نفل پڑھتا ہوں جس کو صلوۃ الاسرار
کہئے یا جس لفظ سے تعبیر کیجئے مگر پہلے ہی سے نیت کر لیتا ہوں کہ اس
نفل کا ثواب روح پاک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو ہو۔ ہر رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھتا ہوں قعدہ
میں تحیۃ کے بعد جب درود شریف پڑھتا ہوں تو انتہائی استغراق
درود کے ساتھ اور اللھم صل علی محمد پر اپنے حضور کا
جمال مبارک پیش نظر ہوتا ہے اسی طرح وعلی آل محمد پر اپنے

علیہم السلام کے ساتھ جمال غوثیہ بھی سامنے آجاتا ہے بعد سلام یعنی ختم تمامات سر بسجدہ ہو جاتا ہوں اور کمال الحاح و زاری سے اپنی اردو ہی زبان میں بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اے خداوند ذوالجلال والاکرام اے قاضی الحاجات اے حلال مشکلات میری اس مصیبت کو دور کر دے، خداوندا میں اپنے مولا شیخ عبدالقادر رضؓ کو تیری سرکار میں پیش کرتا ہوں اور ان کی اس عزت و جاہ کو جو تو نے انکو عطا کی ہے شفاعت میں لاتا ہوں الٰہی مجھ پر رحم کر بطفیل میرے مولا شیخ عبدالقادر رضؓ میرے خواجہ عبدالقادر رضؓ میرے سلطان عبدالقادر رضؓ میرے بادشاہ عبدالقادر رضؓ میرے مخدوم عبدالقادر رضؓ میرے غریب عبدالقادر رضؓ میرے سید عبدالقادر رضؓ میرے فقیر عبدالقادر رضؓ میرے شیخ عبدالقادر رضؓ میرے درویش عبدالقادر رضؓ میرے امیر عبدالقادر رضؓ کے اللھم تقبل منی دعائی وتب علیٰ انک انت التواب الرحیم (واضح ہو کہ یہ دعا نہایت خشوع و خضوع سے کی جائے ہر اور ہر اسم و صفت پر حضرت شیخ عبدالقادر رضؓ کو اسی رنگ میں سرکار خداوندی میں حاضر سمجھے) بعد دعا کھڑے ہو کر دائیں یا نہ یعنی عراق کی طرف ہو کر اور بائیں قدم کو اپنی جگہ پر رکھکر دایاں قدم ایک بالشت آگے بڑھا اسی طرح سے گیارہ قدم اور ہر قدم پر اپنے کو حاضر آستانہ غوثیہ اور روبروے سرکار قادریہ یقین کر کے یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کہتا جائے اور شیئاً سے مراد وہی اپنا مقصود سمجھے جہاں تک کہ گیارہوں قدم پر کھڑا ٹھہر جائے اور آنکھیں بند کر کے حضور کو خوب جائے اور عرض حاجت کرے۔ اور پھر

سلام عرض کرکے چاہے وہ سلام بزبان قلب ہو یا بزبان کلام - پھر رخصت ہو کر واپس آئے - اور ایکبار یا پانچ بار درود طریقہ مع ملاحظہ اور پھر اہلبیت کے لفظ میں حضرت غوث پاک کی صورت کے معائنہ کے ساتھ ختم کرکے یا مدح پاک غوث الثقلین رضؓ کرے - پس یہ خلاصہ ہی تمام دوگانہ غوثیہ کا - مگر پھر کہونگا کہ اگر ملاحظہ و مراقبہ نہیں ہے تو کاسہ نمیکند وگرہی نمی کشائید - اے عزیز آپ کو سرکار غوثیہ کی حضوری کا مراقبہ پہلے سے معلوم ہی اور فی الجملہ آپ کو اُس سرکار سے مناسبت بھی ہی والحمدللہ علیٰ ذلک - اب اگر اس طریقہ سے دوگانہ غوثیہ پڑھیگا تو ایک چلہ میں نورٌ علیٰ نور ہو جائیگا اگرچہ اسکا وقت بزرگوں نے مغرب و عشا کے درمیان رکھا ہی مگر میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ رات کو جس وقت چاہی پڑھے

اے برادر ایک دن اس ضرب الاقدام کا ایک عجیب مراقبہ مجھ پر منکشف ہوا یعنی ایسا معلوم ہوا کہ میرا پہلا قدم بر قدم شیخ عبدالقادر رضؓ ہی پھر ہر قدم پر عروج ہوتا گیا یہانتک کہ عبدیت ڈھک گئی ایسا معلوم ہوا کہ بجز قادر مطلق کے کوئی کچھ بھی نہیں درصورت عبدی و معنی قادر الغرض عبدالقادر رضؓ نے قادر سے ملادیا - مگر تمکن و استقرار کی طاقت اس مقام میں کہاں صعود کے بعد ہبوط ہوا - اور پھر میں اپنے پہلے ہی قدم پر آگیا اور کیوں نہیں آتا الرجوع الی البدایۃ ہو النہایۃ - یہاں بدایت سے مراد قدم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہی اور انتہا سے مراد میری انتہائی معارف کا سرشیاز ہی وہ ہمیشہ شیخ عبدالقادر رضؓ کے قدم پر ہی - ایک اور قصہ سنو - غالباً دس بارہ

برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں امرتسر میں تھا اور میرے مواعظ اور مولود خوانی کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا وہاں ایک بزرگ قوم لوہار میرے ملنے کو تشریف لائے اور تخلیہ میں بہت باتیں ہوئیں اور معلوم ہوا کہ وہ بزرگ صاحب حضوری ہیں اور ہر شب سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں اور بہت لوگوں کی حاجت روائی بھی ان کے ذریعہ سے ہوتی ہے مگر یہ عجیب طرفہ تماشا تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں خاص اپنے لئے کوئی عرض کا ماذون نہیں ہوں ایک دن وہ بزرگ میرے پاس بعد نماز صبح تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تم صلوٰۃ الاسرار کا طریقہ فلاں شخص سے پوچھ لو میں نہیں جانتا کہ صلوٰۃ الاسرار کیا ہے تم مجھے بتا دو۔ اے عزیز میں اس معاملہ میں سخت حیران ہو گیا اور ان سے عرض کی کہ حضرت مجھے جو صلوٰۃ الاسرار پہونچی ہے وہ یہ ہے مگر آپ کو اس سے کیا فائدہ پہونچیگا انھوں نے فرمایا جو کچھ ہو مگر امتثال امر ضروری ہے میں نے نہایت ادب سے یہ دوگانہ صلوٰۃ الاسرار ان کو بتلا دیا اس کے تھوڑے دنوں کے بعد مجھکو مراقبہ غوثیہ سے انکشاف وحدت ہونے لگا اور اسم ذات شریف اور قصیدہ متبرکہ اور دوگانہ غوثیہ سب کا آپ ایک رنگ ہی دوسرا ہو گیا ومن احسن من اللہ صبغۃ اسوقت میں سمجھا کہ ان تمام اعمال کا مقصود کچھ اور ہی تھا ملانے اور پست حوصلہ لوگ دنیاوی کاربرآمد چاہا کرتے ہیں اے عزیز یہ سب قصہ تمہیں اس لئے سناتا ہوں ؎

ہمت بلند دار کہ دادار کردگار　　بر ہمت بلند کند فضل خود نثار

چلو خوب چلو، دوڑو اور خوب دوڑو مگر محروم واپس نہ آؤ۔ اور مقصود یہ ہے کہ اللہ بس اور باقی ہوس۔ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

(یعنی اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے) خدا اور دو جہاں چیزے نسبت ہے

زہے مرد کہ خود را ہم خدا را بہ بینم بر آں اور دو تیغ مصطفےٰ را بہ بینم

علم غیب کے متعلق بھی ایک مکتوب انشاء اللہ تعالیٰ ارسال ہوگا خود کتابت میں دقت ہوتی ہے اس لئے کوئی محرر ملتا ہے تو لکھواتا ہوں حسین میاں سلام کہتے ہیں

بنام صاحبزادہ میاں غلام حسین فریدی سلمہ

نور چشم من۔ میاں غلام حسین سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ ہے کہ تم طالب العلم ہو اور ہر طالب العلم کو اپنی اخلاقی حالت درست رکھنا چاہئے اور اگرچہ تم دنیوی علوم حاصل کر رہے ہو مگر جب مسلمان ہو تو ارکان اسلام کی پابندی ضرور ہے استحکام دین و دنیا دونوں پر منحصر ہے اس لئے فرض نماز پنجگانہ کا بہت خیال رکھو اور تا بمقدور مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کرو۔

اور سحر خیزی اپنے اوپر لازم کر لو صبح کے سونے سے ذہن خراب ہو جاتا ہے اور علم کی برکت کم ہو جاتی ہے۔ اور ما شاء اللہ تم تو خانقاہ ہی میں رہتے ہو خانقاہ درویشوں کے عبادت خانہ کا نام ہے۔ پھر یہاں تو کبھی بھی عبادت کو نہ بھولنا چاہئے۔

اور یہ بھی تم کو بتائے دیتا ہوں کہ یہ خانقاہ اگرچہ شہر میں ہے مگر در حقیقت تمہارے بزرگان چشتیہ کی خانقاہ ہے اس

مقدس خانقاہ کے نسبت حضرت خواجہ عماد الدین قلندر قدس سرہٗ کی
جانب ہے جو تمہارے جدّ اعلیٰ حضرت شاہ مجیب اللہ قلندر قدس سرہ کے
پھوپھی زاد بھائی اور پیر مرشد تھے۔ پس تم پھلواری سے دور نہیں۔ بلکہ
پھلواری ہی میں ہو اور اپنے ہی بزرگوں کے زیر سایہ ہو۔

جناب حضرت مولانا شاہ رشید الحق صاحب مدظلہ العالی جو
اس خانقاہ کے صاحب سجادہ و زینت نشین ہیں ان کی خدمت میں نہایت
ادب و احترام سے حاضر ہوا کرو اور مصافحہ کے ساتھ انکا ہاتھ بھی
چوما کرو۔ بزرگوں کا ہاتھ چومنا مستحب ہے فقہا نے تصریح کر دی ہے
کہ علما اور متقی و پرہیزگار لوگوں کا ہاتھ چومنا ان کے ادب و تعظیم
کے لحاظ سے بہتر ہے اور اسمیں کچھ مضائقہ نہیں۔ بعضے صحابہ نے بھی
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ بلکہ قدم مبارک بھی چوما ہے
اور حضرت عمرؓ کا ہاتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے چوما تھا اور
حضرت علیؓ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ چوما۔ باوجود اس کے کہ
حضرت علیؓ علم و فضل اور دینی شرف میں اپنے چچا سے بہت زیادہ تھے
مگر رشتہ و سن و سال کی وجہ سے انکی بزرگی کا ادب کرتے تھے تو ہم لوگوں
کو بھی اپنے بڑے بزرگ رشتہ داروں کا ادب کرنا چاہیئے بالخصوص جو عالم
فاضل و درویش ہو وہ ہر طرح سے واجب التعظیم ہے۔ ہاں چند دنوں سے ہماری
پھلواری کا دستور ہوگیا ہے کہ وہ بجز اپنے پیر اور پیرزادوں کے کسی دوسرے مقدس
بزرگ کا ہاتھ نہیں چومتے یہ محض ناواقفی یا تعصب کا سبب ہے ورنہ

شریعت میں تو کہیں بھی پیرزادوں اور پیر کے ہاتھ چومنے کا ذکر نہیں ہے پیر و پیرزادہ اگر عالم و متقی و پرہیزگار ہے تو بیشک اسکا ہاتھ چومنا جائز ہے ورنہ جائز نہ ہوگا تم ان آداب کا بہت خیال رکھیے

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

وہاں خانقاہ میں عرس و زیارت و مجالس سماع بھی ہوا کرتی ہے۔ تم زیارت میں شریک ہوا کرو ایسے آثار شریف جہاں کہیں بھی ہوں چونکہ رسول اللہ صلعم تک مسلسل سند اس کی نہیں ہے اس لئے ہم اس پر یقین نہیں کر سکتے مگر پھر بھی حسن ظن کافی ہے بالخصوص اگر مقدس اور اہل علم کے خاندان میں یہ آثار شریفہ ہوں تو زیادہ تر نیک ہی گمان کرنا چاہیے اور شرف زیارت حاصل کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے زیارت کے وقت درود و سلام پڑھا کرو۔ قوال کی مجالس اور حال و قال میں شریک نہ ہوا کرو۔ وجد و حال عابد و زاہد کاسب و شاغل باخدا لوگوں کا کام ہے۔ عوام الناس اور طالب العلموں کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور وقت ضائع کرتا ہے۔

حسب معمول سورہ مزمل بعد نماز صبح روزانہ پڑھا کرو۔ اور شام کو ایک تسبیح درود شریف کی۔ مکان پر جب آیا کرو تو پہلے حضرت قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضری ضروری ہے اور نماز جمعہ حضرت قبلہ شاہ بدرالدین صاحب کی مسجد میں پڑھا کرو۔

مجھے خطوط بضرورت لکھا کرو۔

والدعا

شاہ

بنام مولوی شریف اعظم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ — بعد سلام مسنون و دعاء خیر مدعا یہ ہے

کسیکہ سرِ نہان است در علن ہمہ اوست
خود عروس خلوت و ہم شمع انجمن ہمہ اوست

اے عزیز! یا ظاہر ہو یا باطن دونوں ہی ان کی صفت ہیں اور صفات ذات سے منفک نہیں پس ان کے ظہور میں بطون ہے اور بطون میں ظہور ہے۔ وہ عیاں میں نہاں ہیں اور نہاں میں عیاں۔ وہ کھلے میں چھپے اور چھپے میں کھلے ؂

اے تو مخفی در ظہور خویشتن
وے رخت پنہاں بنور خویشتن

عوام کو تشویش ہوتی ہے کہ ظہور کے ساتھ خفا کیونکر ہو سکتا ہے جب روشنی کا انجلا ہے تو پھر اس پر تاریکی کا پردہ کیسا اسکا جواب وہ یوں دیتے ہیں ؂

چوں آفتاب ہمہ رخ بہر ذرہ ظاہرم
وانہ نہایت ظہور عیانم پدید نیست

اسی مضمون کو حضرت شاہ نیاز احمد قدس سرہ کی زبان حق بیان ادا کرتی ہے ؂ "کسیکہ سرِ نہان است در علن ہمہ اوست" وہ طرفہ تماشہ ہے کہ وہ حضرت حبیب حقیقی اور صورت محبوب ہیں جب خفا کا پردہ ہے تو وہ عروس ہے خلوت نشیں ہیں۔ اور جب ظہور کی جلوہ افروزی ہے تو وہ شمع انجمن ہیں تمام عالم پروانہ وار اور تمام کائنات اس پر نثار اسی لئے ظہور اکمل میں فرماتے ہیں "خود عروس خلوت و ہم شمع انجمن ہمہ اوست" کے یہی معنی ہیں۔

والسلام

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعا خیر مدعا یہ ہے

کہ تفصیلی خط تمھارا ملا - دلکو راحت ہوئی - یہاں کے حالات بدستور ہیں اور بہرحال اپنے مولا کا شکر کرتا ہوں - اے عزیز بزرگوں نے فرمایا ہے صدور الاحرار قبور الاسرار - اور کیا خوب فرمایا ہے واقعی اسرار و معارف کے لیئے زبان بیان کافی نہیں - وجدانیات و مشاہدات یہ وہ معنونات ہیں جن کے لیے عنوانات ہو ہی نہیں سکتے ع این زمیں را آسمان دیگر ست

مرید چونکہ طالب ہوتا ہے اور تجلیات شیخ کا انعکاس اسپر ہوتا رہتا ہے اس لیئے وہ اپنے شیخ کی ان باتوں کو جو بزبان قلم کہی جاتی ہیں فی الجملہ ادراک کرلیتا ہے - اجنبی جو ان مصطلحات سے واقف نہیں اور نہ مواجید قلبیہ و مشاہدات غیبیہ سے باخبر ہیں ان کو وہ تقریر و تحریر فقط غیر مفید ہی نہیں بلکہ مضر ہوجاتی ہے - اسیوجہ سے اکثر بزرگان دین نے اپنے مدرکات کو غیروں سے مخفی رکھا تھا اور ان کے حقائق و معارف لیقوم ذوقت قوم محدود رہی - تم نے سنا ہوگا حضرت مخدوم شرف جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز نے اپنے خلیفہ باختصاص حضرت مولانا مظفر بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے معارف خاصہ کے مراسلات کیئے تھے - جسکا ایک کافی ذخیرہ تیار ہوگیا تھا - حضرت موصوف نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد یہ میرے شیخ کے مکاتیب میری گور میں رکھدیئے جائیں - ان رموز سربستہ کا انکشاف

موجب برکت نہیں بلکہ موجب فتنہ ہو چنانچہ وصیت کی تعمیل کی گئی۔ مگر اٹھائیس مکتوب جو ایک خریطہ میں علیحدہ تھے وہ باہر رہ گئے۔ جسے مکتوبات بست و ہشت کہتے ہیں سبحان اللہ وہ کیا ہیں در مکتوبات ہیں یا کبریت احمر ہیں یا عنقائے مغرب ہیں یا جواہر القرآن ہیں یا خلاصۃ الوحی ہیں جو کچھ کہو بجا ہے۔ مگر واقعی عوام کے کام کے نہیں ہیں

ع "چشم مجنوں باید آں دیدار را"

اب اصل مطلب پر آتا ہوں تمہارے مکتوبات اصل و نقل جو سب کھو گئے اسکا رنج نہ کرو اس لئے کہ اس میں کچھ تو علمی باتیں تھیں جنکے لئے تمہارے پاس کتابیں موجود ہیں باقی جو ہے حقائق و معارف و رموز و نکات عارفانہ ان کا تو کاغذ سے گم ہونا ہی مناسب تھا اللہ تعالے دل سے نہ کھوئے۔ معارف کے لئے صفحۂ کاغذ نہیں بلکہ صفحۂ قلوب درکار ہیں فرزقنا اللہ وایاکم حلاوۃ الایمان و معارف الایقان گو گم ہی میں تمہارے رشد و ہدایت کا باب مفتوح ہے پس خدا کا شکر کرو وہ جس سے چاہے کام لے جسطرح تمہیں عجز ضرور ہے شکر بھی ضرور ہے شکر سے مالک نعمت بالائے نعمت پاتا ہے اور کیوں نہ ہو ولئن شکرتم لازیدنکم فرمایا گیا ہے سه

وارجو من اللہ نیل المواہب ویحیٰ لما یبتغی العبد واہبا

والسلام

[illegible] حسن خاں بریلوی

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعائے خیر مدعا یہ
ہے کہ میں درحقیقت درودی محمدی ہوں۔ جو کچھ پایا درود سے پایا۔ اور
پایا تو کس کو پایا خدا کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ؎

روزم بیاد روئے محمد بسر شود — شب در خیال موئے محمد بسر شود

اس ماہ مبارک رمضان میں بے حد فیوض و برکات کا نزول ہوا۔
شغل درود شریف نے اپنے میں بالکل محو کر دیا۔ نماز فرض و سنت سب
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقتدا سے ادا کرتا ہوں سورۂ فاتحہ
کے لطائف و اسرار بے شمار منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ تشہد و قعدہ کے
سلام و درود میں گویا مجلس شریف پیش نظر ہوتی ہے۔ السلام علیک ایہا
النبی میں وہ سلام نور معلوم ہوتا ہے پھر السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ نور ہم پر اور ہمارے تمام پیران
طریقت پر منعکس ہوا۔ عجیب لطف رہتا ہے درود میں علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم میں ایکدن ایسا معلوم ہوا کہ تمام انبیاء ابراہیمی حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میں یکساں یکساں فنا ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خود ہی اور نیز ہو گئے۔ انبیاء مرسلین ہیں الغرض نماز میں عجائب خضوع و خشوع کے
اسرار منکشف ہوتے رہتے ہیں کچھ کچھ یاد رہ جاتے ہیں اور کچھ کچھ بھول جاتے ہیں۔
ایکدن تسبیح پر درود شریف پڑھتا تھا ایسا معلوم ہوا کہ میں گم ہو گیا اور حضور صلعم
عین گم ہو گیا مگر تسبیح کا ہر دانہ درود شریف پڑھ رہا ہے اس کیفیت سے نزول
کے بعد دل نے اپنی مستی میں یوں کہا ؎

لوگو یہ عجیب داستاں ہے ۔۔۔ تسبیح مری درود خواں ہے

ایک دن شغل درود میں ایسی بے شعوری ہوئی کہ مجھے اپنا ہاتھ حضرت کا ہاتھ دکھائی پڑتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں سما گئے اور درود مجھ میں سے نکلتا اور بلند ہو کر پھر مجھی میں سما جاتا ۔ میں نے کہا ؎

	شد در تنم چو احمد ۔۔۔ بر خود درود خوانم	
	صلِّ علیٰ محمد ۔۔۔ بر خود درود خوانم	

آج کل میں سیوان میں ہوں عید کی نماز پڑھانے آیا ہوں ۔ یہاں اپنے حضور قبلہ پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا کہ وہ خلوت میں اپنے سجادہ پر جلوہ افروز ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ آؤ میں تمہارا سلوک تمام کرا دوں میں پیر سامنے کے ستون سے لگا بیٹھا ہوں ۔ میں متوجہ ہو گیا حضرت قبلہ نے ذکر اسم ذات کی توجہ دی ۔ حضرت کے سفید حرف سے بلکہ ہر بُن مو سے صفات کی طرح سے چمکتی ہوئی چیز نکلنے لگی پھر وہ بالکل نور ہو گئے اسی طرح سے مجھ سے بھی وہ انوار نکلنے لگے اور میں بھی نور ہو گیا پھر آپ نے مجھے کلمہ طیبہ نفی و اثبات تلقین فرمائی ۔ نفی میں تمام چیزیں معدوم ہو گئیں ۔ اثبات میں مجھے فقط ایک اپنی ہستی معلوم ہوئی ۔ پھر آپ نے ھو الحق کی تلقین کی اسکی کیفیت بھی عجیب تھی مگر نفی و اثبات میں مثبت فقط اپنا وجود تھا اور ھو الحق میں فقط اسکی وجود تھا ۔ وہ اَنَا تھا اور یہ اَنتَ پھر ذکر قدسی میں نے چاہا مگر غیر ضروری سمجھا اور خیال ہوا کہ کام ہو گیا ۔ اسی درمیان میں بیدار ہو گیا

آج چار بجے صبح کو یہ دیکھا کہ منصور نے غلطی کی پھر دیکھا کہ مجبور تھا۔ غرض خواب میں عجیب کشاکشی سوال و جواب کی رہی میں جاگ گیا۔ لیٹے لیٹے ان مضامین کو یوں ادا کیا

سوال

منصور جو حق بولا تو سولی پہ چڑھا کیوں — حق بینی و حق گوئی کی آخر یہ سزا کیوں

جواب

حق بینی و حق گوئی تو بیشک ہے ضروری — مجرم ہوا ناداں کہ بولا وہ انا کیوں
توحید کے نکتہ یہ سبھی جانتے ہیں کھلا — منصور سے شکوہ ہے کہ منہ پر یہ چڑھا کیوں
اسرار حقیقت کا نہیں سمجھا ہے بوجھا — پھر جس نے بتایا تو نہ پائیگا سزا کیوں
ہاں برق تجلی میں فنا صورت بشر ہے — اس نکتہ کو سمجھا نہیں یہ مرد خدا کیوں

کیوں کیف شہودی میں وہ مستانہ پڑا تھا
توحید سے تفرید کو آگے نہ بڑھا کیوں

(یہ خط ناتمام ہے اسکا بقیہ معارف میں چھپ چکا ہے)

بنام میاں رنگاہی شاہ صاحب نظامی نیاز بریلوی

عزیز مخلص اللہ تعالیٰ تمہیں منزل مقصود کو پہونچائے۔ بعد سلام مسنون مدعا یہ ہے کہ مسرت نامہ پہونچا مگر آپ کے حالات میں ترقی نہ ہوئی اسکا بیشک افسوس ہے مگر اے برادر ذرا بھی فکر نہ ہو۔ اس طریقہ و مدرسہ تحریریہ میں کشود دیر کے ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دیگر طرق میں اشراق نورانی شیخ حاضر موجود سے ہوتا ہے اور بالواسطہ سے اشراق نورانی اسپر عدادہ ہیں۔ بخلاف اس طریقہ اویسیہ کے کہ درحقیقت اس میں واسطہ نہیں اور شیخ ظاہر میں موجود نہیں اسلئے منا

دیر میں پیدا ہوتی ہے مگر جب ہوتی ہے تو پائدار ہوتی ہے۔

آپ سے مناسبت کیونکر پیدا ہو تو سنئے اولاً تخلق باخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا چاہیئے یعنی حضرت سے رفتار وگفتار وصورت وسیرت کو اخذ کرے اور اسی رنگ میں رنگ جائے تاکہ مستی میں بولنے لگے تو بولے تو ؎ یہ جو صورت پر مری صورت جاناں ہو ہی جائے یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے سامان ہو ہی

دوسرا امر تنزہ ہے یعنی گناہ صغیرہ وکبیرہ سے اپنے کو بالکل بچائے فضول سے محترز رہے یہاں تک کہ اس میں ایسی نزہت پیدا ہو جو مقرب بارگاہ رسالت ہو سکے جب تک نزہت پیدا کر کے صحابی صفت نہ ہو گا نسبت محمدیہ حاصل نہ ہو گی۔

تیسرا امر تبتل ویکسوئی ہے یعنی بس ایک ہی طرف ہو جائے تمام نسبتوں سے قطع نظر کرے ؎

اے نفس ہر سرے خیال پری وشے　　من روز وشب بفکر وخیال محمدیم
اے نفس بر تو حال دلم آشکار شد　　کز ہر سوئے بریدہ بسوئے محمدیم

ان تینوں شرائط کے ساتھ سالک جب درود خوانی میں مصروف ہوا اور پھر شغل درود میں اس مبارک خیال میں غرق ہوا ؎

ھاتیک روضۃ تفوح نسیما
صلوا علیہ وسلموا تسلیما

تو جمال محمدی اس کے پیش نظر ہوا اور وہ وجد میں کہنے لگا

دیدہ سعدی نظارگی کا کہ شد آتش عشقی

پھر اور آگے بڑھا تو مستانہ وار بول اٹھا ؎

دنت منی ناظری تلک الخیام
عطر سکانہا منی سلام

اس کے آگے اور پھر اس کے آگے جو کچھ ہے وہ بزبانِ قلم ادا نہیں " معافی چاہتا ہوں ۔

اب یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ آپ کو ناکامیابی کیوں رہی آ یکسوئی اختیار نہ کی قادری ہوئے پھر چشتی نظامی ہوئے پھر سہروردیت و کی خاک چھانا کیے۔ پھر بھی آپ کے جوش و خروش سے میں نے آپ کے محمدی حقی نسبت کا امتیاز کر لیا تھا اتنا اثر آپ میں ضرور تھا ۔
بغیر یکسوئی کسی طریقہ میں کام نہیں چلتا اور یہاں تو طریق اولی پس ہر طرف سے آپ انقطاع اختیار کیجئے اور اسی ورد محمدی پر کہ ع بجز درے تو ندارم پناہ و در گذرے ۔ اور حضور ہی کو شیخ اور پیر و مرشد استاد روحانی باپ شاہ و بادشاہ و سلطان دارین مربی سب کچھ سمجھئے ؎

شیخ من و سید عالی نسبا — پیر طریق من و عالی لقبا
فمحمد ناهو سیدنا — فالعز لنا باجابته

ایسے تو سیر بھی اس سرکار اقدس سے مناسبت تامہ ہو جاتی ہے اور حضور ہی کے تجلی نظر ہوتے ہیں تو پھر وہیں سے حضرات ملتے ہیں اور سکو وہاں پہنچا دو

فیوضات کا ادراک بھی وہاں ہوگا ع "چوں از دوست گشتی ہمہ چیز از تو گشت"
جنید ہوں یا شبلی، خواجہ ہوں یا غوث اعظم، سب ہیں جمال محمدی ہی کو دیکھیں گا
ع "ہر شکل میں محبوب کا جلوہ نظر آیا"

ہ اوری بعد دار الربا زینبا و انت الذی نفی وانت المؤمل

اے عزیز باتیں تو بہت ہیں مگر وہ قلم سے نکلنے کے لائق نہیں بوقت ملاقات پیش کرونگا آپ ربیع الاول شریف کے دس تاریخ تک یہاں آجائیے میں آپ کو جناب شاہ محمد بدیع الدین صاحب کے تفویض کرونگا میں تو ایک ملا واعظ ہوں اصل روحانی تعلیم جناب موصوف دیتے ہیں بشرطیکہ طالب کچھ دن صحبت میں رہے کم از کم ایک اربعین آپ بھی یہاں مقیم رہیں اور اس فقیر سے بھی مایوس نہ ہوں میں بھی خدمت گذاری کرونگا۔ اللھم صل علی محمد و آلہ ونور قلبی بمشاہدۃ جمالہ کما ملئت قلبی من ملاحظۃ خیالہ وانت مجیب غیر محجب۔

بنام مولوی صوفی وصی الدین صاحب

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعا خیر

مدعا یہ ہے کہ خط تمہارا اور عزیزم حکیم عبدالمغنی کا آیا۔ لڑائی جھگڑے کی باتوں سے طبیعت کو تکدر ہوا۔ میں تمہارا ان جھگڑوں میں پڑنا پسند نہیں کرتا تم اپنے مخالفوں سے اسی قدر کہہ دو سہ

منعم مکن ز عشق تو اے مفتی زماں
معذور دار مست کہ تو او را ندیدۂ

مجھے اتنی فرصت کہاں کہ کتابوں سے عبارت نقل کروں۔ ہاں حسن میاں مرحوم کی ایک تحریر پُر زور اس مسئلہ میں ہے اسی سے التقاط کر کے ارسال کرتا ہوں وھو ھذا

حصن حصین صفحہ ۱۰۰ میں یہ حدیث ہے کہ سواری کا جانور اگر بھڑک جائے یا کسی میدان میں بظاہر کوئی انسان نہ ہو اور کوئی ضرورت پیش آئے تو یوں کہنا چاہئے یا عباد اللّٰہ اعینونی یعنی اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ یہ حدیث بقاعدہ محدثین حسن ہے ضعیف و موضوع نہیں۔ شراح حدیث نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ عباد اللّٰہ سے کون لوگ مراد ہیں ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:۔ المراد بھم الملئکۃ والمسلمون من الجن او رجال الغیب المسمون بالابدال اور قاضی شوکانی تحفۃ الذاکرین میں صالحین جن کو بھی اضافہ کرتے ہیں اصل عبارت ان کی یہ ہے وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن لا یراھم الانسان من عباد اللّٰہ سبحانہ من الملئکۃ وصالحی الجن ولیس فی ذلک باس۔ میں کہتا ہوں کہ عموم لفظ عباد اللّٰہ میں نفوس مقدسہ اور ارواح طیبہ بھی داخل ہیں بلکہ النسب ہے اس لئے کہ فالمدبرات امرا کی تفسیر میں قاضی بیضاوی اور امام رازی و شاہ عبدالعزیز وغیرہم رحمہم اللّٰہ تعالیٰ نے نفوس قدسیہ اور ارواح طیبہ کاملہ ہی اور انکو مدبرات سے فرمایا ہے اور نیز علما محققین کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ ارواح مقدسہ جب علائق جسمانی سے پاک ہو جاتے ہیں تو ان کا ادراک اور ان کی قوت اور تصرف بڑھ جاتی ہے اور وہ عالم قدس میں جا کر اور ملائکہ سے مل جل کر ملکوتی صفت بن جاتے

ہیں اور سیر و سیاحت کرتی ہیں بلکہ وقت پر بندگان خدا کی مدد بھی کرتی ہیں
چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں :—
فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجہ فلحق بالملئکۃ
وصار منہم والہم کالہامہم ویسعی فیما یسعون وربما اشتغل
ہؤلاء باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ انتہٰی — اور علامہ ابن القیم
جو باتفاق ان وہابیوں کے پیشوا اور مقتدا ہیں وہ خود کتاب الروح صفحہ
میں کہتے ہیں ولہا (ای الارواح) بعد مفارقۃ البدن شان آخر و
فعل آخر وقد تواترت الرؤیا من اصناف بنی آدم علی فعل الارواح
بعد موتہا ما لا تقدر علی مثلہ حال اتصالہا بالابدان من
ہزیمۃ الجیوش الی قولہ وکم قد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ
ابوبکر وعمر فی النوم وقد ہزمت ارواحہم عساکر الکفر والظلم
ان تحریروں کے پڑھنے کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یا عباد اللہ اعینونی
سے نفوس قدسیہ اور ارواح مقدسہ مراد نہیں ہو سکتے ضرور ہو سکتے ہیں پھر
کسی مصیبت زدہ کا [illegible] انہیں پکارنا شرک و حرام و ناجائز [illegible] حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی [illegible] کیسے یا [illegible] اور بستی [illegible] تو
معاذ اللہ [illegible] ان حضرات کو بھی مشرک کہنا پڑے گا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم
تحریر طولانی ہو گئی مختصراً بعض نے نقل کیا ہے — اہل انصاف کے لئے یہ
کافی و وافی ہے — مگر تقویۃ الایمان کے دلخراش الفاظ کے ماننے والے اندھے
مقلد [illegible] اسے کبھی تسلیم نہ کریں گے — فصبر جمیل۔

اے عزیز! اب اس حدیث سے یوں سمجھو کہ جو سالک میدان عرفان میں چل رہا ہے اسکا نفس کبھی قابو سے نکل جاتا ہے اسکو عروج سے ہبوط میں ڈالتا ہے انبساط سے انقباض سے میں لاتا ہے نور سے ظلمت کی جانب لیجایا جاتا ہے

نہ تازد چنیں نفس سرکش عناں　　　　کہ عقلش تواند گرفتن عناں

پھر غریب کیونکر نہ چلا اٹھے اغثنی یا رسول اللّٰہ وامددنی یا حبیب اللّٰہ یا ان کے سچے نائبوں کو کیونکر نہ پکارے کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ

امام جزری نے اس حدیث پر عمل کر کے فرمایا وقد جرب مراراً میں کہتا ہوں یہاں پر بھی ہزارہا تجربہ ہے اور عرفانی دنیا کا نظام یوں ہی چل رہا ہے پس اسکا انکار بجز عمائے بصیرت اور کیا ہے۔

عزیز من! اس مختصر مضمون کے بعد پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم تو تو میں میں سے بچو اور خلوص سے اپنے کام میں لگے رہو خلوص مخالفت کو دور کر دیگا اور اگر اپنے کو ثابت قدم نہ سمجھو تو بسم اللہ یہاں میرے پاس چلے آؤ اور اہل و عیال کو بھی یہاں لے آؤ الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃ فتہاجروا فیہا پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرو۔ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین اور اس فقیر کو جو کسی نے بدبختی و فاسق کہا ہے اسکا تم رنج نہ کرو۔ میں نے اسے معاف کر دیا۔ دنیا و آخرت میں نہیں کہو مجھے اس سے شکوہ نہیں اور مجھے اپنی پاک نفسی و تقدس کا ہرگز دعویٰ نہیں ما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ اور میرے حسب حال یہ رباعی ہے

اے فسق و فساد کار ہر روزہ ما　　　　وے پُر ز گناہ کاسہ و کوزہ ما

می خندد روزگار و میگرید عمر　　برطاعت و برنماز و بر روزهٔ ما

اللّٰھم اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم ہاں مجھے بدعتی
جو لوگ کہتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے اور قلت نظر کتب احادیث و سیر
نے انکو ایسی لغو گوئی پر مجبور کیا ہے میں بحمد اللہ اپنے پیران طریقت کی روش
پر ہوں جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہے ؎

بیہودہ کس قدم نہ نہد در طریق ما　　ما سالکان مسلک کوے محمدیم

حضرت قبلہ عالم حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہ و افاض اللہ
علینا فیوضہم میرے شیخ طریقت ہیں بحمد اللہ میں اس طریقت پر مستقیم ہوں ؎
انی علی العہد لم انقض مودتہم یا لیت شعری بذاک العہد ما فعلوا
ومن نکث فانما ینکث الخ اپنے کو چشتی و صابری کہنا اور پیران طریقت کو
بدعتی سمجھنا اور انکی روش وجد و سماع کو ضلالت قرار دینا اس سے بڑھکر
خسران آخرت اور کیا ہوگا - ایسے چشتی و صابری ہیں کہ لا یتجاوز
تراقیہم - ہمیشہ شریعت کا دم اور دل جذبات عشق محمدی سے خالی
یا الہی [illegible] " اللّٰھم
انی اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع وصلی اللہ علی نبینا
محمد والہ و صحبہ و اولیاء امتہ اجمعین -　　والسلام

بنام یار محمد خان صاحب ہوشیارپوری

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ　　بعد سلام مسنون و دعاے خیر مدعا یہ ہے کہ
میں نے مکتوبات سے خطبہ کو بغور دیکھا -　　مگر چونکہ میں سادگی پسند

ہوں اس لئے میں نے اس کو حذف کر دیا۔ بیشک ہر مرید کو پیر کی عظمت
کرنا اور تعظیمی الفاظ سے اسے یاد کرنا چاہیئے۔ مگر میں اپنی طبیعت سے مجبور
ہوں مجھے ایسے بڑے بڑے القاب سے سخت انقباض ہو جاتا ہے۔ پس
میرے نام پر اس قدر القاب و الفاظ ہونا چاہیئے جس طرح عام شہرت میری
ہے میں سجادہ نشین نہیں ہوں بلکہ پیروں کا خادم ہوں اور امام و مجدد و
قطب و غوث و ولی کامل و فخر پیران وغیرہا القاب کا حاشا و کلا میں کسی
طرح مستحق نہیں میری عزت و ہستی کا سرمایہ اس قدر ہے کہ ؎

أُحِبُّ الصالحين ولستُ منهم　　لعل الله يرزقني صلاحاً

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام　　در بہار آفرینش رشتہ گلدستہ ام
صوفی نہیں ہوں زاہد نہیں مے خوار نہیں ہو　　میں تو اک بندہ خدا کا ہوں گنہگار نہیں ہو

میں مبتلائے دنیا ہوں اہل و عیال کے تعلقات سے وابستہ رہا ہوں ایک
مدت تک آنریری مجسٹریٹ ممبر لوکل بورڈ و ڈسٹرکٹ بورڈ رہا ہوں حکام کے
ملتا رہا ہوں درباروں میں لیوی میں حاضر رہا کیا ہوں پھر میں کس قاعدہ
سے درویش کامل اور عارف باللہ ہو سکتا ہوں اور ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

سے میں کیونکر مستثنیٰ ہو سکتا ہوں۔ ہاں دو چار حرف پڑھا ہوا ہوں
اور اپنے باپ دادا کا پیشہ رکھتا ہوں قوم کی جہالت، ذلت و رسوائی
[illegible] بربادی دیکھی نہیں جاتی۔ اس لئے اکثر کڑھتا رہتا ہوں۔ اور جو مفید

باتیں سمجھتا ہوں اُن سے ان کو آگاہ کر دیتا ہوں پس اس ذریعہ سے ملّا واعظ ہو سکتا ہوں اور یہی میری انتہا ہے اس سے آگے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

قدوۃ الکاملین اور امام العارفین یہ وہ القاب ہیں کہ میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا ہوں تو اب اپنے ذہن میں کسی کو اسکا سزاوار نہیں پاتا ہوں۔ "کی تنخواہ کر دند رفتند ہیچ" وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے"۔ پھر میں اپنے لئے یہ القاب کیونکر روا رکھ سکتا ہوں اور اگر روا رکھوں تو نفاق ہی نفاق ہے تمہارے پنجاب میں جب کسی مشائخ کا حلقہ وسیع ہو جاتا ہے اور معتقدین و مریدین کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے تو اسکو سجادہ نشین کہتے ہیں اور خواجہ کر کے یاد کرتے ہیں اور ہمارے صوبہ بہار میں تکیہ دار گدی دار۔ صاحب خانقاہ جب کوئی بزرگ انتقال کرتے ہیں تو انکا فرزند یا کوئی عزیز جب اسجگہ پر بیٹھ گیا تو وہ سجادہ نشین کہلاتا ہے مگر درویشانہ اصطلاح میں سجادہ نشینی اسکو نہیں کہتے۔

مشائخ طریقت کے یہاں جب کوئی طالب کسی مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر مقام شریعت طریقت و معرفت کی منزلیں طے کر لیتا ہے تو شیخ اس کو سجادہ پر بیٹھنے اور خلق خدا کی ہدایت کی اجازت دیتا ہے۔ اس وقت وہ سجادہ نشین ہوتا ہے چاہے وہ اس شیخ کا عزیز و فرزند ہو یا نہ ہو چاہے وہ اس شیخ کے مقام و خانقاہ پر رہے یا دوسرے شہر میں رہے بہر صورت وہ سجادہ نشین ہے حضرت قطب الاقطاب

بختیار کاکی حضرت خواجہ غریب نواز کے سجادہ نشین اور ان کے سجادہ نشین حضرت بابا صاحب اور ان کے سجادہ نشین حضرت محبوب الٰہی ہیں۔ اور ان میں کوئی بھی اپنے شیخ کے خانقاہ کا جانشین نہ ہوا۔ حقیقت میں جب شیخ نے مجاز مطلق کیا تو وہ سجادہ نشین ہو گیا۔ ایسے سجادہ نشین بمنزلہ العنقاء ہر زمانہ میں کم ہوا کیے ہیں پھر اس زمانہ کو کیا پوچھتے ہو حضرت مخدوم شرف جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ کے ملفوظ مونس المریدین میں ہے:۔

فرمود کہ صاحب سجادہ دریں وقت کیست و کجا اند۔ صاحب سجادہ کسے را گویند کہ سجادہ رفتہ و منقطع گشتہ باشد۔ و معنی سجادہ این است کہ السجادۃ الطریق و طریق راہ را گویند پس حاصل معنی سجادہ چنان باشد کہ ہر سہ راہ رفتہ و منقطع گشتہ باشد او را صاحب سجادہ گویند یکے راہ شریعت دوم راہ طریقت سوم راہ حقیقت و ہر کہ ازیں محروم ماندہ است و منقطع نگشتہ و بدیں راہ ہا نہ رفتہ او خود صاحب سجادہ نیست او شیطان راہ خود است۔ اینکہ بسیار کسا نرا می بینی کہ بر مصلا نشستہ دعوی سجادگی می کنند و میگویند کہ ما صاحب سجادہ شدیم از شیخ گرفتیم حاشا و کلا کہ مصلا نیست بت ہست و زنار راہ ایشان است۔

ماہ رویان تیرہ ہوش شدند　　جاہ جویان و دین فروش شدند
وہم از علم سامری دارند　　از ید بیضای موسیٰ و اندرون مارند
سر بہ باغ ذلک زمین دارند　　[illegible]

از رہ شرع و شرط برگشتہ　　تشنۂ خون یک دگر گشتہ

زینہار زینہار بدعوتہاے این جعلی صاحب سجادگان فریفتہ نشوی
و نزدیک ایشان نروی کہ ایشان قطاع طریق اند چہ خوش گفتہ است؎

پوشیدہ مرقعے ازیں خامے چند　　برگشتہ بطامات بلند نامے چند
نارفتہ رہ صدق و صفا گامے چند　　بدنام کنندۂ نکو نامے چند

انتہے بلفظ الشریف

مخدوم کی یہ تقریر اپنی جگہ پر بہت ٹھیک ہے مگر اب انحطاط کا زمانہ ہے اب جنید و شبلی کہاں ملیں گے کیا کیا جائے ع "با ہمیں مردمان بباید ساخت" اس زمانہ میں فی الجملہ علم اور اتباع شریعت و اجازت صحیح بھی شیخ و سجادہ نشین ہونے کے لیے کافی ہو سکتی ہے ورنہ رشد و ہدایت کا باب ہی مسدود ہو جائے مجھ میں رسمی سجادگی اور حقیقی سجادگی دونوں میں کوئی بھی مجھ میں نہیں اور ایسے القاب کا استعمال میں اپنے لیے بالکل روا نہیں رکھتا - ہاں بزرگان دین کی امانت میرے پاس ہے اور اللہ کا نام مجھے ان لوگوں نے تلقین کیا ہے اس کی اشاعت کی اجازت دی ہے اس لیے کچھ لوگوں کو جو طالب ہوئے میں نے اللہ کا نام بتا دیا ہے جو کیفیات اس سے ہوتے ہیں ان کی نگرانی کرتا رہتا ہوں اور اکثر خود تنہائی میں ضرور رہتا ہوں اور مجمع سے بہت گھبراتا رہتا ہوں میں نے کوئی خانقاہ بھی نہیں بنائی ہے اور نہ کوئی جدید طریقہ قائم کیا ہے نہ کوئی نئی رسم ... اپنے حلقہ سے بجز دعائے خیر مرنے کے بعد بھی ... نہیں کرتا اور اس عالم میں بھی اپنے لیے یہ باتیں پسند نہیں کرتا ۔

طمع فاتحہ از خلق نہ داریم بیاں　　عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقیست

حسن میاں مرحوم سے یہ امید کی جاتی تھی کہ میری علمی و عرفانی یادگار انکے ذریعہ سے کچھ مدت تک باقی رہیگی اور میرے بعد علمی و قومی خدمت ان کے ذمہ ہوگی مگر اس سہارے سے بھی ہاتھ خالی کر دیا گیا لیکن بہر حال صابر و شاکر ہوں اور مرحوم کے صدمہ جانکاہ سے متاثر ہو کر یہ قطعہ تاریخ لکھکر دلکو بہلا لیا ۔

قطعۂ تاریخ وفات

میرا فرزند حسن فاضل ذیشاں نہ رہا　　ہائے افسوس مرے درد کا درماں نہ رہا
دولت علم کا اب کوئی نگہباں نہ رہا　　چمن فقر میں اب کوئی غزلخواں نہ رہا
ہائے افسوس وہ تقریر وہ علمی بحثیں　　سب گئیں زندہ دلی کا کوئی ساماں نہ رہا
کتنے ارمان تھے اس دل میں تمنا کتنی　　اب وہی دل ہے کہ جس میں کوئی ارماں نہ رہا
بار غم نے کیا اس درجہ مجھے مور ضعیف　　کہ حقیقت میں سلیماں سلیماں نہ رہا
اے گل باغ حبیب آپ تو مرجھا گئے　　آہ پھلواری میں کوئی گل خنداں نہ رہا
پھول پھولا کرتے ہیں اب باغ میں لیکن یہ کیا　　جبکہ اس باغ میں میرا گل عرفاں نہ رہا
یہ نیا غم نہیں مجھ کو کہ سبھی جانتے ہیں　　خاندان نبوی کا سر و ساماں نہ رہا
صرصر ظلم سے ویراں ہوا باغ نبوی　　گل و سنبل نہ رہے سرو خراماں نہ رہا
علی اکبر نہ رہے قاسم و اصغر نہ رہے　　خود حسین ابن علی شاہ شہیداں نہ رہا
پھر حسن ابن سلیماں کی حقیقت ہی کیا　　چمن دہر میں گر وہ نہ رہا ہاں نہ رہا

باغ رضواں سے ندا آئی یہ بہر تاریخ
آج پھلواری میں باقی چمنستاں نہ رہا
١٣٣١ھ

بہ سروش سینہ بخت پدر نے یہ کہا

فلک علم پہ اب مہر درخشاں نہ رہا

۱۳۳۱ھ

اب میں اس خط کو ختم کرتا ہوں اور تمکو بہت دعا دیتا ہوں۔ مکتوبات کے اشاعت کی اجازت دیتا ہوں مگر فقط اپنے برادران حلقہ میں محدود رکھو اخباری دنیا میں اسکا کوئی چرچہ نہ ہونا چاہیے —

محمد سلیمان قادری چشتی

بستانِ نوزدہم شریف اعظم و مناسبات اللہ

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ جیسا کہ ہم سنتے اور دنیا سے خبر ملتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی جو شخص دین میں کوئی چیز ایسی نکالے جسکو دین سے تعلق نہ ہو وہ قابل قبول نہیں ہے پس اے عزیزم لوگوں کو ہمیشہ اپنا مدنظر قرآن و حدیث ہی کو رکھنا چاہیئے۔ متاخرین مشیخین نے تو بدعات کا انبار لگا دیا ہے یہانتک کہ انکی کھینچ تان کیجائے۔ اور تاویلات کا دروازہ کسقدر وسیع کیا جاتا ہے پس بہتر یہی ہے کہ ہم ان باتوں سے قطع نظر کریں۔ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ۔ اور چونکہ ہم محمدی خالص ہیں اس لئے ہمیں بجز قرآن و حدیث کے کسی اور دستور العمل سے کامیابی نہیں ہو سکتی حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے لیس لنا نبی غیر نبینا ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہ لا تخرج عنہما فتہلکات والسلامۃ معہما الا آ او ... فلا تقطع عنہما حتی یصل ترقی العبد الی مقامات الولایۃ والبدلیۃ والغوثیۃ یعنی حضور صلعم کے سوا اب کون نبی ہے جسکا ہم اتباع کریں اور قرآن کے سوا اب دوسری کیا چیز ہے جس پر ہم عمل کریں پس اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ... باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور سمجھ لو کہ تمہاری سلامتی تو قرآن و حدیث کے ساتھ ہے اور غیروں کے ساتھ تمہاری ہلاکی و بربادی ہے اور بندہ مومن اسی قرآن و حدیث کے ذریعہ سے مرتبہ ولایت اور مرتبہ ابدالیت اور مقام غوثیت تک پہونچتا ہے۔ اے عزیز مقدس

نورانی کلمات کے سننے کے بعد کوئی خلاف شریعت مشائخ کا کیونکر معتقد ہو سکتا ہے اب سمجھو کہ چوڑیاں پہننا گھنگرو باندھنا۔ سیلا۔ پیلا کپڑا پہنکر ناچنا تھرکنا۔ گیرو لگانا۔ یہ سب رسومات جاہلانہ ہیں انکو درویشی سے کیا واسطہ۔ سالار ہو یا مداری لینے انکو قادری کہو یا چشتی جب شریعت محمدیہ سے علیحدہ ہے اور خلاف شرع بات کو درویشی نہ سمجھا ہے تو ہم ایسے ملحد و زندیق سمجھنے پر مجبور ہیں حضرت غوث الثقلین فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کل حقیقة لا یشهد لها الشرع فهی زندقة اور حضرت ابو سلیمان دارانی رحمة اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے سالکین تم اپنے تمام معارف و کشفیات کو قرآن و سنت پر پیش کرو اگر وہ گواہی دیں قبول کرو ورنہ اسے غلط سمجھو اور خود حضرت غوث الثقلین فرماتے ہے اتبعوا ولا تبتدعوا۔ یعنی اے لوگو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرو اور بدعتی نہ بنو۔ اور یہ جاہل جو شریعت کے پابند نہیں اور نماز فرائض بھی ادا نہیں کرتے مگر وظیفہ خوانی کرتے ہیں اور تسبیح ہلاتے ہیں عوام کالانعام ان باتوں سے ان کو متبع سمجھ لیتے ہیں مگر حقیقت میں یہ وظیفہ خوانی ان کی کبھی قابل قدر نہیں اور نہ انکو ہرگز مفید ہے حضرت پیران پیر قدس سرہ فرماتے ہیں ینبغی للمؤمن ان یشتغل اولا بالفرائض فاذا فرغ منها اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل فما لم یفرغ من الفرائض فالاشتغال بالسنن حمق ورعونة فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین۔ یعنی مومن کو سزاوار ہے کہ پہلے فرائض کی طرف متوجہ ہو اس سے فارغ ہونے کے بعد سنتوں کو پورا کرے پھر اس سے فارغ ہو تو نفل وغیرہ کی طرف متوجہ ہو بغیر ادائے فرض سنتوں میں مشغول محض حماقت ہے۔ اور نفل کی جانب بلا ادائے سنت و فرض متوجہ ہونا محض غیر مفید غیر مقبول بلکہ ذلت و

خواری ہے۔

اے عزیزو تم لوگ ان اصول کا خیال رکھو عرس یا قل و مجلس سماع یا وعظ وغیرہ میں شب بسر کرنا اور نماز عشا و تہجد و فرض صبح کو کھو بیٹھنا کیونکر مفید ہو سکتا ہے سنو! میرے ایک خاص عزیز نے اس سال حزب البحر کی تو وہ کی اجازت چاہی اور اعتکاف میں بیٹھنے کو تیار ہو گئے مگر میں نے ہرگز انکو اجازت نہ دی۔ اسلئے کہ وہ فرض نماز کے پابند نہ تھے پھر ان کو اعتکاف و حزب البحر کیا مفید ہو سکتا تھا یہ بھی اک بوالہوسی ہے اور غلط تمنا۔ یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جس چیز کو شروع کریں اسکو شرائط کیساتھ پورا کرتے رہیں۔ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب انہوں نے ایسے اعمال کا انتظام کیا اور چھوڑ بیٹھے تو نکبت میں گرفتار ہوئے اسکی وجہ بزرگوں سے میں نے یوں سنی ہے کہ جب کوئی نیک عمل مومن شروع کرتا ہے تو رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے پھر جب اس نے چھوڑ دیا تو وہ رحمت کے فرشتے اسپر نفرین کرتے ہیں جو موجب نکبت ہوتا ہے پس اب تمہارے خط کا مختصر جواب ہو گیا تم اپنے دیگر حالات سے مطلع کرتے رہو نہیں معلوم اس سال نصاب حزب البحر میں یہاں کے آدمی تمہارے شریک تھے صوفی وصی الدین کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور بدایوں میں میاں وزیر حسن خاں اور بریلی میں حافظ عبد الکریم صاحب [illegible] میں مولوی عبد الغنی صاحب و دیگر عزیزان نے اس فقیر کی اجازت سے مختلف جگہوں پر زکوٰۃ ادا کی ہے۔ اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

والسلام

جلد ثانی مکتوبات جس میں زیادہ تر علمی مکاتیب ہوں گے اور وہ ذرا ضخیم بھی ہوگی اسکی اشاعت حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس اپنے ذمہ لیتے ہیں تم ان کی اس سعادت کو بخوشی منظور کرلو۔ والسلام

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

قطعہ تاریخ تالیف مکتوبات از جناب صاحبزادہ حسین میاں صاحب دام مجدہ

مخزنت آفتاب علم دیں — مقتدائے قوم شیخ شیخ و شاب
حضرت شاہ سلیماں ذی حشم — عارف کامل حبیب بوتراب
اُن کے مکتوبات علم و معرفت — ہیں تصوف میں معرفت کا انتخاب
چھپ گئے ہیں شمس المعارف اسکا نام — سارے عالم کو کریں گے فیضیاب
[illegible] خورشید اسکا نام — [illegible]
صورت مہتاب ہے اب جو چھپا — اس سے [illegible]
اس کی بندش ایسا مضموں ایسا الفاظ — آپ اپنی مثل آپ اپنا جواب
اپنی بے مثلی کی شاہد ہے یہ خود — آفتاب آمد دلیل آفتاب
مصرع تاریخ لکھوائے حسینا — آفتاب معرفت ہے لاجواب

تاریخ طبع

سالک طالب حق قدم بڑھانا عرفان و ہدیٰ کا قصر ہے یہ
ہاتف بھی یہاں یہ کہہ رہا ہے فیضان حبیب قصر ہے یہ

۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ تالیف مکتوبات از جناب مولوی محمد محی الدین صاحب حبیب عماد و احسان اللہ تمنا

وہ مایہ ناز اہل بینش، وہ رونق بزم آفرینش
کہ جن کے باعث سے دین حق کو بڑا سہارا ہے تقویت کا
مرے شفیق اور بزرگ بھائی وہ حضرت مولوی سلیمان
کہ کوئی عالم مری نظر میں نہیں ہے آج ان کی مرتبت کا
بہت غنیمت ہے ذات انکی خصوصاً اس وقت میں جو دیکھو
کہ کچھ اثر تک نہیں ہے باقی کسی میں علمی مناسبت کا
چھپے مکاتیب آج ان کے جو ہیں تصوف کی جان گویا
اگر کوئی ہو تو لکھ کے لائے بس ایک مکتوب اس صفت کا
سنہ بھی طبع کیا آپ پوچھتے مجھ سے ہیں تمنا

جناب اسکا ہر ایک مکتوب ایک دریا ہے معرفت کا
۱۹۱۴ء

فہرست مضامین مکتوبات

(ب)

شمس المعارف حصہ اوّل ۱۲/-

ایضاً حصہ دوم ۱۲/-

ایضاً حصہ سوم ۸/-

ایضاً حصہ چہارم ...... عصہ/

(کتبہ شمیم القلم ادریس اعظمی کاتب)

DUE DATE

سس

س ۳۹ ک

شمس المعارف

محمد سلمان ۱۰۶۴۳

DATE	NO.	DATE	NO.